وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا"

(القرآن کریم)

رحمتِ عالم ﷺ

www.KitaboSunnat.com

مع اضافاتِ جدیدہ

تالیف:

علامہ سید سلیمان ندوی

اضافاتِ جدیدہ

محمد شکیل عاصم

دار الکتب السلفیہ

DARUL-KUTUB-AL-SALAFIYYAH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رحمت عالم ﷺ

تالیف

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

مع اضافاتِ جدیدہ

محمد شکیل عاصم حفظہ اللہ

ناشر:

دار الکتب السلفیۃ
DARUL-KUTUB-AL-SALAFIYYAH

+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

❀ دیباچہ اوّل ---------- 9
❀ دیباچہ طبع ثانی ---------- 10
❀ عرب کا ملک ---------- 11
✧ حجاز ---------- 12
✧ خدا کے قاصد ---------- 12
✧ پیغمبروں کا سلسلہ ---------- 12
✧ ابراہیم علیہ السلام کی نسل ---------- 13
✧ کعبہ ---------- 14
✧ اسماعیل علیہ السلام کا گھرانہ ---------- 14
✧ قریش ---------- 15
✧ بنی ہاشم ---------- 15
✧ عبدالمطلب ---------- 16
✧ عبدالمطلب کی اولاد ---------- 16
✧ عبداللہ ---------- 16
✧ ولادت ---------- 16
✧ پرورش ---------- 17
✧ بی بی آمنہ کے پاس ---------- 17
✧ بی بی آمنہ کی وفات ---------- 17
✧ عبدالمطلب کی پرورش میں ---------- 17

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✧ عبدالمطلب کی وفات ---------- 18

✧ ابوطالب کی پرورش میں ---------- 18

✧ فجار کی لڑائی میں شرکت ---------- 18

✧ مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ ---------- 19

✧ کعبہ کی تعمیر ---------- 20

✧ سوداگری کا کام ---------- 21

✧ تجارتی سفر ---------- 22

✧ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شرکت ---------- 22

✧ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ---------- 22

✧ شرک اور برائی کی باتوں سے بچنا ---------- 23

❀ مشقی سوالات ---------- 24

آپ ﷺ کی بعثت ---------- 26

✧ وحی ---------- 28

✧ اسلام ---------- 29

✧ توحید ---------- 30

✧ فرشتے ---------- 30

✧ رسول ---------- 30

✧ کتاب ---------- 30

✧ مرنے کے بعد پھر جینا ---------- 31

✧ ایمان ---------- 31

✧ پہلے مسلمان ہونے والے ---------- 31

✧ پہلی عام منادی ---------- 33

✧ عام تبلیغ ---------- 34

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✧ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا ---- 36

✧ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا ---- 36

✧ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا ---- 38

✧ غریب مسلمانوں کا ستایا جانا ---- 39

✧ حبش کی ہجرت ---- 41

✧ ابو طالب کی گھاٹی (شعب) میں نظر بندی ---- 42

✧ ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ---- 43

✧ ۱۰ نبوی ---- 43

✧ آپ ﷺ پر مصیبتیں ---- 43

✧ طائف کا سفر ---- 44

✧ قبیلوں میں دورہ ---- 44

✧ اَوس اور خزرج میں اسلام ---- 45

✧ عقبہ کی بیعت ---- 45

❀ مشقی سوالات ---- 47

ہجرت مدینہ اور انصار ---- 49

✧ مدینہ ---- 51

✧ پہلی مسجد ---- 51

✧ پہلا جمعہ ---- 52

✧ مدینے میں داخلہ ---- 52

✧ انصار ---- 53

✧ مسجد نبوی ﷺ اور حجروں کی تعمیر ---- 53

✧ صُفّہ والے ---- 54

✧ نماز کی تکمیل اور قبلہ ---- 54

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✧ قبلہ ---------- 55
✧ بھائی چارہ ---------- 55
✧ یہود کا قول و قرار ---------- 56
✧ مکہ والوں کی شرارتیں اور سازشیں ---------- 57
✧ مسلمانوں کے تین دشمن ---------- 57
✧ منافقوں سے برتاؤ ---------- 58
✧ مکہ کے کافروں کی روک تھام ---------- 59
✧ بدر کی لڑائی ---------- 60
✧ دشمنوں سے برتاؤ ---------- 62
✧ بدر کا انتقام ---------- 63
✧ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ---------- 64
✧ ذی الحجہ ۲ ہجری ---------- 64
✧ روزہ ---------- 65
✧ رمضان ---------- 65
✧ عید ---------- 65
❀ مشقی سوالات ---------- 67
اُحد کی لڑائی ---------- 69
✧ شوال ۳ ہجری ---------- 69
✧ یہودی خطرے کو مٹانا ---------- 75
✧ بنی قینقاع سے لڑائی ---------- 77
✧ شوال ۲ ہجری ---------- 77
✧ مسلمان مبلغوں کا بے دردانہ قتل ---------- 78
✧ ابن ابی الحقیق کا خاندان ---------- 80

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ✧ بنو نضیر کی جلاوطنی ---------- 80
- ✧ ربیع الاوّل ۴ ہجری ---------- 80
- ✧ خندق یا احزاب کی لڑائی ---------- 82
- ✧ ذی قعدہ ۵ ہجری ---------- 82
- ✧ بنی قریظہ کا خاتمہ ---------- 84
- ✧ اسلام قانون کی صورت میں ---------- 85
- ✧ اسلام کے لیے دوڑ دھوپ ---------- 86
- ✧ حدیبیہ کی صلح ---------- 86
- ✧ ذیقعدہ ۶ ہجری ---------- 86
- ✧ اسلام کی جیت ---------- 88
- ❀ مشقی سوالات ---------- 90

دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت ---------- 92

- ✧ ۶ ہجری ---------- 92
- ✧ یہود کا آخری قلعہ...... خیبر ---------- 96
- ✧ آخر ۶ ہجری یا شروع ۷ ہجری ---------- 96
- ✧ مدت کی آرزو...... عمرہ ---------- 100
- ✧ ذیقعدہ ۷ ہجری ---------- 100
- ✧ ایک نیا دشمن...... موتہ کی لڑائی ---------- 101
- ✧ جمادی الاولیٰ ۸ ہجری ---------- 101
- ✧ کعبہ کی چھت پر اسلام کا جھنڈا...... مکہ کی فتح ---------- 102
- ✧ رمضان ۸ ہجری ---------- 102
- ✧ ہوازن اور ثقیف کا معرکہ ---------- 106
- ✧ شوال ۸ ہجری ---------- 106

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✧ مالِ غنیمت کی تقسیم اور حضور ﷺ کی تقریر ---------- 108

❀ مشقی سوالات ---------- 110

رُومی خطرہ......تبوک کی لڑائی ---------- 112

✧ جزیہ ---------- 113

✧ عہد اسلام کا پہلا باقاعدہ حج اور براءت کا اعلان ---------- 114

✧ عرب کے صوبوں میں اسلام کی عام منادی ---------- 116

✧ دین کی تکمیل اور اسلامی نظام کی تاسیس ---------- 119

✧ نماز ---------- 120

✧ زکوٰۃ ---------- 122

✧ روزہ ---------- 122

✧ حج ---------- 123

❀ مشقی سوالات ---------- 125

ہمارے پیغمبر ﷺ کا آخر حج ---------- 127

✧ حجۃ الوداع ۱۰ ہجری ---------- 127

✧ وفات ---------- 134

✧ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری مطابق مئی ۶۳۲ء ---------- 134

❀ مشقی سوالات ---------- 140

ازواج و اولاد رضی اللہ عنہم ---------- 142

✧ ازواج ---------- 142

✧ اولاد ---------- 142

✧ اخلاق و عادات ---------- 143

❀ مشقی سوالات ---------- 156

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اوّل

رحمتِ عالم ﷺ

اسلام کا گلدستہ جس دھاگے سے بندھا ہے وہ رحمت عالم ﷺ کا وجودِ مبارک ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ اس وجود پاک کے سوانح کا ایک ایک حرف ہر مسلمان کے کان تک پہنچ جائے، تا کہ یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ اس کی مناسب صورت یہ ہے کہ ہر چھوٹے بڑے تک حضور ﷺ کے نام، کام اور پیغام کو پہنچایا جائے۔ ایک زمانے سے دوستوں کا اصرار تھا کہ چھوٹے لڑکوں اور معمولی لکھے پڑھے لوگوں کے سیرت کی ایک ایسی چھوٹی سی کتاب لکھوں جس کا پڑھنا اور سمجھنا سب کے لیے آسان ہو اور پھر اس میں کوئی اہم بات چھوٹنے بھی نہ پائے۔

دوستوں کی اسی فرمائش کی تعمیل میں یہ مختصر سی سیرت لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس میں عبارت کی سادگی، طرزِ ادا کی سہولت اور واقعات کے سلجھاؤ کا خاص خیال رکھا گیا ہے، تا کہ چھوٹی عمر کے بچے اور معمولی سمجھ کے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور اسکولوں اور مدرسوں کے کورسوں میں رکھی جا سکے۔

اس کتاب کا مسودہ بعض اسلامی ریاستوں کے ذمہ دار تعلیمی افسروں کی نگاہوں سے گزر چکا ہے اور صوبۂ بہار کے اسلامی مکتبوں کے لیے بھی اس کا انتخاب ہوا ہے۔ امید ہے کہ یہ دوسرے اسلامی مدرسوں اور مکتبوں میں بھی رواج پائے اور مذہبی تعلیم کی ایک بڑی کمی پوری ہو۔

سیّد سلیمان ندوی

شبلی منزل اعظم گڑھ، ۲۰ رجب ۱۳۵۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ طبع ثانی

کتاب رحمت عالم ﷺ کی جو قدر ہوئی وہ مصنف کی توقع سے زیادہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔ پانچ ہزار کتابیں ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں اور ہندی، گجراتی اور بنگالی زبان میں اس کے ترجمے بھی ہوئے۔ دکن، پنجاب، یو۔ پی اور بہار کے مختلف اسلامی مدرسوں اور مکتبوں میں وہ داخلِ نصاب ہوئی اور اس کی فروخت سے چار ہزار روپے کے قریب دار العلوم ندوہ کے سرمایۂ تعمیر میں منتقل کیا گیا۔

اب نیا ایڈیشن آپ کے پیشِ نظر ہے۔ اس کی زبان اور بھی ہلکی کی گئی ہے اور بعض غلطیوں کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے۔ آخر میں اخلاق کا حصہ کچھ اور بڑھا دیا گیا ہے۔ نقشہ اس وقت نہ چھپ سکا، ان شاء اللہ آئندہ یہ بھی بڑھایا جائے گا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے ہمارے بچوں میں اپنے رسول کریم ﷺ کے ساتھ محبت اور ان کی پیروی کا خیال پیدا کرے۔

ہیچمدان

سلیمان

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۴۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرب کا ملک

اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ:

- دنیا کے نقشے پر عرب بالخصوص حجاز کہاں پایا جاتا ہے۔
- انبیاء علیہم السلام کا نبی اکرم ﷺ تک سلسلہ۔
- بعثت سے پہلے تک نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے اہم واقعات مثلاً آپ ﷺ کی پرورش کے مختلف مراحل، تجارت اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی۔

❀❀❀❀

ہمارے ملک کے پچھم کی طرف سمندر کی طرف سمندر بہتا ہے۔ اس سمندر کے ایک کنارے پر ہندوستان اور دوسرے کنارے پر عرب کا ملک ہے۔ اس ملکِ عرب کا بڑا حصہ ریت اور پہاڑ ہے۔ بیچ کا حصہ تو بالکل بنجر اور غیر آباد ہے۔ صرف اس کے کناروں پر کچھ سرسبزی اور شادابی ہے اور انہی میں اس ملک کے بسنے والے رہتے ہیں۔

اس کے ایک طرف بحرِ ہند [1] دوسری طرف خلیج ایران (ایران کی کھاڑی) تیسری طرف بحرِ احمر (لال سمندر) ہے اور چوتھی طرف خشکی میں یہ عراق اور شام کے ملکوں سے ملا ہوا ہے، اسی لیے عرب کے ملک کو جزیرہ نماز اور جزیرہ (ٹاپو) بھی کہتے ہیں۔ جو حصہ بحرِ احمر کے کنارے کنارے لمبائی میں شام کی سرحد سے شروع ہو کر یمن کے صوبے پر ختم ہوتا ہے، حجاز کہلاتا ہے۔ یمن کا صوبہ بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز سے عدن کی کھاڑی تک پھیلا ہوا ہے اور یہ عرب کا سب سے ہرا بھرا اور آباد صوبہ ہے۔ اسی کے قریب عدن کی

---

[1] برصغیر پاک و ہند کے سمندر کو "بحر ہند" کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاڑی کے کنارے پر حضرموت ہے اور عمان کے دریا کے غربی کنارے پر عمان اور ایران کی کھاڑی کے کنارے پر بحرین اور اس سے ملا ہوا یمامہ ہے اور بیچ ملک سے عراق تک کا حصہ نجد کہلاتا ہے۔

حجاز:

اوپر پڑھ چکے ہو کہ بحر احمر کے کنارے کنارے شام کی سرحد سے یمن تک جو حصہ ہے، اس کو حجاز کہتے ہیں۔ حجاز میں تین شہر مشہور تھے اور اب بھی ہیں، ایک مکہ، دوسرا طائف اور تیسرا یثرب (مدینہ)۔ ہمارے پیغمبر ﷺ (ان پر درود و سلام ہو) کو انہی تین شہروں سے تعلق تھا۔

خدا کے قاصد:

تم روز دیکھتے ہو کہ ایک شخص مطلب کی کوئی بات، جس کو پیغام کہتے ہیں، دور کسی دوسرے کے پاس بھیجتا ہے تو وہ اپنی بات اپنے کسی معتبر آدمی سے کہہ دیتا ہے اور وہ آدمی اس بات کو سن کر دوسرے شخص کو سنا آتا ہے۔ اس معتبر آدمی کو ہم قاصد اور پیغام لے جانے والا اور فارسی میں پیغامبر یا پیغمبر اور عربی میں رسول کہتے ہیں۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ اپنے بندوں کو اپنے مطلب کی بات اور پیغام سے خبر دے تو اس نے اپنی مہربانی سے اپنے کسی چہیتے اور پیارے بندے کو اس کام کے لیے چنا اور اس کا نام خدا کا قاصد، خدا کا پیغام پہنچانے والا اور پیغمبر رکھا، عرب کے لوگ اسی کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔ خدا کے ان قاصدوں اور رسولوں کا کام یہ ہے کہ وہ خدا کی باتوں کو بندوں تک پہنچاتے ہیں اور ان کو بتاتے ہیں کہ تمہارا خدا تم سے کیا چاہتا ہے اور کن باتوں کے کرنے کا تم کو حکم دیتا ہے اور کن باتوں کو وہ پسند کرتا ہے۔ جو بندے اس کا کہا مانتے ہیں ان سے اللہ خوش اور جو نہیں مانتے ان سے وہ ناراض ہوتا ہے۔

پیغمبروں کا سلسلہ:

تمہارے خدا نے جب یہ دنیا بنائی اور اس میں آدمیوں کو بسانا چاہا تو سب سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس آدمی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اس کا نام آدم علیہ السلام رکھا۔ انہی آدمی علیہ السلام سے یہ سارے آدمی پیدا ہوتے چلے آ رہے ہیں، انہی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اچھی باتیں سکھانے اور بری باتوں سے روکنے کے لیے اپنے قاصدوں اور پیغمبروں کا سلسلہ بھی دنیا میں جاری کیا جو ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ تک جاری رہا اور اب آپ کے بعد کوئی دوسرا پیغمبر نہ آیا ہے اور نہ قیامت تک آئے گا۔

ابراہیم علیہ السلام کی نسل:

آدم علیہ السلام کی اولاد میں مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام گزرے، نوح علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے بڑے پیغمبر ہوئے۔ یہ عراق کے ملک میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑھے اور جوان ہوئے۔ اس وقت عراق کے لوگ، چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دکھا تو دل میں غور کیا کہ کیا یہ ستارے خدا ہو سکتے ہیں؟ لیکن جیسے ہی رات ختم ہو کر صبح کا تڑکا ہونے لگا، ستارے جھلملانے لگے اور جب سورج نکلا تو وہ بالکل نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ پکار اٹھے کہ ایسی فانی ہستیوں سے تو میں دل نہیں لگاتا، پھر رات آئی اور چاند پر نظر پڑی تو خیال کیا کہ شاید اس کی روشنی میں خدائی کا جلوہ ہو، لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو بول اٹھے کہ میرے پروردگار نے اگر مجھے راہ نہ دکھائی تو مجھے سچائی کا راستہ کبھی نہ مل سکے گا۔ اب خیال ہوا کہ اچھا سورج کی روشنی تو سب سے بڑھ کر ہے، کیا یہ ہمارا دیوتا نہیں ہو سکتا؟ لیکن شام کی تاریکی نے اس بڑی روشنی کو بھی جب بجھا دیا تب ان کے دل سے آواز آئی کہ میرے پروردگار کا نور تو وہ نور ہے جس کا اندھیرا نہیں، میں اسی خدا کو مانتا ہوں جس نے آسمان اور زمین اور ان کے جلوؤں کو پیدا کیا۔ پھر لوگوں سے پکار کر کہا کہ میں تمہارے مشرکانہ دین کو چھوڑتا ہوں اور ہر طرف سے مڑ کر اس ایک خدائے برحق کے آگے سر جھکاتا ہوں۔

خدا نے ان کو پیغمبر بنایا اور آسمان و زمین کی حقیقتوں کے دفتر ان کے سامنے کھول دیئے اور دنیا میں توحید کا پیغام سنانے کے لیے ان کو مامور کیا۔ انہوں نے عراق کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ نمرود اور اس کے درباریوں کو یہ پیغام سنایا۔ ان کے کانوں میں یہ بالکل نئی آواز تھی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈرایا، دھمکایا مگر وہ اپنی بات پر جمے رہے اور ایک دن موقع پا کر ان کے بت خانے میں جا کر ان کی پتھر کی مورتیوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے ان کے لیے یہ سزا تجویز کی کہ وہ آگ کے الاؤ میں ڈال کر جلا دیئے جائیں، یہ امتحان کا موقع تھا مگر ان کی ثابت قدمی کا وہی حال رہا، ادھر ان کا آگ میں پڑنا تھا کہ آگ بجھ کر ان کی جان کی سلامتی کا سامان بن گئی۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں سے شام اور مصر کے ملکوں کی طرف رخ کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو توحید (خدا کو ایک ماننا اور ایک کہنا) کا وعظ سنایا اور جب کہیں یہ آواز نہ سنی گئی تو عرب کے صوبہ حجاز میں چلے آئے۔

اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے دیئے، بڑے کا نام اسماعیل علیہ السلام اور چھوٹے کا نام اسحاق علیہ السلام رکھا۔ اسحاق علیہ السلام کو شام کے ملک میں اور اسماعیل علیہ السلام کو حجاز میں آباد کیا۔

کعبہ:

حجاز کا ملک ان دنوں آباد نہ تھا مگر شام اور یمن کے ملک بہت آباد تھے، شام سے یمن کو اور یمن سے شام کو جو بیوپاری اور سوداگر آتے جاتے وہ حجاز ہی کے راستے سے آتے جاتے تھے۔ اس لیے حجاز میں آنے جانے والے سوداگروں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوا کہ اسی حجاز کی زمین میں ایک مقام پر ہماری عبادت کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے ایک گھر بناؤ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے مل کر اس گھر کو بنا کر کھڑا کیا، اس کا نام کعبہ اور بیت اللہ یعنی خدا کا گھر رکھا گیا۔

اسماعیل علیہ السلام کا گھرانہ:

خدا نے اپنے اس گھر کو بزرگی بخشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس گھر کی خدمت کے لیے اپنے لڑکے اسماعیل علیہ السلام کو اس مقام پر آباد کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد بھی یہیں رہنے لگی اور اس مقام کا نام "مکہ رکھا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا گھرانہ اس شہر میں جس کا نام مکہ پڑا تھا، آباد رہا اور خدا کا پیغام بندوں کو سناتا اور کعبہ میں خدا ہی کی عبادت کرتا رہا۔ سینکڑوں برس گزرنے کے بعد لوگ دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی اکیلے خدا کو چھوڑ کر مٹی اور پتھر کی عجیب عجیب شکلیں بنانے اور کہنے لگے کہ یہی ہمارے خدا ہیں۔ مٹی اور پتھر کی جن عجیب عجیب شکلوں کو وہ خدا سمجھ کر پوجتے تھے، ان کو بت کہتے تھے۔ بتوں کو خدا سمجھنا اور ان کو پوجنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا کام ہے اور جو لوگ خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں ان کو کافر کہتے ہیں۔

قریش:

اتنے دنوں میں اسماعیل علیہ السلام کے گھرانے کے آدمی بہت سے خاندانوں اور قبیلوں میں بٹ گئے تھے، ان میں ایک مشہور قبیلے کا نام ''قریش'' تھا۔ یہ خاص مکہ میں آباد اور کعبے کا متولّی (انتظام کرنے والا) تھا۔ دُور دُور سے کعبہ کے حج کے لیے جو لوگ آتے جن کو حاجی کہتے ہیں ان کو ٹھہرانا، کھانا کھلانا، پانی پلانا اور کعبہ شریف کے دوسرے کاموں کی دیکھ بھال اسی قبیلے کے ہاتھوں میں تھی اسی لیے یہ قبیلہ سارے عرب میں عزت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ اسی قبیلے کے اکثر آدمی تجارت اور سوداگری کا پیشہ کرتے تھے۔

بنی ہاشم:

قریش کے قبیلے میں بھی کئی بڑے بڑے خاندان تھے۔ ان میں سے ایک بنی ہاشم تھے۔ یہ ہاشم کی اولاد تھے۔ ہاشم اس خاندان کے بڑے نامی گرامی شخص تھے۔ حاجیوں کو دل کھول کر کھانا کھلاتے تھے اور پینے کے لیے چمڑے کے حوضوں میں پانی بھرواتے تھے۔ یہ ایک طرح سے مکہ کے امیر تھے، قریش کے لیے جو زیادہ تر تجارت اور بیوپار سے روزی کماتے تھے، انہوں نے یہ کیا کہ حبش کے بادشاہ نجاشی اور مصر اور شام کے بادشاہ قیصر سے فرمان لکھوایا کہ ان کے ملکوں میں قریش کے سوداگر بے روک ٹوک آ جا سکیں، پھر عرب کے مختلف قبیلوں میں پھر پھر کر ان سے یہ عہد لیا کہ وہ قریش کے سوداگروں کے قافلے کو نہیں لوٹیں گے اور قریش کے سوداگر اس کے بدلے میں یہ کریں گے کہ ہر قبیلے کی ضرورت کی چیزیں لے کر خود اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس جائیں گے۔

عبدالمطلب:

ہاشم نے اپنی شادی یثرب کے شہر میں بنونجار کے خاندان میں کی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اصلی نام تو شیبہ تھا مگر شہرت عبدالمطلب کے نام سے ہوئی۔

عبدالمطلب نے بھی جوان ہو کر بڑا نام پیدا کیا۔ کعبے کا انتظام بھی ان کے سپرد ہوا۔ کعبے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا ایک کنواں تھا جس کا نام ''زمزم'' تھا۔ یہ کنواں اتنے دنوں سے پڑا پڑا اپٹ گیا تھا۔ عبدالمطلب نے اس کو صاف کر کے پھر درست کرایا۔

عبدالمطلب کی اولاد:

عبدالمطلب بڑے خوش نصیب تھے، عمر بھی بڑی پائی۔ دس جوان بیٹے تھے، ان میں پانچ کسی نہ کسی حیثیت سے بہت مشہور ہوئے، ابولہب، ابوطالب، عبداللہ، حمزہ رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ:

ان بیٹوں میں اپنے باپ کے سب سے چہیتے اور پیارے، عمر میں سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ تھے۔ یہ سترہ برس کے ہوئے تو بنی زہرہ نامی قریش کے ایک دوسرے معزز خاندان کی لڑکی سے ان کی شادی ہوئی۔ ان بی بی کا نام آمنہ تھا۔ عبداللہ شادی کے بعد بہت کم جیے، چند ہی روز کے بعد وفات پا گئے۔

ولادت:

عبداللہ کی وفات کے چند مہینوں کے بعد بی بی آمنہ کے بچہ پیدا ہوا، جس کا نام محمد ﷺ رکھا گیا۔ یہی وہ بچہ ہے جو ہمارا رسول ﷺ اور پیغمبر ہے، جس کے پیدا ہونے کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد اس کے آنے کی خوشخبری سب کو سنائی تھی اور جو ساری دنیا کی قوموں کا رسول بننے والا تھا۔ پیدائش ۱۲ تاریخ کو ربیع الاوّل کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اکہتر (۵۷۱) برس بعد ہوئی۔ سب گھر والوں کو اس بچے کے پیدا ہونے سے بڑی خوشی ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش:

سب سے پہلے ہمارے رسول ﷺ کو ان کی ماں آمنہ نے دودھ پلایا۔ دو تین دن کے بعد ان کے چچا ابولہب کی ایک لونڈی ثویبہ نے آپ کو دودھ پلایا۔

اس زمانے میں قاعدہ یہ تھا کہ عرب کے شریف گھرانوں کے بچے دیہات میں پرورش پاتے تھے، دیہات سے عورتیں آتیں اور شریفوں کے بچوں کو پالنے اور دودھ پلانے کے لیے اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لے جاتیں، انہی عورتوں میں سے ایک جن کا نام حلیمہ تھا اور جو ہوازن کے قبیلے اور سعد کے خاندان سے تھیں، مکہ آئیں اور آپ کو پرورش کے لیے اپنے قبیلے میں لے گئیں۔ چھ برس تک آپ ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوازن کے قبیلے میں پرورش پاتے رہے۔

بی بی آمنہ کے پاس:

آپ ﷺ چھ برس کے ہو چکے تو آپ کو آپ کی ماں بی بی آمنہ نے اپنے پاس رکھ لیا، اوپر پڑھ آئے ہو کہ آپ کی پردادی یثرب کی رہنے والی اور نجار کے خاندان سے تھیں، بی بی آمنہ آپ کو لے کر کسی سبب سے مدینے آئیں اور نجار کے خاندان میں ایک مہینے تک رہیں۔

بی بی آمنہ کی وفات:

ایک مہینے کے بعد جب یہاں سے واپس ہوئیں تو کچھ منزل چل کر بیمار ہوئیں اور ''ابواء'' کے مقام پر پہنچ کر وفات پا گئیں اور یہیں دفن ہوئیں۔

کیسا افسوس ناک موقع تھا! سفر کی حالت تھی، ساتھ نہ کوئی یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار، ایک ماں، وہ اس دنیا سے سدھاریں۔ بی بی آمنہ کے ساتھ ان کی وفادار لونڈی ام ایمن تھیں۔ وہ حضرت کو اپنے ساتھ لے کر مکہ آئیں۔

عبدالمطلب کی پرورش میں:

مکہ آ کر آپ ﷺ کو آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا۔ دادا نے اپنے بن ماں باپ کے یتیم پوتے کو سینے سے لگایا اور بڑی محبت اور پیار سے آپ کی پرورش شروع کی۔ محبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مارے ہمیشہ وہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ہر طرح سے آپ کی خاطر کرتے تھے۔

عبدالمطلب کی وفات:

عبدالمطلب اب بوڑھے ہو چکے تھے۔ بیاسی برس کی عمر تھی۔ ان کو رہ رہ کر اپنے یتیم پوتے کا خیال آتا تھا۔ آخر اس کو اپنے سب سے ہونہار بیٹے ابو طالب کے سپرد کر کے وفات پائی اور مکہ کے قبرستان میں جس کا نام حجون ہے، دفن ہوئے۔

ابو طالب کی پرورش میں:

چچا نے اپنے بھتیجے کو بڑے لاڈ اور پیار سے پالا، اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کے آرام کا خیال کرتے اور ان کا ناز اٹھاتے۔ ابو طالب سوداگر تھے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ وہ تجارت کا سامان لے کر شام کے ملک کو جا رہے تھے، حضرت نے بھی ساتھ چلنے کی خواہش کی۔ چچا اپنے اکلوتے بھتیجے کی خواہش کو ردّ نہ کر سکے اور ساتھ لے چلے، پھر کسی وجہ سے راستے ہی سے واپس کر دیا۔ جب آپ ﷺ کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو عرب بچوں کے دستور کے مطابق بکریاں چرانے لگے۔

عرب میں اس وقت لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لیے آپ کو بھی لکھنے پڑھنے کی تعلیم نہیں دی گئی البتہ اپنے چچا کے ساتھ مل کر کاموں کا تجربہ سیکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ جوانی کی عمر کو پہنچے۔

فجار کی لڑائی میں شرکت:

عرب کے لوگ بڑے لڑاکے تھے، بات بات میں آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ اگر کہیں کسی طرف سے کوئی آدمی مارا گیا تو جب تک اس کا بدلہ نہیں لیتے تھے چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ ''بکر'' اور ''تغلب'' عرب کے دو قبیلوں میں ایک گھوڑ دوڑ کے موقعہ پر لڑائی ہوئی تو وہ لڑائی پورے چالیس برس تک ہوتی رہی۔

اس قسم کی ایک لڑائی کا نام فجار ہے۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیلوں میں ہوئی تھی۔ قریش کے سب خاندانوں نے اپنی اس قومی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ ہر خاندان کا دستہ الگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ تھا۔ ہاشم کے خاندان کا جھنڈا عبدالمطلب کے ایک بیٹے زبیر کے ہاتھ میں تھا۔ اسی صف میں ہمارے پیغمبر ﷺ بھی تھے۔ آپ بڑے رحم دل تھے، لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے تھے اس لیے آپ نے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

مظلوموں کی حمایت کا معاہدہ:

ان لڑائیوں کے سبب سے ملک میں بڑی بے چینی تھی۔ کسی کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ نہ کسی کو اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانوں کی خیر نظر آتی تھی۔ ان لڑائیوں میں لوگ بہت مارے جاتے تھے اس لیے خاندانوں میں بن باپ کے یتیم بچے بہت تھے۔ ان کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ ظالم لوگ ان کو ستاتے تھے اور زبردستی ان کا مال کھا جاتے تھے۔ خاندان میں جو کمزور ہوتا اس کا کہیں ٹھکانا نہ تھا، غریبوں پر ہر طرح کا ظلم ہوتا تھا۔ یہ حالت دیکھ دیکھ کر آپ ﷺ کا دل دکھتا تھا اور سوچتے تھے اس زور و ظلم کو کیسے روکیں کہ سب خوش خوش امن و امان سے رہیں۔

عرب کے چند نیک مزاج لوگوں کو پہلے بھی یہ خیال ہوا تھا کہ اس کے لیے چند قبیلے مل کر آپس میں یہ عہد کریں کہ وہ سب مل کر مظلوموں کی مدد کریں گے۔ اس تجویز کے جو پہلے بانی تھے ان کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا جس کے معنی بھی مہربانی کے ہیں، اس لیے ان کے آپس کے اس عہد کا نام ''فضل والوں کا قول و قرار'' رکھا گیا اور اس کو عربی میں ''حلف الفضول'' کہتے ہیں۔

فجار کی لڑائی جب ہو چکی تو آپ ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ قول و قرار کو جو پہلے کیا جا چکا تھا اور جس کو لوگوں نے بھلا دیا تھا پھر سے زندہ کیا جائے اس کے لیے ہاشم، زہرہ اور تمیم کے خاندان مکہ کے ایک نیک مزاج امیر آدمی کے گھر میں جس کا نام عبداللہ بن جُدعان تھا جمع ہوئے اور سب نے مل کر عہد کیا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا اور اب مکہ میں کوئی ظالم رہنے نہ پائے گا۔ اس معاہدے میں ہمارے رسول اللہ ﷺ بھی شریک تھے اور بعد کو فرمایا کرتے تھے کہ میں آج بھی مکہ میں اس معاہدے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے کو تیار ہوں۔ -

کعبہ کی تعمیر:

مکہ کا شہر ایسی جگہ بسا ہے جس کے چاروں طرف، پہاڑیاں ہیں، انہی کے بیچ میں کعبہ بنا ہے۔ جب زور کا مینہ برستا ہے تو پہاڑیوں سے پانی بہہ کر شہر کی گلیوں میں بھر جاتا ہے اور گھروں میں گھس جاتا ہے۔ کعبے کی دیواریں نیچی تھیں اور اس پر چھت بھی نہ تھی اس لیے بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ سیلاب سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچ جاتا۔ یہ دیکھ کر مکہ والوں کی رائے ہوئی کہ کعبہ کی عمارت پھر سے اونچی اور مضبوط کر کے بنائی جائے۔ اتفاق یہ کہ مکہ کی بندرگاہ جس کا نام جدہ تھا، سوداگروں کا ایک جہاز آ کر ٹوٹ گیا تھا۔ قریش کو خبر لگی تو ایک آدمی کو بھیج کر جہاز کے تختے مول لے لیے۔

اب قریش کے سب خاندانوں نے مل کر کعبہ کے بنانے کا کام شروع کیا۔ کعبہ کی پرانی دیوار میں ایک کالا سا پتھر لگا تھا اور اب بھی لگا ہے۔ اس کو اب بھی ''کالا پتھر'' ہی کہتے ہیں۔ اس کا نام عربی میں ''حجر اسود'' ہے۔ یہ پتھر عرب کے لوگوں میں بڑا متبرک سمجھا جاتا تھا اور اسلام میں بھی اس کو متبرک مانا جاتا ہے۔ خانہ کعبہ کے چاروں طرف پھیرا کرتے وقت ہر پھیرا اسی کے پاس سے شروع کیا جاتا ہے۔

جب قریش نے اس دفعہ دیوار کو وہاں تک اونچا کر لیا جہاں یہ پتھر لگا تھا تو ہر خاندان نے یہی چاہا کہ اس مقدس پتھر کو ہم ہی اکیلے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ تلواریں کھنچ گئیں۔ جب جھگڑا کسی طرح طے نہ ہوا تو قریش کے ایک سب سے بوڑھے آدمی نے یہ رائے دی کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے کعبہ میں آئے وہ اپنی رائے سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دے اور اس کا جو فیصلہ ہو اس کو سب لوگ دل سے مان لیں۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ اب اللہ کا کرنا دیکھو کہ صبح سویرے جو سب سے پہلے کعبہ میں پہنچا وہ ہمارے رسول ﷺ تھے۔ آپ کو دیکھ کر سب خوش ہو گئے۔ آپ نے یہ کیا کہ چادر منگوا کر اس میں پتھر کو رکھا اور ہر قبیلے کے سردار کو کہا کہ وہ اس چادر کے ایک ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونے کو تھام لیں اور اوپر کو اٹھائیں۔ جب پتھر چادر سمیت اپنی جگہ پر آ گیا تو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اس طرح عرب کی یہ ایک بڑی لڑائی ہمارے رسول ﷺ کی تدبیر سے رک گئی۔

سوداگری کا کام:

قریش کے شریفوں کا سب سے باعزت پیشہ سوداگری اور تجارت تھا۔ جب ہمارے رسول ﷺ کاروبار سنبھالنے کے لائق ہوئے تو اسی پیشے کو اختیار فرمایا۔

آپ کی نیکی، سچائی اور اچھے برتاؤ کی شہرت تھی اس لیے اس پیشے میں کامیابی کی راہ آپ کے لیے بہت جلد کھل گئی۔ ہر معاملے میں سچا وعدہ فرماتے اور جو وعدہ فرماتے اس کو پورا ہی کرتے۔ آپ کی تجارت کے ایک ساتھی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے آپ سے اس زمانے میں خرید و فروخت کا ایک معاملہ کیا۔ بات کچھ طے ہو چکی تھی کچھ ادھوری رہ گئی تھی۔ میں نے وعدہ کیا کہ پھر آ کر بات پوری کر لیتا ہوں یہ کہہ کر چلا گیا۔ تین دن کے بعد مجھے اپنا یہ وعدہ یاد آیا۔ دوڑ کر آیا تو دیکھا آپ اسی جگہ بیٹھے میرے آنے کا انتظار کر رہے ہیں اور جب آیا تو آپ ﷺ کی پیشانی پر میری اس حرکت سے بل تک نہیں آیا۔ نرمی کے ساتھ اتنا ہی فرمایا کہ تم نے مجھے بڑی زحمت دی۔ تین دن سے یہیں بیٹھا تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

تجارت کے کاروبار میں آپ اپنا معاملہ ہمیشہ صاف رکھتے تھے۔ سائب رضی اللہ عنہ نامی آپ کے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ آپ میرے تجارت میں شریک تھے مگر ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔ نہ کبھی جھگڑا کرتے نہ لیپ پوت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے کاروبار کے ایک اور ساتھی کا نام ابوبکر رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ بھی مکہ ہی میں قریش کے ایک سوداگر تھے وہ کبھی کبھی سفر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

قریش کے لوگ ہمارے حضرت ﷺ کی خوش معاملگی، دیانت داری اور ایمانداری پر اتنا بھروسہ کرتے تھے کہ بے تامل اپنا سرمایہ آپ کے سپرد کر دیتے تھے۔ بہت سے لوگ اپنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ پیسہ آپ کے پاس امانت رکھواتے تھے اور آپ کو امین یعنی امانت والا کہتے تھے۔

تجارتی سفر:

قریش کے سوداگر اکثر شام اور یمن کے ملکوں میں سفر کر کے تجارت کا مال بیچا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی تجارت کا سامان لے کر انہی ملکوں کا سفر کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شرکت:

عرب میں تجارت کا ایک قاعدہ یہ تھا کہ امیر لوگ جن کے پاس دولت ہوتی تھی وہ روپیہ دیتے تھے اور دوسرے محنتی لوگ جن کو تجارت کا سلیقہ ہوتا تھا، اس روپے کو لے کر تجارت میں لگاتے تھے اور اس سے جو فائدہ ہوتا تھا اس کو دونوں آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ حضرت ﷺ نے بھی اسی طریقے پر تجارت کا کام شروع کیا تھا۔

قریش میں خدیجہ رضی اللہ عنہا نام کی ایک دولت مند بی بی تھیں۔ ان کے پہلے شوہر مر گئے تھے اور اب وہ بیوہ تھیں۔ وہ اپنا سامان دوسروں کو دے کر اِدھر اُدھر بھیجا کرتی تھیں۔ انہوں نے ہمارے حضرت ﷺ کی ایمانداری اور سچائی کی تعریف سنی تو آپ کو بلوا کر کہا کہ آپ میرا سامان لے کر تجارت کیجیے۔ میں جتنا نفع دوسروں کو دیتی ہوں اس سے زیادہ آپ کو دوں گی۔ آپ ﷺ راضی ہو گئے اور ان کا سامان لے کر شام کے ملک کو گئے۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو بھی آپ کے ساتھ کر دیا۔ اس تجارت میں خاصا نفع ہوا۔ واپس آئے تو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے کام سے بہت خوش ہوئیں۔

بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

اس سفر سے واپس آئے تین مہینے گزرے تھے کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی اور بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی۔ پھر بھی آپ ﷺ نے خوشی سے اس پیغام کو قبول کر لیا اور چند روز کے بعد نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ یہ تقریب انجام پا گئی۔ آپ کے چچا ابو طالب اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور خاندان کے دوسرے بڑے دلہن کے مکان پر گئے۔ ابو طالب نے نکاح کا خطبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا اور پانچ سو درہم مہر قرار پایا۔

اب دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی رہنے لگے۔ تجارت کا کام اسی طرح چلتا رہا اور آپ عرب کے مختلف شہروں میں آتے جاتے رہے اور آپ کی نیکی، سچائی اور اچھے اخلاق کا ہر طرف چرچا تھا۔

شرک اور برائی کی باتوں سے بچنا:

محمد ﷺ دنیا میں اس لیے پیدا کیے گئے تھے کہ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا پیام سنائیں۔ ان کو برائی اور بدی کی باتوں سے بچائیں۔ اچھی اور نیک باتیں بتائیں تو جس کے پیدا کرنے سے اللہ کی غرض یہ ہو، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کتنی اچھی باتیں دی ہوں گی اور اس کی خصلتیں کتنی اچھی بنائی ہوں گی۔

حضور ﷺ بچپن ہی سے بہت نیک، اچھے اور برائی سے پاک تھے۔ بچپن میں بچوں کی طرح جھوٹے اور بے کار کھیل کود سے پاک رہے اور جوان ہو کر بھی جوانی کی ہر برائی اور ہر بدی سے پاک رہے۔ جب کبھی معمولی بات بھی ایسی ہوتی جو نبی، رسول اور اللہ کے قاصد کی شان کے مناسب نہ ہوتی تو آپ ﷺ کو اللہ اس سے صاف بچا لیتا۔

بچپن کا قصہ ہے کہ کعبہ کی دیوار درست ہو رہی تھی۔ بچے اپنے اپنے تہبند اتار کر کندھوں پر رکھ کر پتھر لادتے تھے۔ آپ نے بھی اپنے چچا کے کہنے سے ایسا کرنا چاہا تو غیرت کے مارے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ شروع جوانی میں ایک جگہ دوستوں کی بے تکلف مجلس تھی جس میں لوگ فضول قصہ کہانی میں رات گزارتے۔ آپ نے بھی ان کے ساتھ وہاں جانا چاہا مگر آپ کو راہ میں ایسی نیند آ گئی کہ صبح ہی کو جا کر آنکھیں کھلیں۔

قریش کے سب ہی لوگ اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام کا دین بھلا چکے تھے اور اللہ کو چھوڑ کر مٹی اور پتھر کی شکلیں بنا کر ان مورتیوں کو پوجتے تھے۔ کچھ لوگ سورج اور دوسرے ستاروں کی پوجا کرتے تھے مگر حضور ﷺ نے جب سے ہوش سنبھالا ان باتوں سے برابر بچتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

پچھم		دیوتا	
بحر		تانتا لگنا	
خلیج		متولی	
جزیرہ		پٹ جانا	
اوجھل ہونا		لیپ پوت کرنا	

مندرجہ ذیل میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے۔

۱۔ حجاز عرب کا بنجر علاقہ ہے۔

۲۔ ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے سب سے بڑے پیغامبر ہیں۔

۳۔ ابراہیم علیہ السلام کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔

۴۔ یمن اور شام کا تجارتی راستہ حجاز تھا۔

۵۔ نبی ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۵۷۱ برس بعد دنیا میں تشریف لائے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ عرب کا محل وقوع بیان کیجیے۔

۲۔ حجاز کسے کہتے ہیں؟

۳۔ ابراہیم علیہ السلام نے کن علاقوں کو اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا؟

۴۔ ابراہیم علیہ السلام نے چاند، سورج اور ستاروں کو اوّلاً رب قرار دے کر بعد میں اس کی تردید کیوں فرمائی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ عرب میں قریش کو عزت کی نظر سے کیوں دیکھا جاتا تھا؟

۶۔ کیا آپ نبی ﷺ کے جد عبدالمطلب کے دس بیٹوں کے نام جانتے ہیں؟

۷۔ نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ مکہ کی بجائے "ابوا" مقام پر کیوں مدفون ہیں؟

۸۔ عرب بہت جنگجو تھے۔ کوئی مثال تحریر کیجیے۔

۹۔ حلف الفضول کسے کہتے ہیں؟

۱۰۔ آپ ﷺ نے یہ کیوں فرمایا کہ میں آج بھی حلف الفضول جیسے معاہدے پر عمل کرنے کو تیار ہوں؟

۱۱۔ طواف کہاں سے شروع کیا جاتا ہے؟

مندرجہ ذیل پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

نبی اکرم ﷺ بحیثیت تاجر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی بعثت

اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ:

- ❀ چالیس برس کی عمر میں نبی ﷺ کو نبوت کا بارِ گراں سونپ دیا جاتا ہے۔
- ❀ اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف کیا ہے۔
- ❀ ابتداء میں دین کی دعوت کا طریق کار کیا تھا۔
- ❀ ابتداء میں مسلمان ہونے والے اشخاص کون تھے۔
- ❀ مسلمانوں پر کس طرح آزمائشوں وابتلاؤں کے پہاڑ توڑے جاتے تھے۔

❀❀❀❀

اب حضور ﷺ (اللہ کا درود اور سلام ہو ان پر) چالیس برس کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جب آدمی کی سمجھ بوجھ پوری اور عقل پختہ ہو جاتی ہے۔ شروع جوانی کی خواہشیں مر چکی ہوتی ہیں۔ دنیا کا اچھا برا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ یہی عمر اس کے لیے مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا رسول اور قاصد بنائے اور جاہلوں کے سکھانے اور نادانوں کے بتانے کے لیے اس کو ان کا استاد مقرر فرمائے۔

اللہ اپنے رسولوں کو فرشتوں کے ذریعے سے اپنی باتوں سے آگاہ فرماتا ہے اور اپنا کلام ان کو سناتا ہے۔ وہ رسول فرشتے سے خدا کا کلام سن کر خدا کے بندوں کو وہی سناتے ہیں۔ اللہ کے جو نیک بندے رسول کے منہ سے خدا کا کلام سن کر خدا کی بات مانتے اور اس کے حکم پر چلتے ہیں، وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اللہ ان سے خوش ہوتا ہے، پیار کرتا ہے اور جب تک وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیتے ہیں اللہ ان کو ہر طرح کا انعام دیتا ہے اور ان پر اپنی برکت اتارتا ہے، اور جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کی روح کو آرام اور چین نصیب کرتا ہے اور قیامت کے بعد جب پھر سب لوگ جی کر اٹھیں گے تو نیک لوگوں کو اللہ وہاں ہر طرح کی خوشی نصیب کرے گا۔ وہ بادشاہوں سے بڑھ کر وہاں ہر طرح کا آرام اور چین پائیں گے۔ یہ بادشاہوں سے بڑھ کر آرام اور چین جہاں ملے گا اس کا نام بہشت ہے اور اسی کو جنت بھی کہتے ہیں۔

جو لوگ اس رسول کی بات کو نہیں مانتے اور خدا کے کلام کو نہیں سنتے اور اس کے حکموں پر نہیں چلتے وہ اس دنیا میں بھی دل کا چین اور روح کا آرام نہیں پاتے اور مرنے کے بعد خدا کی خوشنودی سے محروم رہتے ہیں اور قیامت کے بعد وہ دکھ، درد اور سزا پائیں گے کہ ویسی تکلیف کبھی نہیں اٹھائی ہوگی اور وہ مقام جہاں ان کو یہ سزا ملے گی وہ دوزخ ہے، جس کو جہنم بھی کہتے ہیں۔

جس اللہ نے اپنے بندوں کے لیے زمین و آسمان بنایا، طرح طرح کے اناج، میوے اور پھل پیدا کیے، پہننے کو رنگ برنگ کے کپڑے بنائے، زمین میں قسم قسم کے سبزے اور پھول اگائے، جس نے انسان کے چند روزہ آرام کے لیے یہ کچھ بنایا، کیا اس نے ان کے ہمیشہ کے آرام کا سامان نہ کیا ہوگا؟ جس طرح اس دنیا کے قاعدے قانون بنانے اور سکھانے کے لیے استاد، طبیب اور ڈاکٹر بنائے ہیں، اسی طرح اس دنیا کے قاعدے اور قانون بنانے کے لیے رسول اور پیغمبر بنائے اور جس طرح اس دنیا کے استادوں اور ڈاکٹروں کا کہنا اگر ہم نہ مانیں تو ہم کو دنیا میں اپنی نادانی اور جہالت سے بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ اسی طرح اگر ہم اپنی نادانی اور جہالت سے رسولوں اور پیغمبروں کا کہنا نہ مانیں تو اس دنیا میں ہم بڑی تکلیفیں اٹھائیں گے۔

اللہ کے سارے احسانوں میں سے سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے ہم کو اپنی باتوں کے سمجھانے اور نیکی کا راستہ دکھانے کے لیے اپنے رسول بھیجے۔

آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر زمانے میں اور قوم میں خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے یہ رسول آتے رہے۔ سب سے پیچھے سب رسولوں کے رسول حضرت محمد ﷺ (اللہ کا درود ان پر ہو) کو بھیجا۔ آپ کے بعد پھر کوئی دوسرا رسول آنے والا نہیں کیونکہ خدا کی بات پوری ہو چکی اور خدا کا پیام ہر جگہ پہنچ چکا۔

وحی:

ہمارے رسول ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں جب اللہ نے رسول بنانا چاہا اس سے پہلے آپ کو اکیلے رہنا بہت پسند تھا۔ کئی کئی روز کا کھانا لے لیتے اور مکے کے قریب ایک پہاڑ کے غار میں جس کا نام حرا تھا، چلے جاتے اور اللہ کی باتوں پر غور کرتے۔ دنیا کی گمراہی اور عرب کے لوگوں کی یہ بری حالت دیکھ کر آپ کا دل دُکھتا تھا۔ آپ اس غار میں دن رات خدا کی عبادت اور سوچ میں پڑے رہتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ کا وہ فرشتہ جو اللہ کا کلام اور پیام لے کر رسولوں کے پاس آتا ہے اور جس کا نام ''جبرئیل'' ہے، نظر آیا۔ اس خدا کے فرشتے نے خدا کا بھیجا ہوا سب سے پہلا پیام جس کو وحی کہتے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔ خدا کی بھیجی ہوئی پہلی وحی یہ تھی:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝﴾ (العلق: ١-٦)

''اپنے اس خدا کے نام سے پڑھ جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے انسانوں کو جمے ہوئے خون سے بنایا۔ پڑھ تیرا خدا بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم کو سکھایا۔ انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

یہ ہمارے رسول ﷺ پر پہلی وحی آئی۔ اس وحی کا آنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی امت کی تعلیم کا بڑا بوجھ ڈال دیا گیا۔ نادانوں کو بتانا، انجانوں کو سکھانا، اندھیرے میں چلنے والوں کو روشنی دکھانا اور بتوں کے پجاریوں کو خدائے پاک کے نام سے آشنا کرنا، آپ ﷺ کا کام ٹھہرایا گیا۔ آپ کا دل اس بوجھ کے ڈر سے کانپ گیا۔ اسی حالت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ گھر واپس آئے اور اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور کہا کہ آپ غریبوں پر رحم فرماتے ہیں، بے کسوں کی مدد کرتے ہیں اور جو قرضوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہیں ان کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، اللہ ایسے آدمی کو یوں نہ چھوڑ دے گا۔ پھر آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے ہاں لے گئیں۔ ورقہ عیسائی ہو گئے تھے اور عبرانی زبانی جانتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ''تورات'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب ''انجیل'' پڑھے ہوئے تھے۔ انہوں نے خدا کے رسول (ان پر درود ہو) سے یہ سارا ماجرا سنا تو کہا کہ یہ وہی خدا کا فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔ پھر کہا اے کاش! میں اس وقت طاقتور اور تندرست ہوتا، جب تمہاری قوم تم کو تمہارے گھر سے نکالے گی۔ آپ نے پوچھا، کیا ایسا ہوگا؟ ورقہ نے کہا کہ جو پیغام لے کر آپ آئے ہیں اس کو لے کر آپ سے پہلے جو بھی آیا اس کی قوم نے اس کے ساتھ یہی کیا۔ اتفاق یہ کہ اس کے کچھ ہی روز کے بعد ورقہ نے انتقال کیا۔

ابھی آپ ﷺ نے اپنا کام شروع ہی کیا تھا کہ اللہ کا یہ حکم آیا:

﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَأَنذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○﴾ (المدثر: ١-٥)

''اے چادر میں لپٹے ہوئے کھڑا ہو جا، پھر ڈر سنا، اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی کو چھوڑ دے۔''

اس وحی کے آنے کے بعد آپ پر فرض ہو گیا کہ خدا پر بھروسہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور لوگوں کو خدا کی باتیں سنائیں۔ رب کی بڑائی بولیں اور ناپاکی اور گندگی کی باتوں سے بچیں اور بچائیں۔

اسلام:

جس تعلیم کو لے کر ہمارے رسول ﷺ بھیجے گئے اس کا نام ''اسلام'' تھا۔ اسلام کے معنی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں اور اس کے حکم کے سامنے اپنی گردن جھکا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں۔ اس اسلام کو جو مان لیتا تھا اس کو مسلم کہتے تھے یعنی خدا کے حکم کو ماننے والا اور اس کے مطابق چلنے والا اور ہم اس کو اپنی زبان میں ''مسلمان'' کہتے ہیں۔

توحید:

اسلام کا سب سے پہلا حکم یہ تھا کہ اللہ ایک ہے۔ اس کی خدائی میں کوئی اس کا ساتھی اور ساجھی نہیں۔ زمین سے آسمان تک اسی ایک کی سلطنت ہے۔ سورج اسی کے حکم سے نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے، آسمان اس کے فرمان کے تابع اور زمین اس کے اشارے کی پابند ہے۔ پھل، پھول، درخت، اناج سب اسی کے اگائے ہوئے ہیں۔ دریا، پہاڑ، جنگل سب اسی نے بنائے ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ بیوی، نہ ماں باپ ہیں اور نہ اس کا کوئی ہمسر اور مقابل ہے۔ دکھ، درد و رنج وغم سب وہی دیتا ہے اور وہ دُور کرتا ہے۔ ہر خیر اور خوشی اور نعمت وہی دیتا ہے، وہی چھین سکتا ہے۔

اسلام کے اس عقیدے کا نام توحید ہے اور یہی اسلام کے کلمے کا پہلا جزو ہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' یعنی اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے قابل نہیں اور نہ اس کے سوا کسی اور کا حکم چلتا ہے۔

فرشتے:

اللہ نے آسمان اور زمین کے کاموں کو وقت پر قاعدے سے انجام دینے کے لیے بہت سی ایسی مخلوقات بنائی ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتیں، یہ فرشتے ہیں جو رات دن اللہ کے حکموں کے بجالانے میں لگے رہتے ہیں۔ ان میں خود کسی قسم کی کوئی طاقت نہیں ہے، جو کچھ ہے وہ اللہ کے فرمانے سے ہے۔ یہ اسلام کے عقیدے کا دوسرا جزو ہے۔

رسول:

تیسرا یہ ہے کہ اللہ کے جتنے رسول آئے ہیں وہ سب سچے اور خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور سب کی تعلیم ایک ہی تھی۔ سب سے پیچھے دنیا کے آخری رسول ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ آئے ہیں۔

کتاب:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا یہ ہے کہ رسولوں کی معرفت اللہ کی جو کتابیں تورات، انجیل، زبور، قرآن وغیرہ آئی ہیں، وہ سب سچی ہیں۔

مرنے کے بعد پھر جینا:

پانچواں یہ ہے کہ مرنے کے بعد ہم پھر قیامت میں جی اٹھیں گے اور خدا کے سامنے حاضر کیے جائیں گے اور وہ ہم کو ہمارے کاموں کا بدلہ دے گا۔

ایمان:

یہی پانچ باتیں اسلام کا اصلی عقیدہ ہیں جن کا ہر مسلمان یقین کرتا ہے۔ انہیں باتوں کو مختصر کر کے ان دو فقروں میں ادا کیا جاتا ہے اور جن کے زبان سے کہنے اور دل سے یقین کرنے کو ایمان کہتے ہیں:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

"خدائے برحق کے سوا کوئی اللہ نہیں اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کو انہی باتوں کو پھیلانے اور لوگوں کے سمجھانے کا حکم ہوا۔

پہلے مسلمان ہونے والے:

عرب کے لوگ پرلے درجے کے جاہل، نادان اور خدا کے دین سے بے خبر ہو گئے تھے اور شرک و کفر میں ایسے پھنسے تھے کہ ان کی برائی وہ سن بھی نہیں سکتے تھے۔ سچائی کی یہ آواز جس کے کانوں میں سب سے پہلے پڑی وہ حضرت ﷺ کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کے سامنے خدا کی تعلیم کو پیش کیا تو وہ سننے کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئیں۔ آپ کے مرد ساتھیوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نامی قریش کے ایک مشہور سوداگر تھے۔ ہمارے رسول ﷺ نے جب ان کو خدا کا پیام سنایا تو وہ بھی فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور اس وقت سے برابر آپ کے ہر کام میں آپ کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔

آپ ﷺ کے پیارے چچا ابو طالب کے کم سن بیٹے کا نام علی رضی اللہ عنہ تھا۔ یہ ہمارے رسول ﷺ کی گود میں پلے تھے اور آپ ہی کے ساتھ رہتے تھے وہ بچپن ہی سے مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ آپ کے چہیتے خادم کا نام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھا۔ انہوں نے بھی اسلام کا کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مل کر چپکے چپکے قریش کے ایسے لوگوں کو جو طبیعت کے نیک اور سمجھ کے اچھے تھے، اسلام کی باتیں سمجھانا شروع کیں۔ بڑے بڑے نامی لوگوں میں سے پانچ آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے مسلمان ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں: حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم۔ پھر یہ چرچا چپکے چپکے اور لوگوں کے کانوں تک بھی پہنچا اور مکے میں مسلمانوں کا شمار روز بروز بڑھنے لگا۔ ان میں چند غلام بھی تھے، جن کے نام یہ ہیں: حضرت بلال، حضرت عمار بن یاسر، حضرت خباب بن ارت اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم۔ قریش کے چند نیک مزاج نوجوان بھی پہلے اسلام لائے جیسے حضرت ارقم، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، عبیدہ رضی اللہ عنہم۔

اب رفتہ رفتہ یہ اثر مکے کے باہر بھی پھیلنے لگا اور قریش کے سرداروں کو بھی اس نئی تعلیم کا سن گن لگنے لگا۔ ایک تو جہالت، دوسرے باپ داووں کے مذہب کی الفت، دونوں ایسی چیزیں تھیں کہ قریش کے سرداروں کو اس نئے مذہب پر بڑا غصہ آیا۔ جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کو طرح طرح سے ستانے لگے۔ مسلمان پہاڑوں کے درّوں اور غاروں میں جا کر چھپ چھپ کر نماز پڑھتے تھے اور اللہ کا نام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ خود اللہ کے رسول ﷺ اپنے چچیرے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر کسی درّے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے چچا ابو طالب آ نکلے۔ ان کو یہ نئی چیز عجیب معلوم ہوئی۔ بھتیجے سے پوچھا یہ کیسا دین ہے؟ فرمایا یہ ہمارے دادا ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔ ابو طالب نے کہا تم شوق سے اس دین پر قائم رہو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

تین برس تک آپ ﷺ یوں ہی چھپ چھپ کر اور چپکے چپکے بتوں کے خلاف وعظ کرتے رہے اور لوگوں کو صحیح دین کا سبق پڑھاتے رہے۔ جو نیک اور سمجھ دار ہوتے قبول کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے اور جو ناسمجھ اور ہٹ دھرم ہوتے وہ نہ مانتے بلکہ الٹے دشمن ہو جاتے۔

اس زمانے میں کعبے کے پاس ایک گلی تھی جس میں ایک بڑے سچے اور جاں نثار مسلمان ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ یہ گھر اسلام کا پہلا مدرسہ تھا۔ آپ اکثر یہاں تشریف رکھتے اور مسلمانوں سے ملتے اور ان کو خدا کی یاد اور نصیحت کی اچھی اچھی باتیں سناتے اور ان کے ایمان کو مضبوط بناتے۔ جو لوگ اس دین کا شوق رکھتے وہ یہیں آ کر خدا کے رسول ﷺ سے ملتے اور مسلمان ہوتے۔

پہلی عام منادی:

تین برس کے بعد خدا نے آپ کو حکم دیا کہ اب علانیہ خدا کا نام بلند کرو اور نڈر ہو کر بت پرستی کی مخالفت کرو اور ہمارے بندوں کو نیکی اور نصیحت کی باتیں سناؤ۔ اتفاق کی بات دیکھو کہ اس وقت جس نے سب سے زیادہ آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ کی حمایت کا بیڑا اٹھایا وہ بھی آپ کے چچا تھے جن کا نام ابو طالب تھا۔ پڑھ چکے ہو کہ وہ آپ ﷺ کو کتنا پیار کرتے تھے۔ اسی طرح جس نے سب سے زیادہ آپ ﷺ کی مخالفت کی اور آپ کی دشمنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی وہ بھی آپ ہی کے ایک چچا تھے جن کا نام ابولہب تھا۔ ابولہب کے علاوہ آپ ﷺ کے دین کا سب سے بڑا دشمن ابو جہل نکلا جو قریش کا ایک سردار اور بڑا دولت مند تھا۔ قریش کے سرداروں کا کہنا یہ تھا کہ اگر خدا کو اپنا قاصد اور ایلچی بنا کر کسی کو بھیجنا ہی تھا تو مکے یا طائف کے کسی دولت مند رئیس کو بنا کر بھیجتا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ خدا کے دربار میں دولت اور ریاست کی نہیں بلکہ نیکی اور اچھائی کی قدر ہے۔ اس نے دنیا بنانے سے پہلے ہی سے طے کر لیا تھا کہ قریش کے گھرانے میں عبداللہ کے یتیم بیٹے محمد ﷺ کو اپنا آخری رسول بنا کر بھیجے گا۔ چنانچہ اس نے بھیجا اور وہ اب ظاہر ہوا۔

ہمارے رسول ﷺ کو جب دین کی کھلم کھلا منادی کا حکم ہوا تو آپ نے مکے کی ایک پہاڑی پر جس کا نام صفا تھا، کھڑے ہو کر قریش کو آواز دی۔ عرب کے دستور کے مطابق اس آواز کو سن کر قبیلے کے سارے آدمیوں کا جمع ہو جانا ضروری تھا۔ اس لیے مکہ کے بڑے بڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سردار اس پہاڑی کے نیچے آ کر جمع ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے تمہارے دشمنوں کا ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم کو اس کا یقین آئے گا؟ سب نے کہا، ہاں بے شک، کیونکہ ہم نے تم کو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم نے خدا کے پیغام کو نہیں مانا تو تمہاری قوم پر ایک بہت بڑی آفت آئے گی۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا، کیا تم نے یہی سنانے کے لیے ہم کو یہاں بلایا تھا؟ یہ کہہ کر اٹھا اور چلا گیا۔ قریش کے دوسرے سردار بھی خفا ہو کر چلے گئے۔

عام تبلیغ ❶:

لیکن ہمارے رسول ﷺ نے ان سرداروں کی خفگی کی پروانہ کی اور بت پرستی کی برائی کھلم کھلا بیان کرتے رہے اور خدا کی یکتائی، عبادت اور اچھے اخلاق اور قیامت کا وعظ فرماتے رہے۔ جن کے دل اچھے تھے وہ آپ کی بات قبول کر جاتے تھے، لیکن جو دل کے نیک نہ تھے وہ شرارت پر اتر آئے اور آپ کو طرح طرح سے ستانے لگے راستے میں کانٹے ڈال دیتے۔ آپ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو چھیڑتے، کعبہ کا طواف کرنے جاتے تو آوازیں کستے، لوگوں میں آپ کو شاعر، جادوگر، پاگل وغیرہ، مشہور کرتے اور جو نیا آدمی آتا اس کو پہلے ہی جا کر کہہ آتے کہ ہمارے یہاں ایک شخص اپنے باپ دادوں کے دین سے پھر گیا ہے اس کے پاس نہ جانا۔

آپ ﷺ ان کی یہ تمام سختیاں جھیلتے تھے اور اپنا کام کیے جاتے تھے۔ قریش نے دیکھا کہ یہ کسی طرح باز نہیں آتا تو ایک دن وہ اکٹھے ہو کر آپ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا تمہارا بھتیجا ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے، ہمارے باپ دادوں کو گمراہ بتاتا ہے اور ہم کو نادان ٹھہراتا ہے۔ اب یا تو بیچ سے ہٹ جاؤ یا تم بھی میدان میں آ جاؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے دیکھا کہ وقت اب نازک ہے۔ حضرت ﷺ کو بلا کر کہا کہ مجھ بوڑھے پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ اٹھا نہ سکوں۔ ظاہر میں حضرت ﷺ کو اگر

❶ کھلم کھلا دین کو پھیلانے کی کوشش۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی مدد کا سہارا تھا تو یہی چچا تھے۔ ان کی یہ بات سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر فرمایا: چچا جان خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے کام سے باز نہ آؤں گا۔ آپ کی یہ مضبوطی اور پکا ارادہ دیکھ کر آپ کی اس اثر سے بھری ہوئی بات کو سن کر ابوطالب پر بڑا اثر ہوا۔ آپ ﷺ سے کہا: ''بھتیجے جاؤ اپنا کام کیے جاؤ، یہ تمہارا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔''

چچا کا یہ جواب سن کر دل میں ڈھارس بندھی اور اپنا کام اور تیزی سے کرنا شروع کیا۔ اکثر قبیلے کے اکّا دُکّا آدمی مسلمان ہونے لگے تھے۔ قریش کے سرداروں نے دیکھا کہ دھمکی سے کام نہ چلا۔ اب ذرا پھسلا کر کام چلائیں۔ سب نے مشورہ کر کے عتبہ نامی قریش کے ایک سردار کو سمجھا بجھا کر آپ کے پاس بھیجا۔ اس نے آپ کے پاس پہنچ کر یہ کہا: ''اے محمد (ﷺ)! قوم میں پھوٹ ڈالنے سے کیا فائدہ؟ اگر تم مکہ کی سرداری چاہتے ہو تو وہ حاضر ہے، اگر کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے، اگر دولت چاہتے ہو تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں مگر تم اس کام سے باز آ جاؤ۔''

عتبہ کو خیال تھا کہ ہم جو چال چلے ہیں اس کی کامیابی میں شک ہی نہیں۔ محمد ﷺ! ان تین باتوں میں سے کسی ایک کے لالچ میں آ کر ضرور ہی ہم سے صلح کر لیں گے لیکن آپ ﷺ کی زبان سے اس نے وہ جواب سنا جس کی ذرا بھی امید اس کو نہ تھی۔ آپ ﷺ نے قرآن پاک کی چند آیتیں اس کو سنائیں۔ ان آیتوں کا سننا تھا کہ اس کا دل دہل گیا۔ واپس آیا تو قریش نے دیکھا کہ اس کے چہرے کا رنگ فق ہے۔ عتبہ نے کہا: بھائیو! محمد ﷺ جو کلام پڑھتے ہیں وہ نہ شاعری ہے نہ جادوگری ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ گئے تو یہ ہماری ہی عزت ہے ورنہ عرب کے لوگ خود ان کا خاتمہ کر دیں گے لیکن قریش نے اس کی بات نہ مانی اور اپنی ضد پر برابر اڑے رہے۔

اب آپ ﷺ کا یہ کام تھا کہ ایک ایک آدمی کے پاس جاتے اور اس کو سمجھاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی مان لیتا، کوئی چپ رہتا، کوئی جھڑک دیتا۔ اس حالت میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ان کی بڑی تعریف ہے اور ان میں سے بعض کے مسلمان ہونے کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا:

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا تھے۔ عمر میں کچھ ہی بڑے تھے۔ ایک رشتے سے آپ کی خالہ کے بیٹے تھے اور دودھ شریک بھائی بھی تھے اس لیے وہ آپ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ آدمی بڑے پہلوان تھے۔ زیادہ وقت سیر اور شکار میں خرچ کرتے تھے۔ ابوجہل کا حال تو معلوم ہے کہ وہ آپ ﷺ کو کس کس طرح ستاتا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ ابوجہل نے اپنے معمول کے مطابق آپ کو بہت برا بھلا کہا۔ ایک لونڈی کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی۔ شام کو جب حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس آرہے تھے، اس لونڈی نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا ان سے دُہرا دیا۔ حمزہ یہ سن کر غصے سے لال ہو گئے اور اسی حالت میں کعبے کے صحن میں جہاں قریش کے بڑے بڑے لوگ اپنے جلسے جما کر بیٹھے تھے، آئے اور ابوجہل کے پاس آ کر کمان اس کے سر پر ماری اور کہا: ''لو! میں مسلمان ہو گیا ہوں، تمہارا جو جی چاہے میرے ساتھ کرلو۔'' یہ کہہ کر گھر چلے آئے۔ اب وہ دن آیا کہ اسلام کے جرگے میں قریش کا ایک بڑا پہلوان شریک ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا:

خطاب کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ قریش کے ایک خاندان کے نوجوان تھے۔ مزاج میں سختی تھی۔ جو بات کرتے تھے سختی سے کرتے تھے۔ یہ بھی اس وقت اسلام کے بڑے دشمن تھے۔ مسلمانوں کو چھیڑا اور ستایا کرتے تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن یہ کسی بت خانے میں پڑے سو رہے تھے کہ بت خانے کے اندر سے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی آواز سنی۔ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور اب وہ اس آواز کی سچائی پر کبھی کبھی غور کرنے لگے۔ حضور ﷺ راتوں کو جب قرآن شریف پڑھتے تو یہ دوسروں سے چھپ کر کھڑے ہو کر سننے لگتے۔ ایک رات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نماز میں قرآن شریف کی ایک سورت پڑھ رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ ایک ایک آیت سن رہے تھے اور اثر لے رہے تھے لیکن چونکہ مزاج کے پختہ اور طبیعت کے مستقل تھے، وہ اس اثر کو دفع کرتے رہے۔

اس سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو دونوں کو رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا۔ مشہور یہ ہے کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں آیا کہ چل کر محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا سر کیوں نہ قلم کر دوں کہ روز کا جھگڑا ختم ہو جائے یہ ارادہ کر کے وہ تلوار لگا کر گھر سے نکلے۔ راہ میں ایک مسلمان سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ عمر! کدھر کا قصد ہے؟ انہوں نے کہا جاتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کا کام آج تمام کر دوں۔ اس نے کہا، پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی تو خبر لو۔ اس طعن سے وہ بے تاب ہو گئے۔ پلٹ کر اپنی بہن کے گھر کا راستہ لیا۔ پہنچے تو قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنی۔ غصے سے بے قابو ہو کر بہن اور بہنوئی کو جی کھول کر مارا، مگر دیکھا تو ان کو توحید کا نشہ اسی طرح تھا۔ ان کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ کہا کہ اچھا جو سورت تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھائیو۔ انہوں نے وہ ورق لا کر ہاتھ پر رکھ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ جیسے جیسے اس کو پڑھتے جاتے تھے ان کا دل کانپا جاتا تھا۔ آخر چلا اٹھے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

یہ وہ زمانہ تھا جب آپ ﷺ ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے وہاں پہنچے۔ کواڑ بند تھے۔ آواز دی۔ جو مسلمان وہاں تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تلوار لیے دیکھ کر ڈرے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "آنے دو، اگر وہ خلوص کے ساتھ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔" دروازہ کھلا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر قدم رکھا تو رسول خدا ﷺ خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا۔ کیوں عمر! کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کی ایمان لانے کے لیے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکے کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

کافروں کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر نرغہ کیا۔ لیکن عاص بن وائل کے سمجھانے سے وہ واپس چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی۔ اب تک مسلمانوں کافروں کے ڈر سے کعبے میں جا کر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے اور لڑ کر کعبے کے صحن میں جا کر نماز پڑھی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا:

رسول اللہ ﷺ کے مسلمان ساتھیوں کو ''صحابہ'' کہتے ہیں۔ اسلام جیسے جیسے پھیلتا جاتا تھا صحابیوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ مکے کے باہر بھی وہ پہنچ گئے۔ مکہ سے کچھ دور پر غفار کا قبیلہ رہتا تھا۔ اس میں ابوذر اور انیس رضی اللہ عنہما دو بھائی تھے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خدا کا پیام آتا ہے تو انہوں نے اپنے بھائی انیس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کر اس رسول کا حال دریافت کریں اور اس کی باتیں سنیں۔ انیس رضی اللہ عنہ مکہ آئے اور واپس جا کر اپنے بھائی سے کہا کہ وہ اخلاق کی اچھی اچھی باتیں لوگوں کو بتاتا ہے اور جو کلام وہ پیش کرتا ہے وہ شعر نہیں۔ یہ سن کر ابوذر رضی اللہ عنہ کا شوق اور بڑھا اور خود سوار ہو کر مکہ آئے اور مکہ میں داخل ہوئے کہ خدا کے اس رسول کا پتا لگائیں۔ کسی سے پوچھنا مشکل تھا، رات ہو گئی اور وہ لیٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو وہ سمجھے کہ یہ کوئی پردیسی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا وہ پیچھے ہو لیے۔ راستے میں ایک نے دوسرے سے بات نہ کی۔ رات بھر وہ ان کے گھر رہے۔ صبح ہوئی تو پھر وہ کعبہ چلے آئے اور دن بھر یونہی پڑے رہے۔ رات ہوئی تو پھر وہیں لیٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اب پھر ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ وہی پردیسی ہے۔ ان کو اٹھا کر اپنے گھر لائے اور کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔ رات گزار کر ابوذر رضی اللہ عنہ پر کعبہ میں پہنچے۔ اسی طرح دن گزرا۔ رات آئی تو چاہا کہ یہیں لیٹ جائیں کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا اور ان کو ساتھ لے کر چلے۔ راستے میں پوچھا کہ تم کدھر سے آئے ہو؟ انہوں نے جو ماجرا تھا بیان کیا۔ فرمایا، ہاں سچ ہے، خدا کے وہ رسول ہیں۔ اچھا صبح کو میرے ساتھ چلنا۔ صبح ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ ان کو ساتھ لے کر خدا کے رسول کے ہاں چلے۔ جب وہاں پہنچے اور آپ کی باتیں سنیں تو دل کی بات زبان پر آ گئی۔ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: اس وقت اپنے گھر چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم! میں اس کلمہ کو ان کافروں کے سامنے چیخ کر کہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ کعبہ میں آئے اور بڑے زور سے چیخ کر پکارے:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

کافروں نے یہ آواز سنی تو ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے اور سب نے مل کر بری طرح ان کو مارا۔ عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا دوڑ کر آئے اور ان کو بچایا اور قریش سے کہا کہ تم کو معلوم نہیں یہ غفار قبیلے کا آدمی ہے اور تمہاری تجارت کا راستہ ادھر ہی سے گزرتا ہے۔ تب قریش نے بڑی مشکل سے ان کو چھوڑا۔ دوسرے دن پھر وہ کعبہ میں آئے اور اسی طرح زور سے چلا کر اسلام کا کلمہ پڑھا۔ کافر پھر دوڑے اور ان کو مارنے لگے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آ کر انہیں چھڑایا۔ یہ تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسلام کا نشہ جو اتارے نہ اترتا تھا۔

غریب مسلمانوں کا ستایا جانا:

قریش نے جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور یہ سیلاب روکے نہیں رکتا تو انہوں نے زور اور ظلم کرنے کی ٹھان لی۔ جس غریب مسلمان پر جس کافر کا بس چلا اس کو طرح طرح سے ستانے لگا۔ دوپہر کو عرب کی ریگستانی اور پتھریلی زمین بے حد گرم ہو جاتی ہے اس وقت وہ بے یار و مددگار مسلمانوں کو پکڑ کر اس تیز دھوپ میں اسی گرم زمین پر لٹاتے چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے، بدن پر گرم بالو بچھاتے، لوہے کو آگ پر گرم کر کے اس سے داغتے۔ یہ وہ سزائیں تھیں جو بلال اور صہیب رضی اللہ عنہما دو مسلمان غلاموں کو دی جاتی تھیں۔

اس سے بھی تسکین نہ ہوتی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی باندھتے اور لونڈوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حوالے کرتے اور وہ ان کو گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن ان کا یہ حال تھا کہ اس حالت میں بھی زبان پر "اَحدٌ اَحدٌ" ہوتا۔ یعنی وہ خدا ایک ہے۔ وہ خدا ایک ہے۔

صہیب رضی اللہ عنہ بھی غلام تھے جو مسلمان ہو گئے تھے، ان کو پکڑ کر اتنا مارتے تھے کہ ان کے ہوش و حواس جاتے رہتے تھے۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بھی پرانے مسلمانوں میں سے تھے۔ ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ ایک دن گرم کوئلوں پر ان کو چت لٹایا گیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک کوئلے ٹھنڈے نہ ہو گئے۔

یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ اور بیوی سمیہ رضی اللہ عنہا یہ تینوں مکے کے غریبوں میں سے تھے اور اسلام لانے والوں میں بہت پہلے ہیں۔ یاسر رضی اللہ عنہ تو کافروں کے ہاتھوں سے تکلیفیں اٹھاتے اٹھاتے مر ہی گئے۔ سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے ایسی برچھی ماری کہ وہ جاں بحق ہو گئیں۔ عمار رضی اللہ عنہ کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر اتنا مارتے کہ وہ بے ہوش ہو جاتے۔ زنیرہ رضی اللہ عنہا ایک مسلمان باندی تھیں، ابوجہل نے ان کو اتنا مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں اور دوسرے غریب مسلمانوں اور نومسلم غلاموں اور کنیزوں کو ایسی ہی سزائیں دی جاتیں۔ حضرت ابوبکر نے حضرت بلال، عامر، لبیبہ، زنیرہ، نہدیہ اور ام عبیس رضی اللہ عنہم وغیرہ مسلمان غلاموں اور باندیوں کو ان کے ظالم اور بے رحم مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔

یہ تو غریب مسلمانوں کا حال تھا، جو عزت اور دولت والے تھے وہ اپنے بزرگ رشتہ داروں کے پنجوں میں تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے ان کو رسی میں باندھ کر مارا۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسی سے جکڑ دیتے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو کعبے میں جا کر سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کی۔ کافر ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے اور بری طرح مارا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان اس بے کسی میں کیا کرتے۔ آ کر حضرت رسول اللہ ﷺ سے کافروں کی شکایت کرتے اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجیے کہ مسلمانوں کو امن ملے۔

آپ ﷺ ان کو تسلی دلاسا دیتے اور اگلے پیغمبروں کا حال سناتے اور انہوں نے حق کی راہ میں جو تکلیفیں اٹھائیں ان کو بیان کرتے اور فرماتے کہ حق کا آفتاب زیادہ دیر بادل میں چھپا نہیں رہ سکتا۔ ایک زمانہ آئے گا جب خدا تم کو غلبہ دے گا، تم سے پہلے کسی پیغمبر کو آرے سے چیر دیا گیا، کسی کا گوشت لوہے کی کنگھی سے چھیل دیا گیا مگر انہوں نے حق کو نہیں چھوڑا۔

حبش کی ہجرت:

ایک شہر سے دوسرے شہر کو چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔ پڑھ چکے ہو کہ عرب ملک سمندر کے کنارے ہے اور حجاز جس سمندر کے کنارے ہے اس کا نام بحر احمر ہے۔ بحر احمر کے اس کنارے افریقہ میں حبش کا ملک ہے۔ وہاں کا عیسائی بادشاہ بہت نیک تھا۔ مسلمانوں کی تکلیفیں جب بڑھ گئیں تو نبوت کے پانچویں سال حضرت رسول خدا ﷺ کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کشتی میں بیٹھ کر حبش کو روانہ ہو گئے۔

حبش کے بادشاہ کو نجاشی کہتے ہیں۔ نجاشی نے ان مسلمانوں کو اپنے ہاں بڑے امن و امان میں رکھا۔ قریش کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے نجاشی کے پاس اپنے دو سفیر بھیجے کہ یہ ہمارے مجرم ہیں ان کو ہمارے حوالے کر دیجیے۔ بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر حال پوچھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ تقریر کی:

> "اے بادشاہ! ہم جاہل تھے، بت پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاری کرتے تھے، پڑوسیوں کو ستاتے تھے، بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا، زور آور کمزوروں کو کھا جاتا تھا۔ اتنے میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی بزرگی، سچائی اور ایمانداری سے ہم واقف تھے۔ اس نے ہم کو سچے دین کی دعوت دی اور بتایا کہ ہم بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں، سچ بولیں، ظلم سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، پڑوسیوں کو آرام دیں، پاک دامن عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں، نماز پڑھیں، روزے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھیں، خیرات دیں، ہم نے اس شخص کو خدا کا پیغمبر مانا اور اس کی باتوں پر عمل کیا۔ اس جرم پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی اور ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم اس کو چھوڑ کر اسی پہلی گمراہی میں رہیں۔"

نجاشی نے کہا: تمہارے پیغمبر پر جو کلام اترا ہے کہیں سے پڑھو۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی چند آیتیں پڑھیں۔ نجاشی پر ان کا یہ اثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر کہا، خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ یہ کہہ کر قریش کے آدمیوں سے کہا کہ تم واپس جاؤ، میں ان مظلوموں کو واپس نہ دوں گا۔

مسلمانوں نے جب نجاشی کی یہ مہربانی دیکھی تو بعد کو اور بھی بہت سے مسلمان چھپ کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ان کی تعداد وہاں کم و بیش تراسی (۸۳) ہوگئی۔

ابو طالب کی گھاٹی (شعب) میں نظر بندی:

قریش نے دیکھا کہ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔ اس لیے قریش کے سب خاندانوں نے مل کر نبوت کے ساتویں سال یہ معاہدہ کیا کہ کوئی شخص پیغمبر خدا ﷺ کے خاندان سے جس کا نام بنو ہاشم تھا کوئی تعلق نہ رکھے گا، نہ ان سے کوئی شادی بیاہ کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا، نہ ان کو کھانے پینے کا کوئی سامان دے گا یا یہ کہ وہ محمد ﷺ کو ہمارے حوالے کر دیں۔

یہ معاہدہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ ابو طالب خاندان کے سب لوگوں کو لے کر ایک درّے پر چلے گئے جو شعب ابی طالب کہلاتا ہے۔ یہیں دوسرے مسلمانوں نے بھی آ کر پناہ لی اور بہت تکلیف کے ساتھ یہاں رہنے لگے۔ پتیاں کھا کر گزر بسر کرتے تھے۔ سوکھا چمڑا ملتا تو اس کو بھون کر کھاتے۔ بچے بھوک سے بلبلاتے تھے۔ حضرت ﷺ کے کھانے کے لیے بلال رضی اللہ عنہ بغل میں کچھ چھپا کر کہیں سے کبھی کبھی لے آتے تھے۔ کافر مسلمانوں کی حالت دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ تین سال اسی طرح گزر گئے، آخر خود ان ظالموں میں سے کچھ کو رحم آیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدے کو توڑ ڈالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

۱۰ نبوی:

اب وہ درّے سے نکل کر اپنے گھروں میں آئے۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آپ کے پیارے چچا ابو طالب نے وفات پائی۔ ابھی اس غم کو چند ہی روز ہوئے تھے کہ حضرت ﷺ کی غم گسار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی انتقال کیا۔ یہ زمانہ آپ ﷺ پر بہت سخت گزرا۔ آپ ﷺ کے یہی دو مونس اور غم گسار تھے۔ دونوں ایک ہی سال کے اندر آگے پیچھے چل بسے۔

آپ ﷺ پر مصیبتیں:

قریش کے ظالموں کو ابو طالب کے رعب و داب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خاطر سے اب تک خود رسول اللہ ﷺ پر ہاتھ اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ ان دونوں کے اٹھ جانے پر میدان خالی ہو گیا۔ اب وہ خود حضور ﷺ کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنے لگے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ راہ میں جا رہے تھے کہ کسی ظالم نے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ اسی طرح گھر آئے۔ آپ کی صاحبزادی پانی لے کر آئیں سر مبارک کو دھوتی جاتیں تھیں اور باپ کی یہ صورت دیکھ کر روتی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: باپ کی جان! رو نہیں، خدا تیرے باپ کو یوں نہ چھوڑے گا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش کے سردار جلسہ جمائے بیٹھے تھے۔ نماز پڑھتے دیکھ کر کہنے لگے کہ کوئی اونٹ کی اوجھڑی لا کر اس کی گردن پر رکھ دے۔ چنانچہ ایک شریر نے یہ کام کیا۔ اس بوجھ سے آپ کی پیٹھ دب گئی۔ کسی نے حضرت ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جا کر اس کی خبر کی، وہ آئیں تو کسی طرح اس گندگی کو ہٹا کر دُور کیا۔

ایک دفعہ ایک شریر نے آپ ﷺ کی گردن میں چادر کا پھندا ڈال کر چاہا کہ گلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھونٹ دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر آپ کو بچا لیا اور اس سے کہا کہ کیا ایک شخص کی جان صرف اتنی بات پر لینا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے۔

طائف کا سفر:

مکہ سے چالیس میل کے فاصلے پر طائف کا سرسبز اور شاداب شہر تھا۔ آپ ﷺ نے مکہ کے لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر یہ طے کیا کہ طائف جائیں اور وہاں کے رئیسوں کو اسلام کا پیام بنائیں۔ آپ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر طائف گئے اور وہاں کے رئیسوں کو دین حق کی دعوت دی مگر افسوس کہ ان میں سے ایک نے بھی اس کو قبول نہیں کیا اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ بازار کے شریروں کو ابھار دیا کہ وہ آپ کو دق کریں۔ وہ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور جب آپ ادھر سے گزرنے لگے تو آپ کے پاؤں پر پتھر برسائے جس سے آپ کے پاؤں لہولہان ہو گئے۔ آپ ﷺ درد کے مارے کہیں بیٹھ جاتے تو وہ بازو تھام کر اٹھا دیتے۔ شریر پھر پتھر مارتے اور گالیاں دیتے۔ آپ ﷺ تھک کر پھر بیٹھ جاتے۔ آخر آپ نے ایک باغ میں پناہ لی۔ یہ کیسی بے کسی کا وقت تھا۔ اس وقت آپ کو خدا کا ایک فرشتہ نظر آتا جس نے آپ کو خدا کا پیغام سنایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کہیں تو طائف والوں پر پہاڑوں کو دے مارا جائے کہ وہ کچل کر رہ جائیں؟ آپ نے امت پر مہربانی ہو کر عرض کی کہ خدایا! ایسا نہ کر، شاید کہ ان کی نسل سے کوئی تیرا ماننے والا پیدا ہو۔

قبیلوں میں دورہ:

طائف کے ناکام سفر نے آپ ﷺ کے مضبوط ارادے پر کوئی اثر نہیں کیا۔ اب آپ نے قصد کیا کہ ایک ایک قبیلے میں پھر کر خدا کا پیام سنائیں۔ اس کے لیے مکہ میں حج کا قدرتی موقع موجود تھا۔ اس زمانے میں عرب کے گوشے گوشے سے لوگ آتے اور کئی کئی دن ٹھہرتے۔ مکہ کے آس پاس میلے بھی لگتے تھے اور یہاں بھی آدمیوں کا جماؤ ہوتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان مجمعوں میں ایک ایک قبیلے میں پھر پھر کر وعظ کہنا اور قرآن کی آیتیں سنانا شروع کیں۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ پورے ملک میں اسلام کی آواز پھیل گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَوس اور خزرج میں اسلام:

انہی قبیلوں میں شہر یثرب کے رہنے والے دو مشہور قبیلے بھی تھے جن کے نام اوس اور خزرج ہیں۔ یہ قبیلے اس شہر میں مدت سے رہتے تھے اور کاشت کاری کرتے تھے۔ ان کے پاس یہودی آباد تھے جو سوداگر مہاجن تھے۔ لوگوں کو سودا اور پیداوار پر قرض دیتے تھے اور بڑی سختی سے وصول کرتے تھے۔ یہ قبیلے آپس میں لڑتے رہتے تھے اور ان پر یہ سرمائے والے یہودی گویا ایک طرح کی حکومت کرتے تھے۔ غرض یہ دونوں قبیلے کچھ تو آپس میں لڑ لڑ کر اور کچھ یہودیوں کے پھندے میں پھنس کر تباہ ہو گئے تھے۔

یہود کی آسمانی کتابوں میں ایک پیغمبر کے آنے کی خبر تھی اور یہود کی اکثر محفلوں میں اس کے پیدا ہونے کی گفتگو رہا کرتی تھی۔ یہ آوازیں اَوس اور خزرج کے کانوں میں بھی پڑا کرتی تھیں۔ نبوت کے دسویں سال رجب کے مہینے میں ان دونوں قبیلوں کے کچھ لوگ مکہ آئے۔ آپ ﷺ عقبہ کے مقام پر ان سے ملے اور ان کو خدا کا کلام سنایا۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر کہا کہ یہ تو وہی پیغمبر معلوم ہوتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے بازی لے جائیں۔ یہ کہہ کر سب نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا۔ یہ چھ آدمی تھے۔

دوسرے سال یثرب سے بارہ آدمی آ کر مسلمان ہوئے۔ انہوں نے خواہش کی کہ ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجا جائے جو ہم کو اسلام کی باتیں سکھائے اور ہمارے شہر میں جا کر وعظ کہے۔ آپ ﷺ نے اس کام کے لیے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو چنا۔ یہ عبد مناف کے پوتے اور پرانے مسلمانوں میں سے تھے۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ یثرب آئے اور یہاں آ کر لوگوں کے گھروں میں پھر پھر کر اسلام کا وعظ کہنا شروع کیا۔ اس وعظ کے اثر سے لوگ مسلمان ہونے لگے اور ایک سال کے اندر اندر اس شہر کے اکثر گھرانے مسلمان ہو گئے۔

عقبہ کی بیعت:

اگلے سال جب حج کا زمانہ آیا تو یثرب سے بہتر (۷۲) آدمی آنحضرت ﷺ سے ملنے آئے اور چھپ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت آپ کے ساتھ آپ کے چچا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جو گو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ محمد ﷺ اپنے خاندان میں بڑی عزت رکھتے ہیں۔ دشمنوں کے مقابلے میں ہم ہمیشہ ان کا ساتھ دیتے رہے اب یہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں۔ اگر تم مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دے دو۔ یثرب کے ایک سردار براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں۔ وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ ایک دوسرے سردار ابوالہیثم رضی اللہ عنہ نے کہا:

> ''یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے اور یہودیوں کے مابین تعلقات ہیں۔ بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اسلام کو قوت اور طاقت حاصل ہو جائے تو آپ ہم کو چھوڑ کر چلے جائیں۔''

آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:

> ''تمہارا خون میرا خون ہے۔ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب (سردار) چنے۔ ان کے نام خود انہی لوگوں نے چن کر بتائے تھے۔ ان بارہ میں سے نو خزرج کے اور تین اوس کے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

ہمسر		بجالانا	
داغنا		چپت لٹانا	
خفگی		بیڑا اٹھانا	
ایلچی		یکتائی	

مناسب الفاظ سے خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ اسلام کے معنی یہ ہیں کہ.............

۲۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کو چلے جانے کو.............کہتے ہیں۔

۳۔ حبش کے بادشاہ کو.............کہتے ہیں۔

۴۔ ابو طالب کی گھاٹی کو.............کہا جاتا ہے۔

۵۔ ابتدا میں حبش کی طرف ہجرت کرنے والوں کی تعداد.............تھی۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

ا۔ نبی ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں ہی نبوت کی ذمہ داری کیوں سونپی گئی؟

۲۔ پہلی وحی کے نزول کا واقعہ تحریر کیجیے۔

۳۔ اسلام کے بنیادی عقائد کا مختصر تعارف تحریر کیجیے۔

۴۔ اسلام کا پہلا مدرسہ کسے قرار دیا گیا؟

۵۔ صفا پہاڑی کے حوالے سے عرب کا کیا دستور تھا؟

۶۔ نبی اکرم ﷺ نے ابتدا میں دعوتِ دین میں کیا حکمت اختیار فرمائی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ آپ ﷺ کی دعوت میں مشرکین نے کیا روڑے اٹکائے؟

۸۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ بیان کیجیے۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ بیان کیجیے۔

۱۰۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ تحریر کیجیے۔

۱۱۔ نبی ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے کے بعد گھر جانے کا مشورہ کیوں دیا؟

۱۲۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے سامنے سورہ مریم کی آیات ہی کیوں تلاوت کیں؟

۱۳۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی نجاشی سے کی گئی گفتگو کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۱۴۔ شروع میں مسلمان ہونے والے اشخاص کے نام تحریر کیجیے۔

۱۵۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ''عام الحزن'' کسے کہا جاتا ہے؟

۱۶۔ طائف کے بارے میں آپ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟

۱۷۔ مہاجنی سود کسے کہا جاتا ہے؟

۱۸۔ ہجرت مدینہ سے قبل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں تبلیغ کی غرض سے بھیجنے میں کیا حکمت کارفرما تھی؟

مندرجہ ذیل پر تفصیلی نوٹ تحریر کیجیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تکالیف و مصائب پر صبر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت ❶ مدینہ اور انصار ❷

اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ:

- ہجرت مدینہ کیونکر پیش آئی۔
- مواخاتِ مدینہ اور انصار کا بے مثال رویہ۔
- دو نئے دشمنوں کا اضافہ۔ منافقین اور یہود۔
- بدر کی جنگ کیونکر پیش آئی۔

❀❀❀❀

یثرب میں مسلمانوں کو امن کی جگہ مل گئی تھی اس لیے آنحضرت ﷺ نے مکہ کے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا دیس چھوڑ کر شہر یثرب کو چلے جائیں۔ مسلمانوں نے آہستہ آہستہ اب یثرب کو ہجرت کرنا شروع کی۔ آخر میں خود آنحضرت ﷺ نے بھی مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرنا چاہی۔ قریش کے لوگوں کو بھی اس کی خبر مل چکی تھی انہوں نے آپس میں مل کر یہ طے کیا کہ رات کو ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی جمع ہو اور سب مل کر ایک ساتھ محمد ﷺ کو سوتے ہوئے قتل کر دیں۔ خدا نے آپ ﷺ کو ان کے اس مشورے کی خبر دی۔

مکے والوں کو حضرت ﷺ کے مذہب سے گو سخت مخالفت تھی مگر پھر بھی سب کو آپ کی دیانت اور امانت پر بڑا بھروسہ تھا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں کی امانتیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سپرد کیں اور فرمایا کہ آج رات تم میرے بستر پر آرام کرنا اور صبح لوگوں کو ان کی امانتیں

---

❶ اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر رہائش اختیار کرنے کو ہجرت کہتے ہیں۔

❷ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کے مددگار بھائی جن کو عرف عام میں انصار کہا جاتا ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کا معنی ''مددگار'' ہے اور یہ ''ناصر'' کی جمع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے کرتم بھی چلے جانا۔ اس حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کو آنحضرت ﷺ کے بستر پر آرام کیا۔ قریش کے لوگ صبح تک گھر کو گھیرے پڑے رہے۔ صبح سویرے یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ محمد ﷺ کے بستر پر محمد ﷺ کے بجائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ہجرت کا مشورہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ دونوں اپنے گھروں سے نکل کر مکہ کے پاس ہی ثور نامی ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے۔ صبح کو کافروں نے آپ کی کھوج شروع کی اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس غار کے منہ تک آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھبرا کر بولے، یا رسول اللہ! دشمن اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں تو ہم کو دیکھ لیں گے لیکن حضور ﷺ کے اطمینان کا وہی حال تھا فرمایا: گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن تک اس غار میں رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رات کو آ کر مکے والوں کے حالات اور مشوروں کی خبر دیا کرتے تھے۔ کچھ رات گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام چپکے سے یہاں بکریاں لے آتا۔ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کا دودھ پی لیتے۔

چوتھے دن آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار سے نکلے۔ ایک رات دن برابر یونہی چلتے رہے۔ دوسرے دن دوپہر کو ایک چٹان کے نیچے سائے میں دم لیا۔ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ ابوبکر اس سے دودھ لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے پی لیا اور پھر آگے بڑھے۔ قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو محمد ﷺ یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ سراقہ بن جعشم نے جو مکہ ایک خوبصورت سپاہی تھا، یہ اشتہار سنا تو انعام کے لالچ میں ہتھیار سجا کر گھوڑے پر سوار نکلا اور ٹھیک اس وقت اس چٹان کے پاس پہنچا جب آپ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے اس نے آپ کو دیکھ لیا اور چاہا کہ گھوڑا دوڑا کر نزدیک پہنچ جائے لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ ترکش (1) سے تیر نکال کر

(1) تیر رکھنے والی چمڑی تھیلی کو ترکش کہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب کے دستور کے مطابق فال نکالی۔ جواب ''نہیں'' میں آیا مگر وہ نہ مانا۔ دوبارہ گھوڑا دوڑایا۔ اب گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ تب وہ ڈرا اور سمجھا کہ یہ ماجرا کچھ اور ہے۔ حضرت ﷺ سے عرض کی: اے خدا کے رسول! امن بخشا جائے۔ حضور ﷺ نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔

مدینہ:

مدینہ عربی میں شہر کو کہتے ہیں۔ حضرت ﷺ کے یثرب تشریف لے آنے کے بعد یثرب کا نام ''مَدِیْنَۃُ النَّبِیْ'' نبی کا مدینہ یعنی شہر مشہور ہوا اور اس وقت سے اس کا نام مدینہ ہو گیا۔

مدینے کے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی آمد کی خبر ہو چکی تھی اور سب پر انتظار کا عالم تھا۔ بچے تک خوشی اور جوش میں گلی کوچوں میں کہتے پھرتے تھے کہ ہمارے پیغمبر آ رہے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھتوں پر چڑھ کر آپ کے آنے کی خوشی میں گیت گاتی تھیں۔ نوجوان ہتھیار سجا سجا کر شہر کے باہر نکل جاتے تھے اور پہروں آپ کی آمد کا انتظار کرتے تھے۔ ایک دن وہ انتظار کر کے واپس پھرے ہی تھے، ایک یہودی نے ایک مختصر سا قافلہ آتے دیکھ کر پکارا اے لوگو! تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آ گیا۔ اس آواز کو سنتے ہی سارا شہر تکبیر کے نعرے سے گونج اٹھا اور مسلمان ہتھیار لگا کر باہر نکل آئے۔ یہ ربیع الاوّل کی آٹھویں تاریخ اور نبوت کا تیرہواں سال تھا۔

پہلی مسجد:

مدینے سے تین میل باہر کچھ اونچائی پر پہلے سے ایک چھوٹی سی آبادی تھی جس کو عالیہ اور قبا کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے کئی معزز گھرانے رہتے تھے۔ کلثوم بن ہدام رضی اللہ عنہ ان کے سردار تھے۔ آنحضرت ﷺ ان کے مہمان ہوئے اور چودہ دن ان کے مہمان رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی پہنچ چکے تھے اور وہ بھی یہیں ٹھہرے تھے۔ یہاں کے قیام کے زمانے میں حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے ایک چھوٹی سی مسجد کی بنیاد ڈالی تھی جس کا نام قبا کی مسجد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا جمعہ:

چودہ دن کے بعد آپ ﷺ نے شہر مدینہ کا رُخ کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ راہ میں بنی سالم کے محلے میں نماز کا وقت آ گیا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی امامت میں جمعہ کی پہلی نماز تھی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔ یہ خطبہ ایسا تھا کہ جس نے سنا اثر میں ڈوب گیا۔

مدینے میں داخلہ:

نماز کے بعد آنحضرت ﷺ آگے بڑھے۔ آپ کے ننھالی رشتے دار بنونجار ہتھیار لگا کر آپ کو لینے آئے۔ قبا سے شہر مدینے تک ہر قبیلے کے معزز لوگ دورویہ کھڑے تھے۔ آپ جس قبیلے کے آگے سے گزرتے وہ عرض کرتا کہ اے خدا کے رسول! یہ گھر، یہ مال، یہ جان حاضر ہے۔ آپ ﷺ شکریہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے۔ شہر قریب آیا تو مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور گانے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

''چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے''

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

''ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں''

بنونجار کی لڑکیاں جن کو حضور ﷺ کے ننھالی رشتے دار ہونے کا شرف حاصل تھا خوشی میں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ

يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

''ہم نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں''

''اے ہے محمد ﷺ ہمارے پاس بسیں گے''

جہاں اب مسجد نبوی ہے یہاں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا جو نجار کے خاندان سے تھے۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ اس کو آپ کے مہمان بنانے کی عزت حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اور اس لیے وہ اونٹنی کو اپنے گھر کے پاس روکنا چاہتا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، جہاں خدا کا حکم ہوگا وہیں یہ جا کر ٹھہرے گی۔ وہ جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس پہنچی تو بیٹھ گئی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی خوشی کا کیا کہنا، نہال ہو گئے۔ حضور ﷺ کو اپنے یہاں مہمان اتارا اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچایا۔ حضرت ﷺ سات مہینے تک انھی کے گھر رہے۔

انصار:

عربی لفظ ہے، ناصر کی جمع ہے۔ اس کے معنی مددگار کے ہیں۔ مدینے کے مسلمانوں نے اسلام کی اور مکے کے پریشان حال مسلمانوں کی جس طرح خدمت اور خاطر مدارت کی اس کا لحاظ کر کے اللہ تعالیٰ نے مدینے کے مسلمانوں کا نام انصار یعنی مددگار رکھا اور اس وقت سے وہ انصار کہلانے لگے اور جو اپنے اپنے گھر چھوڑ کر مدینے آ گئے تھے ان کو مہاجر (گھر چھوڑنے والا) خطاب ملا۔

انصار نے ان مہاجروں کو اپنے اپنے گھروں پر اتارا۔ ان کو اپنی جائیداد میں سے حصہ دیا اور اپنے کاروبار میں شریک کیا۔ اب تیرہ سال کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں نے امن اور اطمینان کی سانس لی۔

مسجد نبوی ﷺ اور حجروں کی تعمیر:

مدینے میں مسلمانوں کو سب سے پہلے خدا کا گھر یعنی مسجد بنانا تھا۔ آپ ﷺ جہاں ٹھہرے تھے اسی سے ملی ہوئی نجار کے قبیلے کے دو یتیم بچوں کی ایک پرتی زمین تھی۔ آپ نے اس کو مسجد کے لیے پسند کیا۔ دونوں یتیموں نے اپنی طرف سے یہ زمین مفت دینا چاہی مگر آپ نے یہ پسند نہیں کیا۔ ایک انصاری نے قیمت ادا کر دی۔ زمین برابر کر کے مسجد بننی شروع ہوئی۔ اس مسجد کے بنانے والے معمار اور مزدور کون تھے؟ خود آپ ﷺ اور آپ کے وفادار ساتھی۔ سب نے مل کر ایک کچی سی دیوار اٹھا کر اوپر کھجور کے تنے اور پتوں کی چھت بنائی۔ یہی پہلی مسجد نبوی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد کے قریب ہی اپنے لیے اسی قسم کی چند کوٹھڑیاں بنوائیں جن کو حجرہ کہتے ہیں۔ جن میں آپ اور آپ کے گھر کے لوگ (اہل بیت رضی اللہ عنہم) رہنے لگے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی بیویاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مکہ سے آکر یہیں اتریں۔

صُفّہ والے:

صُفّہ عربی میں ''چبوترہ'' کو کہتے ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں ایک چبوترہ بنایا گیا تھا۔ یہ ان مسلمانوں کا ٹھکانا تھا جن کا کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ وہ دن کو جنگل سے لکڑیاں لاکر بیچتے تھے اور اس سے گزر کرتے اور رات کو ایک استاد سے لکھنا، پڑھنا اور دین کی باتیں سیکھتے تھے۔ یہ حضور ﷺ کے پاس اکثر رہتے تھے اور آپ کے ارشادات کو سن کر یاد رکھتے۔ کہیں کسی داعی یا مبلغ یعنی اسلام پھیلانے اور سکھانے والے کی ضرورت ہوتی تو انہیں سے بھیجے جاتے تھے۔

نماز کی تکمیل اور قبلہ:

مکہ میں چونکہ امن و امان نہ تھا۔ نہ کھلے بندوں نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ اس لیے فرض نماز دو ہی رکعتیں تھیں۔ مدینہ آ کر جب مسلمانوں نے اطمینان کی سانس لی اور مذہب کی آزادی ملی تو ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار رکعتیں پوری کی گئیں۔ مغرب کی تین رہیں اور فجر میں دو، کیونکہ صبح کے وقت لمبی قراءت یعنی رکعتوں کے بدلے زیادہ قرآن پڑھنے کا حکم تھا۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے ضرورت اس کی تھی کہ مسلمانوں کو مقررہ وقت پر بلانے کے لیے کوئی نشانی مقرر کی جائے۔ ہندوؤں میں اس کے لیے سنکھ، عیسائیوں میں گھنٹہ اور یہودیوں میں قرناء کا رواج تھا۔ اسلام میں کھیل تماشے کی ان بے معنی آوازوں کے بجائے انسان کی فطری آواز کو پسند کیا گیا کہ کوئی کھڑا ہو کر ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) اور ((اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔'' پکارے اور سارے مسلمان اس فرمان خداوندی کی آواز کو سن کر جوق در جوق مسجد کا رُخ کریں۔

جمعہ کی نماز بھی مکہ میں نہیں ہو سکتی تھی۔ مدینہ آ کر اس فرض کے ادا کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جو حضور ﷺ سے پہلے ہی امام بنا کر مدینے بھیجے گئے تھے، مدینہ آ کر جمعہ کی نماز ادا کی پھر جب حضور ﷺ آئے اور قبا میں چند روز ٹھہر کر مدینے جانے لگے تو جمعہ کا دن پڑا۔ آپ ﷺ نے اس میں خطبہ دیا اور مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔

قبلہ:

نماز میں سب کو کسی ایک سمت کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے۔ اسی سمت کو قبلہ کہتے ہیں۔ یہود بیت المقدس کی طرف منہ کرتے تھے، یہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنوائی ہوئی مسجد تھی اور عرب والوں کا قبلہ کعبہ تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد تھی۔ حضور ﷺ جب تک مکے میں رہے کعبے کے سامنے اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ بیت المقدس بھی سامنے پڑ جاتا تھا۔ مدینے آئے تو صورت بدل گئی۔ مدینے کے ایک طرف کعبہ تھا تو دوسری طرف بیت المقدس، اس لیے ان دو میں سے ایک ہی کو قبلہ بنایا جا سکتا تھا۔ پہلے تو آپ ﷺ یہودیوں کی پیروی میں حضرت داؤد علیہ السلام کی مسجد بیت المقدس ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر سولہ مہینے کے بعد خدا کا حکم آیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد یعنی کعبے کی طرف منہ کرو۔ کیونکہ وہی خدا کا سب سے پہلا گھر ہے۔ اس وقت سے کعبہ مسلمانوں کا قبلہ قرار پایا۔

بھائی چارہ:

مسلمان یوں بھی ہر گھرانے سے ایک ایک دو دو کر کے مسلمان ہوئے تھے، اور پھر ان کو اپنا گھر بار اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر بدیس نکلنا پڑا۔ مدینہ آئے تو یہ مسلمان بالکل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشان اور تباہ حال تھے۔ حضور ﷺ نے یہ کیا کہ ایک ایک بے گھر مسلمان کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ پھر یہ ایسے بھائی بنے جو خون کے رشتے سے بڑھ کر ہوئے۔ ہر ایک نے اپنے بھائی کو اپنے گھر یا پانی زمین میں جگہ دی۔ اپنے مال و دولت میں سے حصہ دیا، اپنے کھیت بانٹ دیئے، اپنے کاروبار اور بیوپار میں شریک کیا۔

یہود کا قول وقرار:

حضور انور ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے مدینے کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج لڑ لڑ کر تھک چکے تھے اور چاہا تھا کہ اپنے میں سے ایک رئیس کو جس کا نام عبداللہ بن ابی بن سلول تھا، اپنا بادشاہ بنا لیں۔ مدینہ میں ایک دوسرا گروہ یہودیوں کا آباد تھا۔ یہ حجاز کے سوداگر اور مہاجن تھے اور یہاں سے لے کر شام کی سرحد تک ان کی تجارتی کوٹھیاں اور گڑھیاں تھیں اور اپنے روپے کے زور سے مدینے کے حاکم بنے بیٹھے تھے۔ اپنی مصلحت کے لحاظ سے وہ کبھی اوس کا ساتھ دیتے تھے اور کبھی خزرج کا۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ آئے تو شروع شروع میں انہوں نے شاید یہ سمجھ کر کہ یہ ایک ایسا مذہب لے کر آئے ہیں جو ہمارے مذہب کے قریب قریب ہے، آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کی۔ آپ نے شہر کی بے اطمینانی اور بدامنی کی حالت کو دیکھ کر یہ مناسب سمجھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایک ایسا سمجھوتہ ہو جائے کہ دونوں فریق اس شہر میں آزادی سے رہ سکیں۔ ہر ایک کا مذہبی حق محفوظ ہو اور شہر کے سارے رہنے والے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی، باہر سے حملہ کرنے والوں کے مقابلے میں ایک ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہودیوں سے بات چیت کر کے اس قسم کے ایک معاہدے پر ان کو رضامند کر لیا اور انہوں نے اس کا پکا وعدہ کیا۔ لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد ان کو نظر آیا کہ اسلام کی طاقت شہر میں روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور ان کا پہلا زور ٹوٹ رہا ہے یہ دیکھ کر وہ دل میں جلنے لگے۔

عبداللہ بن ابی کو خیال تھا کہ اگر محمد ﷺ مدینہ نہ آتے تو مدینے کی بادشاہی اسی کو ملتی۔ اس لیے گو وہ اور اس کے ساتھی منہ پر مسلمانوں کے خلاف کچھ نہیں بول سکتے تھے مگر دل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بھی مسلمانوں کے خلاف اور یہودیوں کے شریک تھے۔ انہی کو منافق کہتے ہیں۔

مکہ والوں کی شرارتیں اور سازشیں:

جو مسلمان مکہ کو چھوڑ کر مدینے چلے آئے تھے مکہ والوں نے ان کے گھروں اور جائیدادوں پر قبضہ کر لیا اور سب سے بڑی بات یہ کی کہ خانہ کعبہ میں آنا اور حج کرنا ان کے لیے بند کر دیا۔ کوئی جاتا تو چھپ کر اور سر کو ہتھیلی پر رکھ کر جاتا اور جو غریب مسلمان یا چھوٹے بچے یا عورتیں مدینے نہیں آسکی تھیں ان پر پہرہ بٹھا دیا کہ وہ نہ جانے پائیں۔

اتنے ہی پر انہوں نے بس نہیں کیا بلکہ یہ دیکھ کر کہ ان کے مجرم یعنی مسلمان ان کی گرفت سے آزاد ہو کر مدینے میں زور پکڑ رہے ہیں، انہوں نے یہودیوں اور مدینے کے منافقوں سے سلام و پیام شروع کر دیا اور ان کو کہلا بھیجا کہ تم نے ہمارے بھاگے ہوئے مجرموں کو اپنے گھروں میں رکھا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم ان کو نکال دو ورنہ ہم تمہارے شہر پر حملہ کر دیں گے۔

مسلمانوں کے تین دشمن:

مکہ میں مسلمانوں کا ایک ہی دشمن تھا یعنی مکہ کے کافر۔ مدینہ آ کر ان کے تین دشمن ہو گئے۔ مکے کے کافر، مدینے کے منافق اور حجاز کے یہود۔ مکہ کے کافر تلوار کے دھنی تھے اس لیے وہ تلوار سے فیصلہ چاہتے تھے۔ مدینے کے منافق اپنی چالوں اور سازشوں سے نقصان پہنچاتے رہتے تھے اور حجاز کے یہود جو عرب کے سرمائے والے تھے پورے حجاز میں اپنی دولت اور سرمایہ کے زور سے اُودھم مچائے ہوئے تھے۔ عرب کی ساری دولت ان کے قبضے میں تھی۔ عرب مزدوروں کی کاشت اور کھیتی کی پیداوار کے مالک بنے بیٹھے تھے۔ ملک کا سارا بیوپار اور کاروبار ان کے ہاتھوں میں تھا اور وہ اپنے سود در سود اور دوسرے مہاجنی ہتھ کنڈوں سے عرب کے بے تاج بادشاہ اور ملک کی بھلائی کی ہر کوشش کے مخالف تھے۔

اسلام کو ان تینوں طاقتوں کا ایک ساتھ مقابلہ کرنا پڑا اور ان میں سے ہر ایک کے ہٹانے کے لیے الگ الگ تدبیر کرنا پڑی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقوں سے برتاؤ:

منافق چونکہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اس لیے ان کی علانیہ مخالفت نہیں کی گئی اور نہ سزا دے کر ان کو اور زیادہ دشمن بنایا گیا بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ ان کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کیا۔ ان کے قصوروں پر طرح دیتے تھے اور پوچھ گچھ نہیں کرتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے نیک برتاؤ اور شریفانہ سلوک سے وہ آخر کار متاثر ہو کر پکے مسلمان ہو جائیں۔ ایک آدھ دفعہ کسی صحابی نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت ہو تو بعض منافقوں کی گردنیں اڑا دوں۔ فرمایا: نہیں، کیا تم لوگوں کو یہ کہنے کا موقع دینا چاہتے ہو کہ محمد ﷺ اپنے آدمیوں کو آپ مروا دیتے ہیں۔ فرمایا: جس نے زبان سے ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) پڑھ دیا اس کا شمار مسلمانوں میں ہے اور اس کے اندر کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی جب مرا تو آپ نے اس کے نیک دل مسلمان بیٹے کی درخواست پر اپنے بدن کا مبارک کرتا اس کو پہنا دیا۔ یہیں تک نہیں بلکہ بعض مسلمانوں کے کہنے سننے کو بھی نہیں مانا اور اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھائی۔

انہی دنوں میں ایک دفعہ آپ ﷺ بنو حارث کے محلے سے گدھے پر سوار گزر رہے تھے۔ راہ میں ایک جگہ کچھ مسلمان، کچھ یہود اور کچھ منافق بیٹھے تھے جن میں ان کا سردار عبداللہ بن ابی بھی تھا۔ گدھے کے چلنے سے کچھ گرد اُڑی تو عبداللہ نے حقارت سے کہا کہ گرد نہ اڑاؤ۔ آپ ﷺ نے کچھ خیال نہ کیا اور مجمع کو سلام کیا اور ان کو اللہ کے کچھ احکام سنائے۔ اس پر عبداللہ نے پھر کہا، اے صاحب! مجھے یہ پسند نہیں۔ اگر تمہاری بات سچ بھی ہو تو ہماری مجلس میں آ کر ہم کو سنایا نہ کرو۔ جو تمہارے پاس جائے اسی کو سنایا کرو۔ مسلمانوں کو اس کے اس برتاؤ سے بڑا غصہ آیا مگر آپ ﷺ نے ان کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور آگے بڑھ گئے۔

لیکن پھر بھی چونکہ وہ گھر کے بھیدی تھے اس لیے مسلمانوں کو ان سے چوکنا رہنے کی تاکید کی گئی۔ ان سے راز کی بات چھپائی جاتی اور مسلمانوں کو ان پر بھروسہ رکھنے سے باز رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی دوستی سے روکا گیا۔ یہ گروہ اسلام کے غلبے کے بعد آپ سے آپ فنا ہو گیا۔

مکہ کے کافروں کی روک تھام:

مکہ کے کافر تلوار کے دھنی تھے۔ اس لیے ان کی روک تھام کے لیے دوڑ دھوپ کی ضرورت ہوئی۔ مکہ والوں نے کمزور مسلمانوں کو مدینہ آنے سے روک کر گویا ان کو اپنی قید میں لے لیا تھا۔ باہر سے مسلمانوں کو مکہ آنے نہیں دیتے تھے۔ حد یہ ہے کہ کعبہ کا طواف اور حج جو سارے عرب کے لیے کھلا ہوا تھا، مسلمانوں کے لیے وہ بھی بند تھا۔ آپ ﷺ نے مکہ والوں کو ان کے اس برتاؤ کے بدلنے پر مجبور کرنے کے لیے یہ کیا کہ ان کے بیوپاریوں کو جو شام آتے جاتے تھے دو دو، چار چار اور کبھی کبھی دس بارہ مسلمانوں کو بھیج کر ڈرانے لگے، تاکہ وہ اپنے بیوپار کی خاطر مسلمانوں سے صلح کر لیں اور مسلمانوں پر سے اپنی پابندیاں اٹھا لیں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور برابر اپنی ضد پر قائم رہے اور مسلمان بھی ان کے بیوپار کے راستے کو روکنے کے لیے اڑے رہے۔ مدینہ، شام اور حجاز کے بیچ میں پڑتا تھا۔ اس لیے مکہ والے اپنا راستہ بدل بھی نہیں سکتے تھے۔ اسی کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ کیا کہ مدینہ کے آس پاس میں جو عرب قبیلے ایسے تھے جن کے بگڑ جانے یا مکہ والوں کا ساتھ دینے سے مدینے کا امن وامان خاک میں مل جاتا، ان کے پاس جا جا کر ان سے صلح کا معاہدہ کرنے لگے۔ اس طرح پہلے جہینہ کے قبیلہ سے پھر بنو ضمرہ سے صلح اور دوستی کے معاہدے ہوئے۔

مکہ کے کافر یہ دیکھ کر اور جلنے لگے اور سمجھے کہ اس سے محمد ﷺ کا زور اور بڑھے گا جس کا توڑ ضروری ہے۔ چنانچہ مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر فہری نے مدینے کی چراگاہ پر چھاپا مارا اور آپ ﷺ کے اونٹ لُوٹ کر لے گیا۔ مسلمانوں نے پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔

اس واقعے کے تیسرے مہینے آپ ﷺ دو سو مہاجروں کو لے کر بنی مدلج کے قبیلے میں پہنچے اور اس سے دوستی کا معاہدہ کیا۔

کچھ دنوں کے بعد یہ ہوا کہ رجب ۲ ہجری میں آپ ﷺ نے بارہ آدمیوں کو نخلہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادی میں بھیجا اور ان کو ایک بند خط دے کر فرمایا کہ اس کو دو دن کے بعد کھولنا۔ دو دن کے بعد خط کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ نخلہ میں ٹھہر کر قریش کے ارادوں کا پتا لگاؤ اور خبر دو۔ اتفاق یہ کہ مکہ کے کچھ لوگ جو شام سے تجارت کا مال لے کر آ رہے تھے۔ سامنے سے گزرے۔ مسلمانوں کے دستے نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر ان پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص عمرو بن حضرمی مارا گیا اور دو پکڑ لیے گئے اور قافلے کا مال لوٹ لیا گیا۔ حضور ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو ناراضی ظاہر کی اور فرمایا کہ میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا، تم نے تو لڑائی کی آگ لگا دی اور اسی کے ساتھ عرب کے قاعدے کے مطابق اس دستے نے جو مال لوٹا تھا وہ بھی اسی کو لوٹا دیا۔ مکہ کا جو آدمی مارا گیا تھا وہ قریش کے ایک بڑے سردار کا ساتھی تھا اور جو دو آدمی پکڑ لیے گئے تھے وہ بھی قریش کے ایک دوسرے سردار کے پوتے تھے۔ اس واقعے نے مکہ والوں میں بدلہ لینے کا نیا جوش پیدا کر دیا۔

بدر کی لڑائی:

بدلہ لینے کے لیے ایک بڑی لڑائی ضروری تھی اور لڑائی کے لیے سرمایہ بھی ضرورت تھا۔ مکہ والوں نے اپنا سارا سرمایہ دے کر ایک تجارتی قافلہ شام کو بھیجا۔ پہلے واقعے کے دو ڈھائی مہینوں کے بعد رمضان ۲ ہجری میں یہ قافلہ لوٹ کر آ رہا تھا کہ مکہ والوں کو خبر پہنچی کہ مسلمان اس پر چھاپہ مارنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر پاتے ہی قریش کے بڑے بڑے سردار ایک ہزار سپاہیوں کو لے کر مکے سے نکلے۔ اِدھر آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ بھی کچھ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے چل پڑے۔ قافلہ تو بچ کر مکہ پہنچ چکا تھا مگر مکہ والوں نے کہا کہ ہم بدر پہنچ کر خوشی منائیں گے اور ناچ رنگ اور شراب و کباب کے جلسے کریں گے۔ بدر ایک گاؤں کا نام تھا جہاں سال کے سال یوں بھی میلہ لگتا تھا۔

مدینہ سے ایک میل نکل کر آپ ﷺ نے پڑاؤ کیا۔ بچوں کو واپس کیا۔ مدینہ میں منافقوں اور یہودیوں کا ڈر تھا۔ اس لیے ابولبابہ رضی اللہ عنہ صحابی کو مدینہ کا حاکم بنا کر مدینہ لوٹا دیا اور دو آدمیوں کو آگے بھیجا کہ قریش کا پتا لگائیں۔ جب بدر کے قریب پہنچے تو خبر پہنچانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آ گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ یہیں رک گئے۔

رات بھر دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ مسلمانوں نے بھی کمر کھول کر آرام کیا مگر خدا کا رسول ﷺ رات بھر کھڑا نماز اور دعاؤں میں لگا رہا۔ صبح ہونے کو آئی تو مسلمانوں کو نماز کے لیے آواز دی۔ نماز کے بعد جہاد پر وعظ فرمایا۔ یہ مسلمانوں کا پہلا لشکر تھا اور کافروں سے ان کی یہ پہلی لڑائی تھی۔

ایک نیک دل قریشی نے چاہا کہ یہ لڑائی ٹل جائے اور ابن حضرمی کا خون بہا[1] اس کے وارث کو دے دیا جائے۔ عتبہ قریش کا سردار اور حضرمی کا حلیف اس کے لیے تیار تھا مگر ابو جہل نے اس تجویز کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

صبح ہوئی تو دونوں فوجیں میدان میں آ کر کھڑی ہوئیں۔ ایک طرف ایک ہزار کا دل بادل تھا جو لوہے میں غرق تھا اور دوسری طرف تین سو تیرہ (۳۱۳) مسلمان تھے جن کے پاس پورے ہتھیار بھی نہ تھے لیکن حق کا زور ان کے بازوؤں میں تھا اور دین کا جوش ان کے سینوں میں امڈ رہا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ لڑائی کے میدان سے ذرا ہٹ کر ایک چھپر کے سائے میں اللہ کے حضور سر جھکائے فتح کی دعا مانگ رہے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ خداوند! اگر آج یہ تیرے مٹھی بھر پوجنے والے مٹ گئے تو پھر زمین پر تیری پرستش نہ ہوگی۔

لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ پہلے ابن حضرمی کا بھائی عامر جس کو اپنے بھائی کے خون کا دعویٰ تھا آگے بڑھا۔ ایک غلام مسلمان اس کے مقابلے کو نکلا اور مارا گیا۔ اس کے بعد عتبہ جو قریش کے لشکر کا سردار تھا بڑی شان سے نکلا۔ اس کے ساتھ ولید اور شیبہ بھی آگے بڑھے۔ ادھر مسلمانوں کی طرف سے بھی مدینے کے تین انصاری مقابلے کو نکلے۔ عتبہ نے ان کا نام و نسب پوچھا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مدینے والے ہیں تو پکارا ''محمد ﷺ! یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں۔'' حضور ﷺ کے فرمانے سے یہ انصار ہٹ آئے اور اب حضرت حمزہ، حضرت علی

[1] شرعی اصطلاح میں ''دیت'' یعنی قتل کیے جانے والے کے خون کی قیمت۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتضیٰ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم میدان میں آئے۔

عتبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے اور ولید حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابل ہوئے اور مارے گئے۔ لیکن شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور شیبہ کا کام تمام کر دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کا مقابلہ کیا اور ایسی تان کر برچھی ماری کہ وہ دھم سے زمین پر آ رہا۔

اب عام حملہ شروع ہو گیا۔ مدینہ میں ابوجہل کی شرارت اور مسلمانوں سے دشمنی کا چرچا عام تھا۔ انصار کے دونو جوان اس کی تاک میں نکلے اور لوگوں سے پتا پوچھ کر باز کی طرح اس پر ایسے جھپٹے کہ دم کی دم میں وہ خاک اور خون میں لتھڑا پڑا تھا۔ ایک دوسرے مسلمان نے جا کر اس کا سر کاٹ لیا۔

عتبہ اور ابوجہل کا مارا جانا تھا کہ قریش ہار کر بھاگنے لگے اور مسلمانوں نے ان کو پکڑنا شروع کیا۔ قریش کے ستر آدمی جو مکے کے بڑے بڑے رئیس تھے مارے گئے اور اتنے ہی آدمی گرفتار ہوئے اور مسلمانوں میں سے صرف چودہ بہادروں نے شہادت پائی۔

خدا کی عجیب قدرت ہے کہ تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمیوں نے جو ہتھیاروں سے بھی پوری طرح سجے نہ تھے ایک ہزار کی فوج کو ہرا دیا۔ یہ سچ اور جھوٹ اور اندھیرے اور اجالے کی لڑائی تھی۔ سچ کی جیت ہوئی اور جھوٹ کی ہار، اندھیرا چھٹ گیا اور اجالا چھا گیا۔

دشمنوں سے برتاؤ:

بدر کے قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں نے بڑا اچھا برتاؤ کیا۔ مسلمان ان کو کھانا کھلاتے اور خود کھجور کھا لیتے تھے۔ جن کے پاس کپڑے نہیں تھے ان کو کپڑے دیئے۔ قیدیوں میں ایک شخص سہیل بن عمرو پکڑ کر آیا تھا۔ یہ بڑا زور آور مقرر تھا۔ عام مجمعوں میں مسلمانوں کے خلاف تقریریں کرتا اور لوگوں کو ابھارتا تھا۔ بعض صحابیوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کے دانت اکھڑوا لیجیے کہ پھر اچھی طرح بول نہ سکے۔ آپ ﷺ نے اس رائے کو ناپسند کیا اور فرمایا: اگر میں اس کے جسم کا کوئی حصہ بگاڑوں گا تو گو نبی ہوں مگر خدا اس کے بدلے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے جسم کا بھی کوئی حصہ بگاڑے گا۔ بعض پر جوش صحابی چاہتے تھے کہ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے مگر آپ ﷺ نے ان کی بات بھی نہیں مانی اور یہ طے کیا کہ ان میں جو امیر ہیں وہ فدیہ دے کر چھوٹ جائیں اور جو غریب ہوں لیکن لکھنا پڑھنا جانتے ہوں وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور جو یہ بھی نہیں جانتا تھا وہ خدا کی راہ میں آزاد کر دیا گیا۔

بدر کی جیت نے مسلمانوں کی قسمت کا پانسہ پلٹ دیا۔ اب وہ صرف ایک دین اور ایک الٰہی نظام کے داعی ہی نہ تھے بلکہ ایک اٹھتی ہوئی سیاسی قوت تھے جن کا مقصد نہ صرف عرب کی چھوٹی چھوٹی سینکڑوں بے نظام ریاستوں کی جگہ ایک مضبوط اور باقاعدہ حکومت کھڑی کرنا بلکہ قیصر و کسریٰ کی ظالمانہ حکومتوں کو مٹا کر دنیا میں عدل و انصاف اور برابری اور مساوات کی سلطنت قائم کرنا تھا۔

قریش کا بڑا زور ٹوٹ گیا۔ مکہ کے اکثر رئیس مارے گئے۔ ان کی جگہ اب سب کا رئیس ابوسفیان بنا۔ اس فتح نے منافقوں کے دل بھی دھڑکا دیئے۔ ان کو پتا چل گیا کہ اب ترازو کا کون سا پلڑا بھاری ہو رہا ہے۔ ادھر یہود بھی ہوشیار ہو گئے اور ان کو یہ ڈر ہونے لگا کہ اب جلدی ہی اس نئی طاقت کا سر کچل نہ دیا گیا تو ان کا کہیں ٹھکانا نہیں۔

بدر کا انتقام:

بدر کی لڑائی تو ایک حضرمی کے خون کے لیے کھڑی کی گئی تھی۔ اب قریش کو اپنے (۷۰) مقتولوں کے خون کے بدلے کا خیال ہوا۔ بدر میں جو مارے گئے تھے ان کا ماتم ہو رہا تھا، مرثیے پڑھ جاتے تھے، سازشیں کی جاتی تھیں کہ مسلمانوں سے اس کا بدلہ کیونکر لیا جائے۔ ابوسفیان نے جو اَب مکے کا رئیس تھا، قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ مسلمانوں سے بدلہ نہ لے لے گا دنیا کا لطف نہیں اٹھائے گا۔ بدر کے تین مہینوں کے بعد اس نے اپنی قسم اس طرح پوری کی کہ دو سو سواروں کو لے کر مدینے کے آس پاس گیا اور یہود سرداروں سے بات چیت کی۔ یہود نے اس کو مدینے پر حملے کے بھید بتائے۔ صبح کو واپس ہوتے ہوئے ایک مسلمان کو قتل کیا اور مسلمانوں کے چند مکانوں اور گھاس کے ڈھیر میں آگ لگا دی۔ مسلمانوں کو خبر ہوئی تو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوڑے مگر وہ نکل چکا تھا۔ اس واقعے کو غزوۂ سویق (ستو والی لڑائی) کہتے ہیں کیونکہ ابوسفیان کے ساتھیوں کا توشہ اس سفر میں سویق یعنی ستو تھا جس کو وہ گھبراہٹ میں پھینکتے گئے تھے۔

آنحضرت ﷺ کو ادھر سے اطمینان ہوا تو ایک گھریلو کام کے کرنے کا خیال آیا۔ یہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تقریب تھی اور وہ بھی رسم و رواج کی ایک بہت بڑی اصلاح تھی۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح

ذی الحجہ ۲ ہجری:

آنحضرت ﷺ کی اولاد میں یہ سب سے چہیتی اور صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ آپ کو اپنی سب اولادوں سے زیادہ ان سے محبت تھی اور وہ بھی اپنے پیارے باپ پر فدا رہتی تھیں۔ آپ کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچتی تو وہ بے چین ہو جاتی تھیں۔ نیکی اور پاکیزگی میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھیں۔ اب وہ جوان ہو چکی تھیں۔ اٹھارہ سال کی عمر تھی۔ شادی کے پیغام آنے لگے تھے مگر حضور ﷺ کے دل میں کچھ اور ہی بات تھی۔ یہ خیال تھا کہ اس کے لیے ایسا ہی جوڑ کا لڑکا بھی ملے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے جو حضور ﷺ ہی کے سائے میں پلے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی درخواست پیش کی تو وہ گویا پیش ہونے سے پہلے منظور ہو چکی تھی۔ حضرت ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو وہ چپ رہیں یہ گویا رضامندی کا اظہار تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر ادا کرنے کو کیا ہے؟ بولے کچھ نہیں۔ فرمایا: وہ زرہ کیا ہوئی جو بدر میں ہاتھ آئی تھی؟ عرض کی وہ تو موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بس ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے والوں کو خیال ہوگا کہ یہ زرہ بڑی قیمتی چیز ہوگی لیکن یہ سن کر ان کو تعجب ہوگا کہ وہ صرف سوا سو روپے کی تھی۔ زرہ کے علاوہ بدر کے اس بہادر کی جو ملکیت تھی وہ یہ تھی، بھیڑ کی ایک کھال اور ایک پرانی یمنی چادر، یہی وہ سرمایہ تھا جو دولہا نے دلہن کی نظر کیا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک خالی مکان دولہا دلہن کے رہنے کو پیش کیا جس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

بزرگ باپ نے اپنی چہیتی بیٹی کو جو جہیز دیا وہ بان کی ایک چارپائی، چمڑے کا ایک گدا، جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے تھے۔

دولہا دلہن جب نئے گھر میں جا لیے تو حضور ﷺ دیکھنے تشریف لے گئے۔ پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی پھر اندر گئے۔ ایک برتن میں پانی منگوایا۔ دونوں ہاتھ اس میں ڈالے اور ہاتھ نکال کر دونوں پر وہ پانی چھڑکا اور بیٹی سے فرمایا: بیٹی! میں نے تمہارا نکاح خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کیا ہے۔

اللہ اکبر! کیا سادگی اور بے تکلفی کی تقریب تھی۔ مسلمانوں کی خوشی کے مراسم کے لیے اس سے بہتر کوئی نمونہ ہو سکتا ہے؟ یہ گویا حضور ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کی مثال پیش کی ہے۔

روزہ

رمضان:

نماز کے بعد اس سال روزے کی دوسری عبادت فرض ہوئی اور اس کے لیے رمضان کا مہینہ چنا گیا۔ کیونکہ یہ وہی پاک مہینہ تھا جس کی ایک رات میں خدا کا پیغام اس خاص بندے ﷺ پر حرا کے غار میں اترا تھا۔ اس یادگار میں یہ مہینہ عزت اور حرمت کا مہینہ مقرر ہوا اور اس میں اسی طرح دن گزارنے کا حکم ہوا جس طرح اس برگزیدہ نبی ﷺ نے ان دنوں حرا میں دن گزارے تھے یعنی دن کو کھانے پینے سے پرہیز اور رات کو خدا کی عبادت۔

عید:

ہر شریعت نے اپنے لیے تہوار کا کوئی دن اپنی خوشی اور مسرت کے لیے مقرر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام نے اس کے لیے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن مقرر کیا۔ اس میں عید کی دو رکعت نماز پڑھنے کو بتایا تا کہ خدا کے سامنے سب کھڑے ہو کر قرآن کی نعمت اور اسلام کی دولت ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں اور اس لیے تا کہ اس خوشی کے دن کوئی بھائی بھوکا نہ رہے انتظام کیا گیا۔ ''ہر مقدرت والے پر فطر کا صدقہ واجب کیا گیا۔'' یہ پہلا موقع تھا کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ساتھ لے کر ایک میدان میں عید کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد خطبہ دیا جس میں فطر کے صدقے کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ یہ عید کی نماز مسلمانوں کی معاشرتی مساوات اور مذہبی خوشی کا سالانہ مظہر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

ننھالی		معمار	
دورویہ		سر کو ہتھیلی پر رکھ کر جانا	
اے ہے		اُودھم مچانا	
بہم پہنچانا		چوکنا رہنا	
خاطر مدارت کرنا		دوڑ دھوپ کرنا	
سرپھلنا		دَل	
شتر سوار		توشہ	
چھاگل			

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ انصار اور مہاجرین سے کیا مراد ہے؟

۲۔ سراقہ بن جعشم کا واقعہ تحریر کیجیے۔

۳۔ جمعہ کی پہلی نماز کہاں پڑھائی گئی؟

۴۔ مسجد نبوی کے معمار کون تھے اور ایک لیڈر کو کن صفات کا حامل ہونا چاہیے؟

۵۔ اصحاب صفہ کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

۶۔ مختلف مذاہب میں عبادت کے کیا طریقے رائج ہیں اور ان میں سے سب سے اچھا طریقہ کیا ہے؟ اور اچھا قرار دینے کی وجہ بھی بیان کیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ مواخات مدینہ کسے کہا جاتا ہے؟

۸۔ عبداللہ بن ابی نے نفاق کا رستہ کیوں اختیار کیا؟

۹۔ منافقوں کے ساتھ اچھا سلوک کیوں روا رکھا گیا؟

۱۰۔ نبی ﷺ نے مختلف قبائل سے صلح کا عہد و پیمان کیوں کیا؟

۱۱۔ بدر کی لڑائی کا پس منظر کیا تھا؟

۱۲۔ واقعہ بدر اختصار کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۱۳۔ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا؟

۱۴۔ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیے گئے برتاؤ سے تعلیم کی اہمیت سمجھ آتی ہے، وضاحت کیجیے۔

۱۵۔ غزوہ سویق کسے کہا جاتا ہے؟

۱۶۔ اسلام نکاح کو آسان تر بناتا ہے۔ مثال پیش کیجیے۔

۱۷۔ بدر کا واقعہ کس سن ہجری میں پیش آیا؟

مناسب الفاظ کے ساتھ خالی جگہ پر کیجیے۔

۱۔ ....عربی میں شہر کو کہتے ہیں۔

۲۔ نبوت کے بعد مکی دور............ برس پر مشتمل ہے۔

۳۔ شروع میں فرض نمازوں کی رکعات کی تعداد............ تھی۔

۴۔ تحویل قبلہ ہجرت مدینہ کے............ مہینے بعد ہوا۔

۵۔ ....سن ہجری میں روزہ فرض ہوا۔

مندرجہ ذیل پر جامع نوٹ تحریر کیجیے۔

نبی ﷺ بحیثیت مدبر سیاست دان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُحد کی لڑائی

اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ:

- ❀ غزوۂ احد کیونکر پیش آیا۔
- ❀ یہود مدینہ کا سدباب کس طرح کیا گیا۔
- ❀ غزوۂ احزاب کیونکر پیش آیا۔
- ❀ فتح مبین یعنی صلح حدیبیہ کا واقعہ۔

❀❀❀❀

شوال ۳ ہجری:

مکہ میں بدر کے بدلہ لینے کی آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ ابوسفیان نے اس جوش سے فائدہ اٹھایا۔ قریش کا تجارتی سرمایہ لڑائی کے خرچ کے لیے منظور ہوا۔ عربوں کو بھڑکانے اور جوش دلانے کا سب سے کام کا ہتھیار شاعری تھی۔ قریش کے دو شاعروں نے اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ ان میں سے ایک وہی تھا جو بدر میں قید ہو چکا تھا مگر رحمت عالم ﷺ کے حلم و کرم سے رہا ہو گیا تھا۔ ان دونوں نے قریش کے قبیلوں میں جا جا کر اپنے بیان کی گرمی سے آگ لگا دی۔ قریش کے شریف گھرانوں کی بیبیوں نے بھی سپاہیوں کے دل بڑھانے کا کام کیا۔ بڑے بڑے گھرانوں کی بیبیاں جن کی سردار ابوسفیان کی بی بی ہندہ تھی۔ اپنے گانوں سے قریشی سپاہیوں کی رگوں میں شجاعت اور مردانگی کے خون دوڑانے کے لیے سفر کو آمادہ ہوئیں۔ ہندہ کا باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کا چچا دونوں بدر کے میدان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ ہندہ نے جبیر کے حبشی غلام وحشی کی آزادی کی قیمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سر مقرر کیا۔

مکہ میں یہ تیاریاں ہو رہی تھی مگر ابھی تک مدینہ میں اس کی خبر نہ تھی۔ حضرت ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو اسلام لا چکے تھے، ایک تیز چلنے والے آدمی کو بھیج کر مدینے میں خبر کی۔ اتنے میں خبریں ملیں کہ قریش کی فوج دھاوا کر کے مدینے کے قریب پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے کچھ مسلمانوں کو پہرے کے کام اور دشمن کی دیکھ بھال پر مقرر کیا صبح ہوئی تو مشورہ طلب کیا۔ اکثروں نے یہ رائے دی کہ عورتوں کو باہر کے قلعے میں بھیج دیا جائے اور مرد آبادی میں ٹھہر کر دیواروں کی آڑ لے کر دشمنوں کا سامنا کریں۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول نے بھی یہ رائے دی لیکن نوجوان مسلمانوں نے جو جوش میں بھرے ہوئے تھے اس پر اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر میدان میں مقابلہ کیا جائے۔ اس قرارداد کے بعد آنحضرت ﷺ گھر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر تشریف لائے اور دوسرے مسلمانوں نے بھی تیاری شروع کر دی۔

قریش نے مدینہ کے پاس پہنچ کر احد کے پہاڑ کے پاس پڑاؤ ڈالا اور دو دن یہاں جمے رہے۔ تیسرے دن جمعہ تھا۔ آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز پڑھ کر ایک ہزار مسلمانوں ساتھ لے کر باہر نکلے۔ ان میں عبداللہ بن ابی بن سلول کے بھی تین سو آدمی تھے لیکن وہ یہ کہہ کر اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر واپس چلا گیا کہ محمد ﷺ نے میری رائے نہ مانی اب صرف سات سو مسلمان رہ گئے جن میں سے صرف سو آدمیوں کے پاس زرہیں تھیں۔

اس لڑائی میں شرکت کی اجازت پانے کے لیے بعض کم سن نوجوان مسلمانوں نے عجیب وغریب جوش دکھایا۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے جب یہ کہا گیا کہ تم عمر میں چھوٹے ہو، تو وہ انگوٹھوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے۔ سچ ہے کہ قوم کی زندگی کی آگ نوجوانوں کے ہی جوشِ عمل کے ایندھن سے جلتی ہے۔

مسلمانوں نے احد پہاڑ کو پیٹھ کے پیچھے رکھ کر اپنی صف درست کی۔ پہاڑ میں ایک درّہ (گھاٹی) تھا، جدھر سے ڈر تھا کہ دشمن پیچھے سے آ کر حملہ نہ کریں۔ اس لیے پچاس اچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیر چلانے والوں کا ایک دستہ اس کی حفاظت کے لیے مقرر کیا اور سمجھا دیا کہ لڑائی میں ہماری جیت بھی ہو رہی ہو تو وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں۔

لڑائی اس طرح شروع ہوئی کہ قریش کی شریف بیویاں دف پر فخر کے شعر اور بدر کے مقتولوں درد بھرا مرثیہ پڑھتی ہوئی آگے بڑھیں پھر قریش کے لشکر کا علم بردار طلحہ صف سے نکل کا پکارا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا اور بڑھ کر تلوار ماری اور طلحہ کی لاش زمین پر تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے نے جرات کی اور آخر حضرت حمزہ کی تلوار نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اب عام جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت حمزہ، حضرت علی، ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہم قریشی فوجوں کے دل میں گھس گئے اور دشمنوں کی صفیں الٹ دیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں ہاتھوں میں تلوار لیے لاشیں گراتے جا رہے تھے۔ جبیر کا حبشی غلام وحشی جس سے ہندہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے تو آزاد کر دیا جائے گا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے ہی اس کی زد میں آئے اس نے حبشیوں کے ایک خاص انداز سے جس میں ان کو پوری مہارت ہوتی ہے ایک چھوٹا سا نیزہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر پلٹ کر حملہ کرنا چاہا مگر لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔

حق اور باطل کی کیسی عجیب لڑائی تھی۔ باپ اپنے بیٹے اور بیٹا اپنے باپ کے مقابل تلوار تول رہا تھا۔ حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو مسلمان ہو چکے تھے، انہوں نے اپنے باپ کے مقابلے میں جانے کی اجازت چاہی مگر رحمت عالم ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی۔

مسلمان بہادر ایمان کے جوش میں چور تھے۔ وہ کافروں کو ہر طرف سے دبائے بڑھے جا رہے تھے۔ آخر ان کے بے پناہ حملوں سے دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے، اب مسلمانوں نے دشمنوں کے بجائے ان کے مال و اسباب کی لوٹ شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر تیر چلانے والوں نے جو درّے کے پہرے پر تھے اپنی چوکی چھوڑ دی۔ ان کے سردار عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کتنا ہی ان کو روکا مگر وہ یہ جان کر کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے وہ بھی لوٹ مار میں شریک ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالد جو بعد کو اسلام کے سب سے بڑے سپہ سالار ثابت ہوئے، اس وقت مکہ کی فوج میں تھے۔ ان کی جنگی نظر سے دشمنوں کی یہ کمزوری چھپی نہیں رہ سکتی تھی، وہ سواروں کا ایک دستہ لے کر درّے سے ہو کر آگے بڑھے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے چند ساتھیوں نے جم کر سامنا کیا اور سب کے سب شہید ہو گئے۔ خالد نے اب آگے بڑھ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کیا۔ مسلمان لوٹنے میں مصروف تھے۔ مڑ کر دیکھا تو تلواریں برس رہی تھی۔ بدحواسی کا یہ عالم ہوا کہ مسلمان آپس میں ہی میں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو مسلمانوں کے علم بردار اور صورت میں آنحضرت ﷺ سے ملتے جلتے تھے، وہ ایک کافر کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اس پر کافروں نے غل مچا دیا کہ محمد ﷺ نے شہادت پائی۔ اس آواز سے مسلمانوں کے رہے سہے ہوش بھی اڑ گئے۔ ان کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں۔ کافروں کا سارا زور ادھر تھا جدھر حضور ﷺ تھے۔ صفوں کی بے ترتیبی سے آپ تک پہنچنے کے لیے دشمنوں کا راستہ بالکل صاف تھا۔ صرف گیارہ جاں نثار پروانوں کی طرح شمع نبوت کے اردگرد تھے۔ ان میں سے علی مرتضی، ابوبکر صدیق، سعد بن ابی وقاص، زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم کے نام مہاجروں میں اور ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا انصاریوں میں معلوم ہے، باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کی کچھ خبر نہ تھی۔ یکایک آپ ﷺ کو ایک صحابیہ نے دُور سے پہچانا اور پکارا، مسلمانو! رسول ﷺ یہ ہیں۔ یہ سن کر ہر طرف سے جاں نثار ٹوٹ پڑے اور آپ کو دائرے میں لے لیا۔ کفار نے ہر طرف سے ہٹ کر اسی رُخ پر زور دیا۔ دَل کا دَل معلوم کر کے بڑھتا تھا لیکن ذوالفقار ❶ کی بجلی سے یہ بادل پھٹ پھٹ کر رہ جاتا تھا۔ ایک دفعہ ہجوم ہوا تو فرمایا، کون مجھ پر جان دیتا ہے؟ دفعۃً سات انصاری ایک کے بعد ایک بڑھے اور ایک ایک نے لڑ کر جانیں دیں۔ ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہ جھک کر سپر بن گئے۔ جو تیر آتے ان کی پیٹھ پر لگتے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے تلواروں کو اپنے ہاتھ سے روکا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آپ کی طرف سے تیر چلا رہے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سپر سے آپ کے چہرۂ مبارک کا اوٹ کر لیا تھا آپ گردن نکال کر لڑائی کا

❶ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار کا نام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظر دیکھنا چاہتے تھے تو وہ عرض کرتے کہ آپ گردن نہ اٹھائیں، کوئی تیر نہ لگ جائے، میرا سینہ حاضر ہے اسی حال میں قریش کا ایک شقی جو بڑا بہادر کہلاتا تھا جانثاروں کے دائرے کو توڑ کر آگے بڑھا اور چہرہ مبارک پر تلوار ماری جس کی چوٹ سے خود کی دو کڑیاں چہرۂ مبارک میں چبھ گئیں۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا صحابیہ نے اس کے تلوار ماری جو اس کی زرہ میں اچٹ کر رہ گئی۔ کسی کافر نے دُور سے کوئی پتھر پھنکا جو حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک پر آ کر لگا جس سے آگے کے دو دانت شہید ہو گئے۔ اسی حالت میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ اثر میں ڈوبا ہوا فقرہ نکلا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا:

''اے خدا! میری قوم کے قصوروں کو معاف کر کہ وہ نادان ہیں۔''

اس کے بعد چند ثابت قدم صحابیوں کے ساتھ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ ابوسفیان نے دیکھ لیا۔ فوج لے کر پہاڑ پر چڑھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند ہمراہیوں نے پتھر برسائے جس سے وہ آگے نہ چڑھ سکا لیکن سامنے کی دوسری پہاڑی پر چڑھ کر اس نے ہبل دیوتا کی جے پکاری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے مقابلے میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

آپ ﷺ کی وفات کی غلط خبر مدینہ تک پھیل گئی۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا خدا جانے کس طرح بے تابانہ باپ ﷺ کے قدموں تک پہنچ گئیں۔ چہرۂ مبارک سے خون جاری تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سپر میں پانی بھر کر لائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخموں کو دھوتی تھیں، مگر خون نہیں تھمتا تھا۔ آخر چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر زخموں پر رکھ دیا جس سے خون تھم گیا۔

اس لڑائی میں ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ شہیدوں میں سب سے بڑی ہستی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تھی۔ حضور ﷺ پر اس کا بڑا اثر تھا مگر مجال کیا تھی جو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا۔ اتنا فرمایا کہ آہ حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والا بھی نہیں۔ انصار نے سنا تو اپنی عورتوں کو ہدایت کی کہ پہلے حمزہ رضی اللہ عنہ کا ماتم کرو۔ آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا تمہاری ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن مُردوں پر رونا جائز نہیں۔

قریش کی عورتوں نے اور خاص کر ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے مسلمان لاشوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے ادبی کر کے اپنے دل کا بخار نکالا۔ ان کی ناک کان کاٹ لیے اور ان کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا۔ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا اور جگر نکال کر چبایا مگر نگل نہ سکی۔ پھر ایک بلند پر چڑھ کر چند اشعار گائے کہ آج بدر کا بدلہ ہو گیا۔

اس لڑائی میں یہودیوں کے ڈر سے مسلمانوں نے اپنی بیویوں، بچوں اور کمزوروں کو قلعے میں رکھ دیا تھا مگر جو بیبیاں بہادر تھیں وہ میدان میں موجود تھیں۔ پڑھ چکے ہو کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا باپ کی مرہم پٹی کر رہی تھی اور دوسری بیبیاں حضرت عائشہ، حضرت ام سلیط اور ام سلیم رضی اللہ عنہن اپنے کندھوں پر مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شکست کی خبر سن کر مدینہ سے نکلیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے صاحبزادے زبیر رضی اللہ عنہ سے بلا کر کہا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش جو ٹکڑے ٹکڑے پڑی تھی نہ دیکھنے پائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آ کر یہ کہا تو بولیں۔ میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں لیکن خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اجازت دی تو لاش پر گئیں۔ خون کا جوش تھا اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے لیکن "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" کے سوا ان کی زبان سے اور کچھ نہیں نکلا۔

ایک انصاری بی بی کے باپ، بھائی اور شوہر تینوں اس لڑائی میں مارے گئے تھے۔ وہ حال جاننے کے لیے بے قرار ہو کر گھر سے نکلیں۔ باری باری ان تینوں سخت حادثوں کی آواز ان کانوں میں پڑتی ہے لیکن وہ ہر بار یہی پوچھتی ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کیسے ہیں؟ جواب ملا خیریت سے ہیں۔ ان کو تسکین نہ ہوئی۔ پاس آ کر چہرۂ مبارک دیکھا تو پکار اٹھیں، آپ ﷺ خیریت سے ہیں تو اور مصیبتیں کچھ نہیں۔

شہیدوں کے کفن کے لیے بھی غریب مسلمانوں کے پاس کچھ نہ تھا۔ مدینہ کے پہلے امام اور مبلغ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا جنازہ تیار تھا۔ ان کے کفن کا کپڑا اتنا چھوٹا تھا کہ ان کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ آخر سر چھپا کر پاؤں پر گھاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈال دی گئی۔ یہ وہ منظر تھا کہ بعد کو بھی مسلمان جب اس واقعہ کو یاد کرتے تھے تو رو دیتے تھے۔ شہیدوں کو نہلائے بغیر اسی طرح خون سے زرنگین قبروں میں اتارا گیا اور بے کسی اور مظلوی کے یہ مجسمے زمین کے سپرد کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کو اس لڑائی میں گو جانوں کا بڑا نقصان اٹھانا پڑا تھا لیکن جنگی نقطۂ نظر سے ان کی شکست ناتمام رہی تھی۔ ڈر تھا کہ ابوسفیان کو اس کا خیال آیا تو ایسا نہ ہو کہ دوبارہ حملہ کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی حالت میں اس کا پیچھا کرنا ضروری سمجھا۔ اس میں یہ بھی مصلحت تھی کہ آس پاس کے قبیلے ایسا نہ سمجھیں کہ مسلمانوں کا زور ٹوٹ چکا۔ اب جو چاہے ان پر حملہ کر سکتا ہے۔ گو بہت سے مسلمان زخموں سے چُور تھے مگر جس وقت آپ ﷺ نے خدا کا یہ حکم سنایا، ستر (۷۰) مسلمانوں نے اس کام کے لیے اپنے کو پیش کیا جن میں حضرت ابوبکر صدیق اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

ابوسفیان کو کچھ دُور نکل جانے کے بعد خیال آیا کہ اس کا کام ادھورا رہ گیا۔ لیکن خزاعہ کے رئیس معبد نے جو دَر پردہ مسلمانوں کے ساتھ تھا اور شکست کی خبر سن کر مدینہ آیا تھا، واپس جا کر ابوسفیان سے کہا کہ میں دیکھتا آیا ہوں کہ محمد ﷺ اس سروسامان سے تمہارے پیچھے آ رہے ہیں کہ ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان مکہ کو چلا گیا اور آنحضرت ﷺ حمراء پہنچ کر مدینہ واپس چلے آئے۔

یہودی خطرے کو مٹانا:

مدینے میں اسلام کے لیے یہ تیسرا خطرہ تھا اور یہ سب سے بڑھ کر تھا۔ کیونکہ دولت میں، تجارت میں اور جنگی مہارت میں عربوں سے بڑھ کر تھے۔ ان کا سلسلہ حجاز سے لے کر شام کی حدود تک پھیلا ہوا تھا ان کے بیوپار اور کاروبار کے سبب سے سارے عرب پر ان کا اثر تھا اور وہ عرب میں مذہبی روایات اور علم و فضل کے لحاظ سے ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ مدینہ اور اس کے پاس کے شہروں اور آبادیوں میں ان کو اپنی دولت، وجاہت اور تجارت کی وجہ سے بڑی قوت حاصل تھی اور سب ان کی سرمایہ داری کے بوجھ کے نیچے دبے تھے۔ اَوس اور خزرج کے کسان اور مزدور جو پیدا کرتے تھے وہ سب ان کے قلعوں اور کوٹھیوں کی نذر ہو جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ عربوں کی ملکیت یہودیوں کے ہاتھوں گروی رہتی اور اس لیے وہ اپنی محنت کا پھل نہیں پاتے تھے۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ جو بنی قینقاع کہلاتا تھا وہ سونے، چاندی اور سوناری کا کام کرتا تھا اور مدینے کے قریب ہی رہتا تھا۔ ان کا دوسرا قبیلہ بنی نضیر تھا اور تیسرا بنی قریظہ کہلاتا تھا، انہوں نے ہر طرف لین دین کا کاروبار پھیلا رکھا تھا۔ ساری آبادی ان کے قرضوں سے زیر بار تھی اور چونکہ اکیلے اپنی دولت کے مالک تھے اس لیے بڑی بے رحمی سے سود کی بڑی بڑی شرطیں مقرر کرتے تھے اور قرضے کی کفالت میں لوگوں کے بال بچے یہاں تک کہ عورتوں کو رہن رکھواتے تھے۔

جب اسلام کا مرکز مکہ سے ہٹ کر مدینہ چلا آیا تو یہودی جیسا کہ شروع میں بتایا جا چکا ہے، پہلے پہلے بہت خوش ہوئے کیونکہ اسلام جو کچھ کہتا تھا وہ سب ان کی کتابوں میں تھا۔ وہ ان کی آسمانی کتابوں کی تائید اور ان کے پیغمبروں کی تصدیق کرتا تھا اور اس سے ان کو یہ امید تھی کہ عربوں کی یہ نئی تحریک ان کے اقتدار کو اور بڑھائے گی اور اس لیے وہ اسلام سے اتحاد اور معاہدے کے لیے آگے بڑھے اور دشمنوں کے حملے کی صورت میں مدینہ کے بچاؤ کا قول و قرار کیا اور سمجھے کہ عربوں کی یہ نئی طاقت یہودیوں میں جذب ہو کر رہ جائے گی۔

لیکن ان کو سال کے اندر ہی اندر یہ معلوم ہونے لگا کہ یہ نئی تحریک ایک نئی مستقل طاقت ہے جس کو اگر پہلے ہی کچل نہ دیا گیا تو ان کے سارے اقتدار اور بیوپار کا خاتمہ کر دے گی۔ اب یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ وہ اسلام کی طرف اس لیے بڑھتے کہ وہ انہی کے اصلی دین کو لے کر آیا تھا، وہ رُکنے لگے۔ اس پر بے اعتراضوں کی بھرمار کرنے لگے۔ سامنے کچھ اور پیچھے کچھ کہتے اور پورا زور لگاتے کہ اسلام کی طرف سے لوگوں کے دل پھر جائیں مگر اس میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی بلکہ خود یہودیوں سے جو لوگ کچھ بھی حق اور انصاف چاہتے تھے کھلم کھلا مسلمان ہو گئے اور کچھ نے مسلمان ہو کر اپنی دولت بھی اسلام کی راہ میں دے دی۔

یہ صورت حال تھی کہ قریش اور مسلمانوں میں لڑائی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اب انہوں نے قریش سے اور قریش نے ان سے ساز باز شروع کی۔ ایک ہی سال کے بعد بدر کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ پیش آیا اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ یہ یہودیوں کے لیے خطرے کی گھنٹی تھی۔ وہ چوکنے ہو گئے اور کیل پرزے سے درست ہونے لگے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھا تو ان کو ان کے قول و قرار یاد دلایا اور نہ ماننے کی صورت میں دھمکی دی کہ جو قریش کا حال ہوا وہی تمہارا ہو گا۔ یہودیوں نے کہا: ہم کو قریش نہ سمجھنا، وہ لڑائی بھڑائی کے آدمی نہ تھے۔ ہمارے پاس لڑائی کے پورے سامان اور ہتھیار ہیں اور ہمارے بڑے بڑے قلعے ہیں۔ ان قلعوں سے سر ٹکرانا آسان نہیں۔

یہودیوں کو معلوم تھا کہ محمد ﷺ کی ساری طاقت کا راز مدینہ کے دو قبیلوں اَوس اور خزرج کا اسلام کے جھنڈے تلے آ کر ایک ہونا تھا۔ انہوں نے یہ کیا کہ ان کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان دونوں کی آپس کی لڑائیوں کا جو اسلام سے پہلے ایک دوسرے کے خلاف لڑے تھے، تذکرے چھیڑنے لگے، تا کہ دونوں کی عداوت کے پرانے جذبے ابھریں اور ان کے اسلام کے اتحاد کا رشتہ ٹوٹ جائے۔ ایک دفعہ ان کی اسی چال سے یہاں تک ہوا کہ یہ دونوں قبیلے پھر کٹنے مرنے کو تیار ہو گئے۔ رسول ﷺ کو خبر ہوئی تو آ کر دونوں کو سمجھایا اور اس طرح یہ فتنہ دبا۔

مدینہ میں منافقوں کا جو گروہ تھا اس کا یہودیوں سے میل تھا منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر اور بنی قینقاع کا ساتھی تھا۔

یہودیوں میں سب سے لڑاکا اور بہادر قبیلہ بنی قینقاع تھا۔ بدر کی فتح نے اس کو چونکا دیا۔ اس نے چاہا کہ شروع ہی میں اسلام کی طاقت کو ابھرنے سے روکا جائے چنانچہ یہودی اور مسلمانوں میں صلح کا جو قول و قرار ہوا تھا اس کو توڑ کر اسی نے پہلے شرارت کی۔

بنی قینقاع سے لڑائی

شوال ۲ ہجری:

شوال ۲ ہجری میں ایک اتفاقی واقعہ نے چنگاری کو اور بھڑکا دیا۔ ایک مسلمان بی بی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی قینقاع کے محلے میں کسی کام سے ان کی دکان میں گئی۔ انہوں نے اس کو چھیڑ کر بے حرمت کیا۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان آپے سے باہر ہو گیا اور اس یہودی کو مار کر گرا دیا۔ یہودیوں نے اس مسلمان کو مار ڈالا۔ اس واقعے نے ایک بلوے کی صورت اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے پہلے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کو اپنے ہتھیاروں اور قلعوں پر اتنا ناز تھا کہ وہ صلح پر تیار نہ ہوئے۔ اب مسلمانوں نے ان کو بغل کا گھونسا سمجھ کر سب سے پہلے ان سے نپٹنا ضروری سمجھا۔

لڑائی کا اعلان ہوا تو بنی قینقاع نے اپنا قلعہ بند کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے ان کے قلعے کو گھیر لیا اور پندرہ دن تک گھیرے رہے۔ مسلمانوں کی یہ طاقت دیکھ کر قلعے والے گھبرا گئے اور بالآخر اس پر راضی ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ جو فیصلہ کریں وہ ہم کو منظور ہے۔ عبداللہ بن ابی نے جو ان کا حلیف تھا آ کر آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ ان کی اتنی ہی سزا بہت ہے کہ وہ یہاں سے نکال دیئے جائیں۔ آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور بنی قینقاع بھی اس پر رضامند ہو گئے اور اپنی ساری زمین اور جائیداد چھوڑ کر شام کے ملک میں چلے گئے۔

مسلمان مبلغوں کا بے دردانہ قتل:

آنحضرت ﷺ ایک دین لے کر آئے تھے۔ اس کے لیے لڑائی بھڑائی اور لوٹ مار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر یہاں تک جو حال پڑھ آئے ہو ان سے سمجھ گئے ہو گے کہ جاہل اور نادان عرب کسی طرح مسلمانوں کو صلح اور امن و امان سے رہنے نہیں دیتے تھے۔ پہلے تو اکیلے قریش سے لڑائی تھی اب آہستہ آہستہ یہ آگ اور جگہ بھی پھیلتی جاتی تھی اور نجد تک پہنچ چکی تھی۔ انہی خطروں میں گھر کر جس طرح بن پڑتا تھا مسلمان اس دین کی تبلیغ اور اسلام کی اشاعت کر رہے تھے اور اب یمن کے کناروں اور بحرین کے علاقوں تک تعلیم چپکے چپکے قبول کی جا رہی تھی۔

صفر ۴ ہجری میں قبیلۂ کلاب کے رئیس نے خواہش کی کہ چند مسلمان داعیوں کو میرے ساتھ کر دیجیے کہ وہ میری قوم میں جا کر اسلام کو پھیلائیں اور لوگوں کو مسلمان بنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے نجد کی طرف سے ڈر ہے۔ اس نے کہا، ان کا میں ضامن ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر اعتبار کر کے آپ نے ستر (۷۰) انصاری مبلغوں اور معلموں کو اس کے ساتھ کر دیا۔ بنی سلیم کے علاقے میں معونہ نامی ایک کنوئیں کے پاس پہنچ کر اس نہتے دستے نے جس کا مقصد امن و سلامتی کی اشاعت کے سوا کچھ نہ تھا، پڑاؤ کیا۔ اس اطراف کے رئیس عامر بن طفیل نے آ کر ایک کے سوا سب کو گھیر کر قتل کر دیا۔ یہ ایک عمرو بن امیہ تھے جنہوں نے مدینہ آ کر اپنے ساتھیوں کی مظلومی کی کہانی سب کو سنائی۔

ان ہی دنوں میں عضل اور قارہ کے چند آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آئے کہ ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا ہے، آپ چند مسلمانوں کو ہمارے ساتھ کر دیجیے جو ہمارے ہاں جا کر ہم کو اسلام کی باتیں سکھائیں۔ آپ نے دس آدمی ساتھ کر دیئے۔ جب یہ نہتا قافلہ رجیع کے مقام پر پہنچا تو ان ظالموں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ بنی لحیان کے دو سو (۲۰۰) تیر چلانے والوں نے ان کو گھیر لیا۔ یہ چند گنتی کے مسلمان ایک ٹیکرے پر چڑھ گئے اور دو کے سوا سب خدا کی راہ میں مارے گئے، جو دو بچ گئے وہ خبیب اور زید رضی اللہ عنہما تھے۔ ان کو انہوں نے پکڑ کر مکہ لے جا کر قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی میں حارث بن عامر کو مارا تھا اس لیے حارث کے لڑکوں نے ان کو خرید لیا اور اپنے باپ کے بدلے میں ان کو سولی دے کر مار ڈالا۔ سولی پانے سے پہلے انہوں نے اپنے قاتلوں سے اجازت مانگی کہ وہ دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ انہوں نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس وقت سے یہ مسلمان شہیدوں کی رسم قرار پائی۔ سولی پاتے وقت یہ شعر ان کی زبان پر تھا:

”جب میں اسلام کی راہ میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ میں کس پہلو پر مارا جاؤں گا۔“

زید رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے قریشی نے اس لیے خریدا تھا کہ مکہ کے تماشائیوں کے سامنے اس کے قتل کا رنگین تماشا دکھائے گا۔ جب قاتل تلوار لے کر آگے بڑھا تو ابوسفیان نے پوچھا: سچ کہنا اگر اس وقت تمہارے بدلے محمد ﷺ قتل کیے جاتے تو تم خوش نہ ہوتے؟ بولے خدا کی قسم رسول ﷺ کے تلووں کو کانٹوں سے بچانے میں میری جان بھی کام آتی تو میری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت تھی۔ اس فقرے کے ساتھ ایک تلوار گری اور ان کا سر دھڑ سے الگ تھا۔ اللہ اکبر! ان خدا کے بندوں پر حق کا نشہ کیسا چھایا تھا۔

ابن ابی الحقیق کا خاندان:

یہودیوں میں ابن ابی الحقیق کا خاندان سب سے دولت مند تھا۔ بڑے بڑے یہودی عالم اس کے گھر سے تنخواہیں پاتے تھے۔ اسلام کی دشمنی میں اس خاندان کے کئی بڑے بڑے لوگ سب سے آگے تھے۔ کعب بن اشرف اس خاندان کا نواسہ تھا۔ اس کا باپ عرب اور ماں اس خاندان کی یہودن تھی۔ اس لیے عربوں اور یہودیوں دونوں میں اس کا اثر تھا۔ اس کے سودی کاروبار کا یہ حال تھا کہ وہ عربوں کے بال بچوں اور بیبیوں تک قرض میں گروی رکھتا تھا۔ بدر کا واقعہ پیش آیا تو اس کو رنج ہوا۔ شاعر بھی تھا۔ اس نے اس واقعہ پر پر اثر شعر لکھے اور خود مکہ جا کر قریش کے سرداروں سے ملا اور ان کو بدر کا بدلہ لینے پر تیار کیا۔ مدینہ واپس آیا تو شریف انصاری بیبیوں کے نام لے لے کر اپنے شعروں میں ان سے عشق کا اظہار کرتا۔ اس سے انصار میں برہمی پھیلی اور آخر ایک انصاری محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جا کر اس کو مار ڈالا۔ یہ ربیع الاوّل ۳ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہود کے دوسرے بڑے بڑے آدمی جو اسلام کے دشمن تھے، ابو رافع سلام بن ابی الحقیق، کنانہ ابن الربیع اور حیی بن اخطب تھے جو بنی نضیر میں سے تھے۔

بنو نضیر کی جلا وطنی

ربیع الاوّل ۴ ہجری:

بنو نضیر یہودیوں کا دوسرا طاقتور قبیلہ تھا۔ اب اس نے قریش سے ساز باز شروع کی اور ان کو مدینے کے کمزور حصوں کی اطلاع دینے لگے۔ ان کے اور مسلمانوں کے مابین معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کی رو سے اگر کسی مسلمان یا بنی نضیر کے کسی آدمی کے ہاتھ سے کوئی مارا جاتا تو دوسرے پر بھی اس کے خون کا روپیہ ادا کرنا ضروری تھا۔ بنی عامر کے دو آدمی ایک جنگی غلطی سے ایک مسلمان کے ہاتھ سے اتفاق سے مارے گئے حالانکہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا امان نامہ موجود تھا۔ ان مقتولوں کے خون کا روپیہ مسلمانوں پر واجب ہوا۔ مسلمانوں نے بنی نضیر سے بھی اس میں شرکت کی خواہش کی اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ ان کے محلے میں آ گئے۔ ظاہر میں تو انہوں نے بہت کچھ مستعدی دکھائی اور شرکت پر آمادگی ظاہر کی لیکن چھپ کر انہوں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ جو ایک دیوار کے نیچے کھڑے تھے، اوپر سے ایک بڑا پتھر گرا کر مار ڈالیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر لگ گئی۔ سیدھے اکیلے اٹھ کر مدینہ چلے آئے۔

بنو نضیر نے کہلا بھیجا کہ آپ تیس آدمیوں کو لے کر آئیں۔ ہم بھی اپنے عالموں کو لے کر آئیں گے۔ اگر وہ آپ کی بات مان لیں گے تو ہم کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جب تک تم ایک عہد نامہ نہ لکھ دو ہم کو تم پر اعتبار نہیں۔ لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے۔ یہود کا تیسرا قبیلہ جو بنی قریظہ کہلاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے بھی دوبارہ نئے عہد نامے کی درخواست کی اور اس نے قبول کیا۔ اب بنی نضیر نے بھی کہلا بھیجا کہ ہم کو بھی یہ منظور ہے کہ آپ تین آدمی لے کر ہمارے ہاں آئیں۔ آپ ﷺ نے منظور فرمایا، لیکن راہ میں آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہود کی تلواریں باندھ کر تیار ہیں کہ جب آپ تشریف لائیں تو آپ کو قتل کر دیں۔ آپ ﷺ پھر واپس چلے آئے۔

بنی نضیر بڑے بڑے قلعوں کے مالک تھے جن پر ان کو ناز تھا اور مدینہ کے منافق بھی ان کو شہ دے رہے تھے اور کہلا بھیجتے تھے کہ تم دبنا نہیں۔ بنی قریظہ تمہارا ساتھ دیں گے اور ہم بھی دو ہزار کی جمعیت سے تیار ہیں۔ مسلمانوں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ پیش بندی کر کے آگے بڑھے اور بنی نضیر کے قلعے کو گھیر لیا اور پندرہ روز تک گھیرے پڑے رہے۔ آخر وہ اس شرط پر راضی ہوئے کہ جس قدر مال و اسباب اونٹوں پر لے جا سکیں لے جائیں اور مدینہ سے باہر نکل جائیں۔ چنانچہ سب گھروں کو چھوڑ کر اپنا مال و اسباب لاد کر نکل گئے اور ان میں سے ان کے کئی بڑے بڑے رئیس ابو رافع سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع اور حیی بن اخطب بھی خیبر چلے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خندق یا احزاب کی لڑائی

ذی قعدہ ۵ ہجری:

بنو نضیر مدینہ سے نکلنے کو تو نکل گئے مگر خیبر پہنچ کر انہوں نے اپنی سازشوں کا جال سارے ملک عرب میں پھیلا دیا۔ ان کے رئیسوں نے مکہ جا کر قریش کو تیار کیا۔ قبیلہ غطفان کو خیبر کی آدھی پیداوار کا لالچ دلا کر اپنے ساتھ ملایا، بنی اسد اِن کے حلیف تھے، وہ بھی اٹھے۔ غرض سب ملا کر دس ہزار کی بھاری فوج مدینہ کی سمت روانہ ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کو جب اس کا پتا چلا تو مسلمانوں نے مشورہ کیا۔ مسلمانوں کو اُحد کی لڑائی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ چونکہ ایران کے تھے اس لیے ایران کے جنگی طریقوں سے کچھ واقف تھے، انہوں نے رائے دی کہ شہر کے تین رخ مکانوں اور نخلستانوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ صرف ایک طرف کھلا ہوا ہے، اُدھر خندق [1] (گڑھا) کھود لی جائے، تاکہ دشمن اس سمت سے شہر میں گھسنے نہ پائیں۔ یہ رائے سب نے مان لی۔ آنحضرت ﷺ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ باہر نکلے اور خندق کھودنے کی تیاری شروع کر دی۔ تین ہزار متبرک ہاتھوں نے بیس دن میں یہ کام پورا کیا اور اس طرح پورا کیا کہ خود خدا کا رسول بھی ان میں ایک عام مزدور کی طرح کام کر رہا تھا۔ کئی کئی دن فاقے سے گزارے تھے۔ اس پر اسلام کے شیدائیوں کا جوش ٹھنڈا نہیں ہوتا تھا۔ ہاتھوں سے مٹی کھودتے اور پیٹھوں پر اس کو لاد لاد کر پھینکتے تھے اور آواز میں آواز ملا کر یہ شعر گاتے تھے:

> ''ہم ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کہ جب تک جان میں جان ہے ہم خدا کی راہ میں لڑتے جائیں گے۔''

دشمن اب قریب آ گیا تھا۔ اس کے قریب آنے کی خبر سن کر بزدل منافقوں کے ہوش اڑے جا رہے تھے۔ جھوٹے بہانے کر کے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ یہود کا اب صرف ایک تیسرا قبیلہ بنو قریظہ مدینہ کے پاس رہتا تھا۔ اس کی روش صاف نہ تھی اس لیے دو

[1] جنگی حربے کے طور پر کھودا جانے والا گڑھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں کا دستہ ان کی دیکھ بھال کے لیے الگ کر دیا گیا تھا۔

بنو قریظہ اب تک کھل کر سامنے نہیں آئے تھے۔ بنی نضیر کا یہودی سردار حیی بن اخطب جو اب خیبر جا بسا تھا دشمنوں کی فوج کے ساتھ آیا تھا۔ اس نے بنو قریظہ کے سردار کو جو مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے پر اس لیے آمادہ نہیں ہو رہا تھا کہ یہ باہر کے لوگ تو چلے جائیں گے پھر مسلمانوں کو اکیلے ہم سے نپٹنا پڑے گا، یہ کہہ کر ملا لیا کہ میں اس وقت محمد ﷺ کے خلاف سارے عرب کو اٹھا کر لایا ہوں۔ ان کی طاقت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینے کا موقع پھر اس سے بہتر ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس دلیل سے لاچار ہو کر وہ بھی دشمنوں سے مل گیا اور حیی نے اس کو یقین دلایا کہ اگر قریش اور غطفان تم کو بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے جائیں گے تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔

کفار بیس دن تک مدینے کے گرد گھیرا ڈالے پڑے رہے اور شہر پر حملہ کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے تھے۔ ایک جگہ خندق کی چوڑائی کم تھی۔ ایک دن انہوں نے بڑی تیاری کر کے اسی رُخ پر حملہ کرنا چاہا۔ عمرو بن وُدّ جو قریش کا سب سے بڑا بہادر تھا۔ گھوڑا کودا کر اس پار آ گیا۔ ادھر سے ذوالفقار والا ہاتھ بڑھا اور ایک ہی وار میں تلوار شانے تک اتر آئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور فتح کا اعلان ہو گیا۔

حملے کا یہ دن بڑا سخت گزرا۔ دشمن ہر طرف سے تیر اور پتھر برسا رہے تھے۔ مسلمان عورتیں جس قلعہ میں محفوظ تھیں وہ بنی قریظہ کے پاس تھا۔ بنو قریظہ نے یہ دیکھ کر کہ مسلمان تو ادھر پھنسے ہیں، ادھر اس خالی قلعہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ ایک یہودی قلعے کے پھاٹک پر پہنچ چکا تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ماں صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر میدان میں پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر بنی قریظہ سمجھے کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج ہے، اس لیے ادھر ہمت نہ کی۔

محاصرہ جتنا طول پکڑتا جاتا تھا دشمنوں کا میل ملاپ آپس میں کم ہو جاتا تھا۔ غطفان کا قبیلہ مدینے کی کچھ پیداوار سالانہ لے کر لوٹنے پر آمادہ تھا۔ اس کے ایک رئیس نے جو در

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پردہ مسلمان ہو چکے تھے مگر ان کا مسلمان ہونا ابھی سب کو معلوم نہ تھا، قریش اور یہود سے جا کر الگ الگ ایسی باتیں کیں جس سے دونوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ خدا کا کرنا کہ انہی دنوں میں ایک رات کو ایسی تیز آندھی چلی کہ دشمنوں کے خیموں کی رسیاں اکھڑ اکھڑ گئیں۔ کھانے کی ہانڈیاں چولہوں پر الٹ الٹ جاتی تھیں۔ سردی میں ہوا کی اس تیز باڑھ نے بھی کفار کے دل کپکپا دیئے۔

ان سب باتوں نے مل جل کر ساتھی فوجوں (احزاب) کے پاؤں اکھاڑ دیئے۔ بنی قریظہ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے گئے۔ غطفان بھی روانہ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر قریش بھی ناچار محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے اور مدینہ کا کنارہ بیس بائیس دن تک غبار میں اٹ کر پھر صاف پڑ گیا۔

بنی قریظہ کا خاتمہ:

بنی قریظہ نے ایسے نازک موقع پر مسلمانوں کے ساتھ جو بدعہدی کی وہ معاف کرنے کے قابل نہ تھی۔ حیی بن اخطب جو عربوں کے اس جتھے کا بانی تھا بنی قریظہ کے ساتھ ان کی امان میں تھا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے کفار کی اس متحدہ فوج کا شیرازہ بکھرنے کے ساتھ ہی بنو قریظہ کی طرف رُخ کیا۔ ان کے قلعے بند ہو گئے۔ مسلمان ایک مہینے تک ان کا گھیرا کیے پڑے رہے۔ آخر انہوں نے یہ درخواست کی کہ ان کا معاملہ ان کے حلیف قبیلہ اوس کے مسلمان سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جائے وہ جو فیصلہ کریں ان کو خوشی سے منظور ہوگا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ خندق کی لڑائی میں ایک تیر کا زخم کھا کر نڈھال ہو رہے تھے۔ پھر بھی وہ آئے ان کے قبیلے کے لوگ یہ چاہتے تھے کہ ان کی خطا معاف کر دی جائے مگر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے نہ مانا اور یہ فیصلہ کیا کہ ان میں جو لڑنے کے قابل ہوں وہ قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں اور بچے قید ہوں اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اسی فیصلے پر عمل ہوا اور یہود کے اس تیسرے قبیلے کا بھی خاتمہ ہوا اور ان سرمایہ داروں کی زمینیں اور جائیدادیں غریب کام کرنے والے مسلمان میں بانٹ دی گئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام قانون کی صورت میں:

اسلام جس دن سے دین بن کر آیا اسی دن سے وہ سلطنت بھی تھا۔ دین اور دنیا کی الگ الگ تمیز اس کی تعلیم میں نہیں۔ دنیا کی زندگی میں خدا اور اس کی مخلوقات کے جو فرض ہم پر ہیں ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرنا ہی دین ہے۔ اس لیے حکومت اور سلطنت ہمارے دین سے کوئی الگ چیز نہیں، مدینہ منورہ جیسے اسلام کا مرکز تھا اس کی سیاسی قوت کا مرکز بھی بنتا جاتا تھا۔ اسلام جہاں تک پھیلتا تھا وہاں تک اس کی حکومت کی حد بڑھ کر امن و امان قائم ہو جاتا تھا۔ چوریاں موقوف ہو جاتی تھیں، ڈاکے بند ہو جاتے تھے۔ بدکاریاں مٹ جاتی تھیں اور عربوں کی بے نظام زندگی کی جگہ اسلام کی مرتب زندگی شروع ہو جاتی تھی۔ امام، مؤذن، محصل اور قاضی مقرر ہونے لگتے تھے اور اسلامی قانون کی حکومت سب پر ایک ساتھ جاری ہو جاتی تھی۔ اسلام نے شروع شروع میں صرف عقیدوں کی درستی پر زور دیا۔ جب یہ مقصد کچھ کچھ نکلا تو خدا کی عبادت و اطاعت کا سبق پڑھایا جب طبیعتیں ادھر بھی متوجہ ہوئیں تو اسلام کا قانون اترنے لگا۔

اس سے پہلے تک تو یہ حال تھا کہ باپ مسلمان تو بیٹا کافر، ماں اسلام لائی تو بیٹی کافرہ ہے۔ شوہر مسلمان ہو چکا مگر بیوی ابھی تک کفر کی حالت میں ہے۔ بدر کے بعد مسلمانوں میں اطمینان کی خاندانی زندگی پیدا ہونے لگی اور لڑائیوں کے سبب سے مارے جانے والوں کی تعداد بھی بڑی ہو گئی۔ اس لیے ۳ ہجری میں وراثت کا قانون اترا۔ لڑکیاں جو عربوں میں ترکہ پانے کا حق نہیں رکھتی تھیں اسلام نے ان کو بھی ان کا جائز حق دیا۔ اب تک مشرک عورتوں سے مسلمان نکاح کر لیتے تھے، اب وہ موقع آیا کہ گھر کی اندرونی زندگی کے سکھ اور چین کے لیے ان سے نکاح ناجائز ٹھہرا۔

۴ ہجری میں بدکاری کی روک تھام کے لیے مجرم کو پتھروں سے مار ڈالنے کا حکم جو توراۃ میں تھا جاری کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شراب پینا پلانا بھی اسی سال بند ہوا۔

عرب میں منہ بولے بیٹوں کا رواج تھا جن کو متبنیٰ کہتے ہیں اور جن کے ساتھ حقیقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹوں کا معاملہ کیا جاتا تھا اور ان کی بیویاں حقیقی بہو سمجھی جاتی تھیں۔ ۵ ہجری میں اسلام نے اس وہمی نسب کا خاتمہ کیا۔ جاہلیت کے زمانے میں عورتیں بناؤ سنگھار کر کے میلوں ٹھیلوں میں اور مردوں کی محفلوں میں بے روک ٹوک آتی جاتی تھیں جن سے معاشرت کی بدنامی تھی، اسلام نے ۵ ہجری میں ان باتوں کی مناسب اصلاحیں کیں کہ گھر سے نکلیں تو ایک بڑی چادر اوڑھ لیں، سینے پر آنچل ڈالیں، گھنگھرو اور بجنے والے زیور پہن کر دھاکے سے نہ چلیں، مردوں سے لوچ کے ساتھ باتیں نہ کریں۔ کنواروں کے لیے بدکاری کی سزا سو کوڑے مقرر ہوئی۔ بعض قسم کی طلاقوں کی اصلاح کی گئی۔

اسلام کے لیے دو رُوک:

آج سے کچھ سال پہلے اسلام کے راستے میں مشکلوں کا پہاڑ کھڑا تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل، حضور ﷺ کے اعجاز اخلاق اور تدبیر اور مسلمانوں کے اخلاص، ایثار اور کوششوں سے وہ ایک ایک کر کے دُور ہوگئیں اور اب اسلام کی ترقی کی راہ میں دو ہی رُوک رہ گئے۔ ایک مکہ کے مشرک اور دوسرے خیبر کے یہود۔ مکہ کے مشرکوں سے حضور ﷺ صرف یہ چاہتے تھے کہ وہ اسلام کو امن وامان سے آگے بڑھنے دیں اور جو لوگ خوشی سے اس حلقے میں آنا چاہیں ان کو یہ موقع دیا جائے۔ مکہ میں غریب اور کمزور مسلمان بچوں، عورتوں اور بے بس مسلمانوں کو جو نظر بند کر رکھا ہے ان کو مدینہ آنے دیا جائے اور مسلمانوں کو مکہ آنے جانے اور کعبے کا طواف اور حج کی آزادی ملے۔

خیبر کے یہودیوں سے اتنا ہی چاہا جاتا تھا کہ اگر اسلام کے دین میں آنا نہیں چاہتے تو وہ اس کی سیاسی طاقت کے آگے سر جھکا دیں، تاکہ ملک میں ایک قسم کا نظام کھڑا کیا جا سکے۔

حدیبیہ کی صلح

ذیقعدہ ۶ ہجری:

مسلمانوں کی بڑی خواہش تھی کہ مکہ جا کر خانہ کعبہ کے طواف اور زیارت سے اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھیں ٹھنڈی کریں جس کے دیدار سے وہ سالہا سال سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ اسی ارادے سے آپ ﷺ چودہ سو (۱۴۰۰) مسلمانوں کو ساتھ لے کر مکہ کو روانہ ہوئے لڑائی کی نیت بالکل نہ تھی۔ ممانعت تھی کہ تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ لیا جائے اور تلواریں بھی نیام میں ہوں۔ قربانی کے اونٹ ساتھ تھے اور عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ جو سفر ایسی مقدس غرض سے کیا جائے اس میں لڑنا کیا تلوار اٹھانا بھی جائز نہیں۔

جب آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچے تو ایک مخبر کو حال دریافت کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ وہ خبر لایا کہ قریش ایک بڑی جمعیت ساتھ لے کر مسلمانوں کو روکنے کی غرض سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ راستہ کترا کر حدیبیہ کے مقام پر اتر پڑے اور ایک سفیر قریش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے آئے ہیں، لڑنا مقصود نہیں اور بہتر یہ ہے کہ قریش تھوڑی مدت کے لیے ہم سے صلح کا معاہدہ کر لیں اور مجھ کو عرب کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں۔

سفیر نے قریش کے سرداروں کے سامنے جا کر یہ تقریر کی، عروہ بن مسعود ثقفی ایک نیک دل سردار نے قریش سے کہا، کیا تمہیں مجھ سے کوئی بدگمان تو نہیں؟ سب نے کہا "نہیں" تب اس نے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ محمد ﷺ سے مل کر اس معاملے کو طے کروں۔ لوگوں نے رضامندی ظاہر کی تو وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قریش کا پیغام سنایا۔ عروہ نے یہاں پہنچ کر مسلمانوں کے روحانی انقلاب کا جو تماشا دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی حیرت سے بھری عقیدت کا جو حال اس کے دیکھنے میں آیا اس نے اس کے دل پر بڑا اثر کیا۔ قریش سے جا کر کہا کہ میں نے قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ عقیدت اور محبت کی یہ تصویر مجھ کو کہیں نظر نہیں آئی۔ محمد ﷺ بات کرتے ہیں تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے۔ کوئی ادب سے نظر بھر کر ان کی طرف نہیں دیکھتا۔ وضو کرنے میں جو قطرے گرتے ہیں عقیدت مند ان کو لے کر ہاتھ اور چہرے پر ملتے ہیں۔

اس پر بھی بات ناتمام رہی۔ آپ ﷺ نے پھر ایک سفیر بھیجا۔ قریش نے اس پر حملہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا لیکن وہ بچ گیا۔ اب قریش نے لڑنے کو ایک دستہ بھیجا۔ مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا اور معافی دے دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا وہ اپنے ایک عزیز کی حمایت میں مکہ گئے اور آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا۔ قریش نے ان کو قید کر لیا اور مسلمانوں تک یہ خبریں پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ یہ کہہ کر ببول کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جاں نثاری کی بیعت لی۔ اسی کا نام بیعتِ رضوان ہے یعنی خدا کی خوشنودی کی بیعت، کیونکہ اس کے بارے میں خدا نے قرآن میں اپنی خوشنودی ظاہر فرمائی۔

بعد کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر صحیح نہ تھی لیکن مسلمانوں کے اس جوش و خروش اور صداقت کا یہ اثر ہوا کہ قریش ہمت ہار گئے۔ انہوں نے بھی اپنا ایک سفیر آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا اور پہلی شرط یہ پیش کی کہ مسلمان اس سال واپس جائیں اور اگلے سال آئیں اور تین دن رہ کر واپس جائیں۔ کچھ ردّ و بدل کے بعد دس سال کے لیے لڑائی موقوف اور شرطیں منظور ہوئیں کہ مسلمان اس سال واپس جائیں اور اگلے سال تین دن کے لیے آئیں، تلوار کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور تلواریں بھی میان میں ہوں، جاتے وقت مکہ میں جو مسلمان رہ گئے ان کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں، قریش میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینے چلا جائے تو واپس کر دیا جائے اور اگر کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا آئے تو واپس نہ کیا جائے، عرب کے قبیلوں میں سے جو جس فریق کے ساتھ چاہے معاہدے میں شریک ہو جائے۔ اس معاہدے کے بعد مسلمان مدینے واپس چلے آئے۔

اسلام کی جیت:

معاہدے کی یہ شرطیں گو ظاہر میں کڑی تھیں اور اسی لیے جوش میں بھرے ہوئے کچھ مسلمانوں کو ان کے ماننے میں تامل ہو رہا تھا مگر جب خود خدا کا رسول ﷺ ان کو مان چکا تھا تو پھر کس کو انکار کی جرأت ہو سکتی تھی۔ چند ہی دنوں کے بعد معلوم ہو گیا کہ یہ شرطیں اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حق میں بے حد فائدہ کی تھیں۔

اب تک مسلمان جس اصول کی خاطر قریش سے مقابلہ کر رہے تھے وہ یہ تھا کہ اسلام کو اپنی اشاعت کی آزادی کا حق ملے اور قریش اس راہ کے روڑا نہ بنیں۔ قریش کو اس کے ماننے سے اب تک انکار تھا۔ حدیبیہ کی صلح نے اس اصول کو منوا لیا اور اسلام کو اپنی اشاعت کی آزادی کا حق مل گیا اور یہی اس کی جیت تھی۔ خود خدا نے قرآن میں آیت اتاری:

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ ''ہم نے تجھے کھلی ہوئی فتح عنایت فرمائی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

عَلَم بردار		کیل پُرزے	
ذوالفقار		آپے سے باہر ہونا	
ہمراہی		بلوے کی صورت اختیار کرنا	
سپر		بغل کا گھونسا	
بے جا		پیش بندی	
لاچار		بے یارو مددگار	
چوڑان		محاصرہ	
روک		تامل	

مندرجہ ذیل میں سے غلط اور صحیح کی نشاندہی کیجیے۔

۱۔ یہودیوں میں سب سے لڑاکا اور بہادر قبیلہ بنی قینقاع تھا۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اردن کے رہنے والے تھے۔

۳۔ خندق کھودنے کا مشورہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

۴۔ حدیبیہ کی صلح ۲ ہجری میں پیش آئی۔

۵۔ بیعت رضوان ببول کے درخت کے نیچے پیش آئی۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ سرداران مکہ نے عام لوگوں کو جنگ احد کے لیے کس طرح آمادہ کیا؟

۲۔ کیا غزوہ احد کے وقت مدینہ کے منافقین کی تعداد تقریبا ۳۰۰ تھی؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ کیا احد کی لڑائی کو مسلمانوں کی شکست قرار دیا جا سکتا ہے؟
۴۔ فوت شدگان پر ماتم کے حوالے سے قرونِ اولیٰ اور عصر حاضر میں تقابل کیجیے۔
۵۔ مدینہ میں یہود کی کیا صورت حال تھی؟
۶۔ اگر یہودی کسی نبی کے منتظر تھے تو نبی اکرم ﷺ پر ایمان کیوں نہ لائے؟
۷۔ طاقت کا راز اتحاد میں ہے۔ مثال دیجیے۔
۸۔ مسلمانوں کے ۷۰ مبلغین کو شہید کرنے کا واقعہ تحریر کیجیے۔
۹۔ کیا کعب بن اشرف کے قتل کو دہشت گردی کہا جا سکتا ہے؟
۱۰۔ بنو نضیر اور بنو قینقاع کی جلا وطنی کس سن ہجری میں ہوئی؟
۱۱۔ غزوہ خندق کو غزوہ احزاب کیوں کہا جاتا ہے؟
۱۲۔ اسلام میں وراثت کا قانون کب نازل ہوا؟
۱۳۔ بیعت رضوان کسے کہا جاتا ہے؟
۱۴۔ غزوہ خندق میں نبی ﷺ کی مشاورت پر مختصر نوٹ تحریر کیجیے۔

مندرجہ ذیل پر تفصیلی نوٹ تحریر کیجیے۔

صلح حدیبیہ فتح مبین، کس طرح؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت

اس سبق میں ہم پڑھیں گے کہ:

- نبی ﷺ نے عرب سے باہر دیگر علاقوں کی طرف اللہ کا پیغام پہنچایا۔
- یہودیوں کے تابوت میں آخری کیل یعنی فتح خیبر۔
- ہجرت مدینہ کے بعد پہلا عمرہ۔
- جنگ موتہ کیونکر پیش آئی۔
- فتح مکہ کا عظیم الشان واقعہ۔
- ہوازن اور ثقیف کا معرکہ۔

٦ ہجری:

اسلام کو اپنی زندگی کے انیسویں برس یہ موقع ملا کہ وہ دنیا کو اطمینان کے ساتھ اپنا پیغام سنا سکے۔ اس زمانے میں لوگ اپنے اپنے رئیسوں اور بادشاہوں کے تابع ہوتے تھے۔ جو وہ کرتے تھے، وہ سب کرتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ایک دن مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے فرمایا:

"لوگو! خدا نے مجھے ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب وقت آیا ہے کہ تم اس رحمت کو دنیا والوں میں بانٹو۔ اٹھو اور حق کا پیغام ساری دنیا کو سناؤ۔"

اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے چند ہوشیار مسلمانوں کو چنا اور ان کو اسلام کی دعوت کے خط دے کر آس پاس کے رئیسوں اور بادشاہوں کے پاس بھیجا۔ عرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رئیسوں کو چھوڑ کر عرب سے ملی ہوئی بادشاہتیں یہ تھیں: حبشہ، ایران، روم اور مصر۔

حبش کے بادشاہ نے اسلام قبول کیا۔ ایران کے شہنشاہ نے اس خط کو غصے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ یوں ہی اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا۔'' یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

مصر کے بادشاہ نے گو اسلام قبول نہیں کیا لیکن حضور ﷺ کے خط کا جواب شائستگی سے دیا۔ روم کا قیصر اس وقت ساری مشرقی عیسائی دنیا کا بادشاہ تھا۔ اس نے خط پا کر حکم دیا کہ حجاز کے سوداگر اگر کہیں ملیں تو ان کو بلواؤ۔ کیا عجیب بات ہے کہ اس کام کے لیے وہ شخص ہاتھ آیا جو اس وقت اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا یعنی ابوسفیان۔

ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ قیصر کے دربار میں حاضر کیے گئے۔ قیصر نے ان سے کہا: میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں۔ تم میں سے ایک آدمی جواب دے اور باقی سنیں۔ اگر یہ کچھ غلط کہے تو تم ٹوک دو۔ یہ کہہ کر اس نے پوچھا اور ابوسفیان نے جواب دیا۔

قیصر: جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس کا خاندان کیسا ہے؟

ابوسفیان: شریف۔

قیصر: اس کے خاندان میں سے کسی اور نے کبھی پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا تھا؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: جنھوں نے اس کے مذہب کو قبول کیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں یا بڑے بڑے رئیس ہیں؟

ابوسفیان: کمزور۔

قیصر: اس کے ماننے والے بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھتے جا رہے ہیں۔

قیصر: کبھی تم لوگوں کو اس کے جھوٹ بولنے کا بھی تجربہ ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: وہ کیا کبھی قول وقرار کر کے پھر بھی گیا ہے؟

ابوسفیان: اب تک تو ایسا نہیں کیا۔ اب جو معاہدہ اس سے ہوا ہے، دیکھیں وہ اس کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔

قیصر: کیا تم کبھی اس سے لڑے بھی ہو؟

ابوسفیان: ہاں۔

قیصر: لڑائی کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان: کبھی ہم جیتے کبھی وہ۔

قیصر: وہ کیا کہتا ہے؟

ابوسفیان: یہ کہتا ہے کہ ایک خدا کو مانو اور اسی کو پوجو، اسی سے دعائیں مانگو، نماز پڑھو، پاکباز بنو، سچ بولو، رشتے کا حق ادا کرو۔

قیصر ابوسفیان کے یہ سب جواب سن کر بول اٹھا کہ اگر تم نے سچ سچ کہا ہے تو ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ میرے پاؤں کے نیچے کی اس مٹی پر بھی قبضہ کر لے گا۔ اگر ہو سکتا تو میں جاتا اور اس کے پاؤں دھوتا۔

ایک دشمن کی زبان سے اتنی سچی شہادت کی مثال کہیں اور مل سکتی ہے؟

عرب کے کئی رئیسوں نے اسلام کو قبول کیا۔ بحرین میں اسلام کا پیام اس سے پہلے پہنچ چکا تھا اور عبدالقیس کا قبیلہ یہاں مسلمان ہو چکا تھا۔ حبش کو جانے والے مسلمانوں کے ذریعے سے اس ملک میں بھی یہ مذہب پھیل رہا تھا بلکہ یمن کے کناروں تک اس کی آواز پہنچ چکی تھی۔ وہاں اَوس کا قبیلہ بہت پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ اشعر کا قبیلہ بھی اسلام کا نام لینے لگا تھا۔ عمرو بن عنبسہ جو سلیم کے قبیلے سے تھے گو مکہ ہی کے زمانے میں مسلمان ہو چکے تھے۔ اب جا کر ان کو لوگوں کی زبانی مدینے میں اسلام کی ترقی معلوم ہوئی تو مدینہ آ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ ان کے مسلمان ہونے کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔ ان کو کسی طرح پتا لگا کہ مکہ میں کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر پیدا ہوا ہے وہ اس کے مشتاق ہو کر مکہ پہنچے۔ یہاں اس وقت کافروں کا بڑا نرغہ تھا مگر وہ کسی طرح چھپ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں پیغمبر ہوں۔ بولے: پیغمبر کس کو کہتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ مجھے خدا نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔ دریافت کیا کہ کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: یہ پیغام کہ قرابت کا حق ادا کیا جائے، بت توڑے جائیں۔ خدا کو ایک مانا جائے اور کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اب تک آپ کے مذہب کے ماننے والے کتنے ہوئے ہیں؟ فرمایا: ایک آزاد (ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور ایک غلام (بلال رضی اللہ عنہ)۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ ﷺ کے مذہب میں آنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ابھی تو ایسا نہیں ہوسکتا، تم دیکھتے ہو کہ لوگوں کا کیا حال ہے، ابھی اپنے گھر واپس جاؤ جب میری کامیابی کا حال سننا تو آنا۔ اس خدا کے بندے کو اب جب پیغمبر ﷺ کی کامیابی کا حال معلوم ہوا تو دوڑ کر آیا۔

غفار کا آدھا قبیلہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے کہنے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا اور آدھا اس وقت مسلمان ہوا جب آپ ﷺ مدینے آئے۔ جہینہ کے قبیلے نے ایک ساتھ ایک ہزار کی جمعیت نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح اسلام، مزینہ اور اشجع کے قبیلوں نے اس سچائی کی آواز کو سنا اور قبول کیا۔

حدیبیہ کی صلح، اسلام کی فتح کا نقارہ تھا۔ غرض تو یہ تھی کہ لڑائی بھڑائی دور ہو، دشمنی اور عداوت کا جذبہ ٹھنڈا ہو اور مخالفت کا رنگ پھیکا پڑے اور لوگوں کو اسلام کے روحانی انقلاب کے دیکھنے اور اسلام کی تعلیم سمجھنے کا موقع ملے۔ حدیبیہ کی صلح نے یہ موقع بہم پہنچایا۔ کافروں کو مسلمانوں سے ملنے جلنے، ان کی باتوں کو سننے اور ان پر غور کرنے کا موقع ملا تو نتیجہ یہ ہوا کہ دو برس کے اندر اندر مسلمانوں کی تعداد دوگنا ہوگئی۔ خود مکہ کے ہر گھر میں اسلام پہنچ چکا تھا۔

قریش کے دو بڑے جرنیل خالد اور عمرو بن العاص تھے۔ دیکھ چکے ہو کہ احد کے میدان میں صرف خالد کی جنگی مہارت نے مسلمانوں کی جیتی ہوئی لڑائی ہرا دی۔ حدیبیہ کی صلح ہو چکی تو وہ مکہ سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں عمرو بن عاص ملے۔ پوچھا کدھر کا قصد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ بولے: مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔ عمرو نے کہا: میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ دونوں ایک ساتھ مدینہ پہنچے اور اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ آگے چل کر ان میں ایک (خالد رضی اللہ عنہ) وہ ہوا جس نے شام کا ملک قیصر سے چھین لیا اور دوسرے (عمرو رضی اللہ عنہ) نے مصر کی سلطنت رومیوں سے لے کر اسلام کے قدموں پر ڈال دی۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص کے دل پر اسلام کا اثر یوں پڑا کہ جن دنوں اسلام کا قاصد اسلام کا پیغام لے کر حبش کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں پہنچا تو عمرو رضی اللہ عنہ وہیں تھے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ حبش کا بادشاہ اس سلطنت کے باوجود اس کا کلمہ پڑھنے لگا تو ان پر بڑا اثر رہا۔ آخر وہ اس اثر کو چھپا نہ سکے اور مکہ واپس آ کر مسلمان ہو گئے۔

قیصر کے دربار میں ابوسفیان نے اسلام کی صداقت کا جو منظر دیکھا، وہ بھی بے اثر نہیں رہا مگر پھر بھی ابھی وقت کا انتظار تھا۔

یہود کا آخری قلعہ......خیبر

آخر ۶ ہجری یا شروع ۷ ہجری:

اب یہود کی آبادی حجاز کے ہر گوشے سے سمٹ کر حجاز کے آخری کنارے پر ملک شام کے قریب خیبر میں اکٹھی ہو گئی تھی۔ یہاں ان کی بڑی بڑی کوٹھیاں اور قلعے تھے اور اب یہود یہاں اسلام کے مقابلے میں آخری سہارا لینے کے لیے زور لگا رہے تھے۔ ان کا ایک سردار ابورافع سلام بن ابی الحقیق جو حجاز کا سوداگر کہلاتا تھا، ۶ ہجری میں غطفان وغیرہ قبیلوں کو لے کر مدینے پر دھاوا کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ایک انصاری مسلمان کے ہاتھ اسے اپنے قلعہ میں سوتا ہوا مارا گیا۔

سلام کی جگہ اب اسیر بن رزام نے لی۔ اس نے بھی ان ہی قبیلوں میں دورہ کر کے ایک بھاری فوج تیار کی۔ مدینے میں خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے تحقیق کے لیے آدمی بھیجے انہوں نے آ کر تصدیق کی۔ آپ نے صلح کے لیے کچھ آدمی بھیجے اور اسیر کو مدینے بلایا کہ صلح پکی ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ وہ تیس آدمیوں کو لے کر چلا۔ راستے میں اس کے دل میں کیا بات آئی کہ چاہا کہ مسلمان دستے کے افسر کے ہاتھ سے تلوار چھین لے۔ اس پر دونوں طرف تلواریں چلیں اور اسیر اس میں کام آیا۔

اب خیبر والوں نے غطفان والوں کو نخلستان کی آدھی پیداوار دینے کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ غطفان کے ایک قبیلے بنو فزارہ نے یہ ہمت کی کہ محرم ۷ ہجری میں مدینے کی چراگاہ پر حملہ کیا اور ایک مسلمان کو قتل کیا۔

اب مسلمانوں کے صبر کا پیالہ بھر گیا۔ خیبر کے حملے کا اعلان ہوا۔ سولہ سو مسلمان جہاد کے شوق میں آپ ﷺ کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے۔ فوج کے ساتھ کچھ مسلمان بیبیاں بھی آئی تھیں، تاکہ پیاسوں کو پانی پلا سکیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کر سکیں، لڑائی کے میدان سے تیر اٹھا اٹھا کر لائیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی فوج نے پھریرا اڑایا۔ تین جھنڈے تیار ہوئے۔ ایک حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو اور دوسرا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اور تیسرا جس کا پھریرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اوڑھنی سے بنایا گیا تھا، اسلام کے شیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سپرد ہوا۔

راستے میں اس مقدس فوج کا ترانہ یہ تھا:

> ”خداوند! اگر تو نہ ہوتا تو ہم یہ ہدایت نہ ملتی۔ ہماری جانیں قربان ہم کو معاف کر دے اور ہم پر تسلی اتار اور ہمارے قدم جما۔ ظالموں نے ہماری طرف ہاتھ بڑھائے ہیں اور فتنہ کھڑا کرنا چاہا ہے۔ تو ہم ان سے دبنے والے نہیں۔ تیری مہربانی سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔“

ایمان کا یہ جوش سے بھرا ہوا دریا یوں اُمڈتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ رات کے اندھیرے میں خیبر کے قلعہ سے جا کر ٹکرایا۔ موقع تھا کہ رات کی تاریکیوں میں ان پر حملہ کر دیا جاتا لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا اور حکم دیا کہ صبح کا انتظار کیا جائے۔ صبح ہوئی اور یہودیوں نے حسب معمول قلعوں کے پھاٹک کھولے تو سامنے فوج پڑی دیکھیں۔ پکار اٹھے کہ محمد ﷺ کی فوج! آپ اب تک لڑنا نہیں چاہتے تھے اس لیے اب بھی حملے کا حکم نہیں دیا لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں نے صلح کے بجائے لڑائی کی ٹھانی۔ یہ دیکھ کر آپ نے پہلے مسلمانوں کو نصیحتیں فرمائیں پھر جہاد کا حکم سنایا۔

مسلمانوں نے پہلے ناعم نامی قلعہ پر دھاوا کیا، محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک بہادر مسلمان اس دستے کے افسر تھے۔ وہ بہت اچھی طرح لڑے لیکن گرمی کے دن تھے وہ ذرا دم لینے کو قلعہ کی دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ یہودی سردار کنانہ چپکے سے دیوار کے اوپر چڑھ گیا اور وہاں سے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرایا جس کے صدمے سے وہ مر گئے لیکن اس قلعہ کے دروازے مسلمانوں نے کھول لیے۔ قموص کے قلعے پر مرحب نامی ایک مشہور یہودی بہادر مقرر تھا۔ اس کے مقابلے کے لیے کئی روز تک بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم فوجیں لے کر گئے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت میں تھا۔ جب لڑائی زیادہ بڑھی تو ایک دن شام کو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل میں جھنڈا اسی شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو چاہتا ہے اور خدا اور خدا کے رسول ﷺ اس کو چاہتے ہیں۔

یہ رات امید اور انتظار کی رات تھی۔ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ساری رات اس انتظار میں کاٹی کہ دیکھیے فخر کی یہ دولت کس کے ہاتھ میں آتی ہے۔

صبح ہوئی تو ناگاہ کانوں میں آواز آئی ''علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟'' ان کی آنکھوں میں درد تھا۔ وہ بلائے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنے منہ کا لعاب لگایا اور دعا فرمائی اور خیبر کی فتح کا جھنڈا عنایت ہوا۔ عرض کی کہ کیا یہود کو لڑ کر مسلمان بنا لوں؟ فرمایا نرمی کے ساتھ ان کے سامنے اسلام کو پیش کرو۔ اگر ایک آدمی بھی تمہاری ہدایت سے مسلمان ہو جائے تو یہ اونٹوں کی دولت سے بہتر ہے۔

مرحب قلعہ سے اپنی بہادری کا یہ گیت گاتا ہوا نکلا:

''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ سلاح میں ڈوبا ہوا، تجربہ کار بہادر ہوں۔''

مرحب کے جواب میں خدا کے شیر نے یہ شعر پڑھا:

''میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا۔ جنگل کے شیر کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈراؤنا ہوں۔“

خدا کے شیر نے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی۔ مرحب مارا گیا اور قلعہ کا پھاٹک مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا۔

لڑائی میں پندرہ مسلمان کام آئے۔ یہودیوں نے صلح کر لی اور صلح کی شرط یہ ٹھہرائی کہ زمین ہمارے قبضے میں چھوڑ دی جائے۔ پیداوار کا آدھا حصہ ہم مسلمانوں کو دیا کریں گے۔ یہودیوں کی یہ درخواست منظور ہوئی۔ یہ گویا زمینداری کا پہلا سبق تھا جو یہودیوں نے مسلمانوں کو سکھایا اور آنحضرت ﷺ نے ان پر ترس کھا کر اس کو قبول کر لیا۔ خیبر کی آدھی زمینوں کی ملکیت لڑنے والے مسلمانوں کو دی گئی اور آدھی اسلامی خزانے کی ملکیت قرار پائی۔ اسی میں آنحضرت ﷺ کے لیے بھی پانچواں حصہ (خمس) مقرر ہوا۔ جس کی آمدنی آپ ﷺ کے گھر کی ضرورتوں اور اسلام کی دوسری مصلحتوں میں کام آتی۔

سال میں بٹائی کا جب وقت آتا تو آنحضرت ﷺ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی کو خیبر بھیج دیتے۔ وہ جا کر ساری پیداوار کے ڈھیر کو دو برابر حصوں میں بانٹ دیتے اور یہود سے کہتے ان دو میں سے جو چاہو تم لے لو۔ یہود کی آنکھوں کے لیے اس عدل و انصاف کا نظارہ بالکل نیا تھا۔ وہ کہہ اٹھتے تھے کہ زمین و آسمان اسی عدل سے قائم ہیں۔

فتح کے بعد آپ چند روز خیبر میں ٹھہرے۔ اگرچہ یہود کے ساتھ پوری مراعات برتی گئی تھیں اور ان کو ہر طرح امن و امان بخشا گیا تھا مگر پھر بھی ان کی فطری بدنیتی نے ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کی اور آپ کے ساتھ آپ کے کچھ ہمراہیوں کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ نے لقمہ منہ میں رکھ کر کھانے سے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ملایا گیا ہے۔ لیکن ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو اچھی طرح کھایا۔ آپ نے اس یہودن کو بلا کر پوچھا تو اس نے جرم کا اقرار کیا۔ اس پر بھی آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ لیکن جب ان صحابی نے اس زہر سے وفات پائی تو وہ ان کے بدلے میں ماری گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیبر کے پاس ہی ایک ترائی تھی جس کو وادی القریٰ کہتے تھے۔ اس میں تیما اور فدک وغیرہ یہودیوں کے چند گاؤں تھے۔ مسلمان ادھر بھی بڑھے۔ وہاں کے یہود نے خیبر کی شرط پر صلح کر لی۔ اس واقعہ پر یہود کی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

مدت کی آرزو......عمرہ

ذیقعدہ ۷ ہجری:

عمرہ ایک قسم کا چھوٹا حج ہے جس میں احرام کے ساتھ کعبہ کے گرد گھوم کر اور صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے بیچ میں تیز چل کر کچھ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ یاد ہوگا کہ پچھلے سال حدیبیہ میں یہ طے پایا تھا کہ اگلے سال مسلمان مکہ آ کر عمرہ ادا کر لیں۔ اس شرط کے مطابق آنحضرت ﷺ نے عمرہ کا اعلان کیا اور مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ جوش کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ شرط تھی کہ مسلمان ہتھیار اتار کر مکہ میں داخل ہوں گے۔ اگرچہ یہ شرط پوری کرنی خطرے سے خالی نہ تھی۔ مگر مسلمانوں نے خانہ کعبہ کی زیارت کے شوق اور معاہدے کے احترام میں اس شرط کو پورا کیا۔ مکہ سے آدھ میل اُدھر ہی سارے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے گئے اور دو سو (۲۰۰) سواروں کا ایک دستہ اس کی حفاظت پر متعین ہوا۔ باقی مسلمانوں نے مکہ میں داخل ہو کر جوش و خروش کے ساتھ جھومتے تنتے عمرہ کے سب کام پورے کیے۔ تین دن بعد شرط کے مطابق آپ ﷺ مکہ سے نکلے۔

مکہ سے نکلتے وقت ایک عجیب اثر میں ڈوبا ہوا منظر سامنے آیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یتیم بچی آنحضرت ﷺ کو چچا چچا کہہ کر پکارتی ہوئی آئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہ ان کی بہن تھی گود میں اٹھا لیا۔ حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے اس کے لیے اپنے دعوے الگ الگ پیش کیے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ میرے مذہبی بھائی تھے۔ کیا یہ ناز اور محبت کی لڑائی اسی کے لیے نہیں ہو رہی تھی جو اسلام سے پہلے زندہ زمین میں گاڑ دی جاتی تھی۔ اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اب لوگوں کے دلوں کو کیسا بدل دیا تھا۔

ایک نیا دشمن......موتہ کی لڑائی

جمادی الاولیٰ ۸ ہجری:

اب تک اسلام کو ملک عرب کے اندر کے یہود اور مشرکوں کے قبیلوں سے سامنا تھا۔ اب آگے عیسائی رومیوں کی طاقت اور سلطنت کی دیوار حائل تھی۔ عیسائی رومیوں کی ماتحتی میں ایک عرب خاندان بصریٰ پر حکومت کر رہا تھا۔ اس خاندان کے رئیس نے اس مسلمان قاصد کو جوان کے پاس اسلام کی دعوت کا خط لے کر گیا تھا، قتل کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس شہید کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار فوج مدینہ سے روانہ کی۔ حضرت جعفر، عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اس میں خاص طور سے بھیجے گئے تھے۔ فوج کی سرداری زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ ساتھ ہی فرمایا کہ یہ شہید ہوں تو جعفر رضی اللہ عنہ اور وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ فوج کے افسر ہوں۔

حوران کے بادشاہ کو خبر لگ چکی تھی۔ اس نے ایک لاکھ کے قریب فوج تیار کی۔ خود روم کے قیصر نے بے شمار فوجوں کے ساتھ موآب میں آ کر خیمہ ڈالا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو تاکید کر دی تھی کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو صلح کا موقع دینا اور اسلام کا پیام پہنچا لینا۔ اسلام کی فوج جب قریب پہنچی تو دیکھا کہ تین ہزار مسلمانوں کو لاکھوں کے دَل بادل کا سامنا ہے مگر مسلمان تو خدا کی راہ میں اپنی جان ہتھیلیوں پر لیے ہوئے پھرتے تھے۔ وہ شہادت کے شوق میں ڈرے نہیں۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تعداد کی کمی بیشی اور طاقت کے بھروسے پر نہیں لڑتے ہم تو مذہب کی طاقت سے لڑتے ہیں۔ اس پر تین ہزار کے چھوٹے گروہ نے ایک لاکھ کی فوج پر حملہ کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ برچھیاں کھا کر شہید ہوئے۔ ان کی جگہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسلام کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور اس طرح بہادری سے لڑے کہ ایک ہاتھ کٹ گیا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ہاتھ سے جھنڈے کو پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا تو سینے سے چمٹا لیا۔ آخر تلواروں اور برچھیوں کے نوے زخم کھانے کے بعد گرے اور شہادت پائی۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ جھنڈا ہاتھ میں لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مسلمانوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور اس بہادری سے لڑے کہ دشمن کو گو زیر نہ کر سکے مگر مسلمانوں کو ان کی زد سے نکال لائے۔

کعبہ کی چھت پر اسلام کا جھنڈا...... مکہ کی فتح

رمضان ۸ ہجری:

ابراہیم علیہ السلام کے لائے ہوئے اس دین کا سب سے پہلے فرض یہ تھا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی بنائی ہوئی دنیا کی سب سے پہلی مسجد کعبہ کو جو اسلام کا قبلہ اور دین کا مرکز تھا، بتوں کی گندگی سے پاک کرے۔ اب تک جو کچھ ہوا ظاہر میں وہ اس فرض سے الگ تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا رہا اور جس کی خاطر یہ خون کی ندیاں بہتی رہیں، وہ سب اسی کی پہل تھی کیونکہ مکہ پر قبضے کے اور کافروں کی ننگی تلواروں کو توڑے بغیر ان بتوں کو توڑ کر حرم کے صحن سے باہر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اب جب کہ ان باطل معبودوں کی حفاظت کے لیے جو تلواریں علم تھیں، وہ جھک چکیں تو اب وقت آیا کہ کعبہ کو ان نجاستوں سے پاک کرنے میں دیر نہ کی جائے۔

حدیبیہ کی صلح کے سبب سے خود سے مسلمان اب مکہ پر حملہ نہیں کر سکتے تھے۔ مگر خدا کی قدرت دیکھیے کہ اس کا موقع خود مکہ والوں نے پیدا کر دیا۔ حدیبیہ کی صلح کی رو سے کچھ قبیلوں نے مکہ والوں کا ساتھ دیا تھا اور کچھ مسلمانوں کے ساتھ تھے ان میں سے خزاعہ کا قبیلہ مسلمانوں کے ساتھ تھا اور ان کے دشمن بنو بکر قریش سے ملے ہوئے تھے۔ معاہدے کی رو سے قریش کے ساتھیوں میں سے کسی کا مسلمانوں کے کسی ساتھی قبیلے پر حملہ کر دینا معاہدے کو توڑ دینا تھا۔

خزاعہ اور بنو بکر میں زمانے میں لڑائیاں چلی آتی تھیں۔ جب تک اسلام سے مقابلہ رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب ملے رہے۔ اب جب کہ حدیبیہ کی صلح نے مطمئن کر دیا تو بنو بکر سمجھے کہ اب دشمن سے بدلہ لینے کا وقت آ گیا۔ یک بیک انہوں نے خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش کے بہت سے بہادروں نے راتوں کو صورتیں بدل بدل کر خزاعہ پر تلواریں چلائیں۔ خزاعہ نے حرم میں پناہ لی مگر وہاں بھی ان کو پناہ نہ مل سکی۔ شرط کے مطابق مسلمانوں پر ان کی مدد فرض تھی۔ خزاعہ کے چالیس شتر سواروں نے فریاد لے کر مدینہ کی راہ لی۔ آنحضرت ﷺ نے واقعہ سنا تو آپ کو بہت رنج ہوا۔ آپ ﷺ نے قریش کے پاس قاصد بھیجا اور تین شرطیں پیش کیں کہ ان میں سے وہ کوئی منظور کر لیں:

۱۔ خزاعہ کے جو لوگ مارے گئے ان کے خون کے بدلے میں روپیہ ادا کریں۔

۲۔ بنو بکر کی حمایت سے وہ الگ ہو جائیں۔

۳۔ اعلان ہو جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قریش کے سردار نے قریش کی طرف سے تیسری بات منظور کر لی یعنی یہ کہ حدیبیہ کا معاہدہ اب باقی نہ رہا لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش بہت پچھتائے اور انہوں نے ابوسفیان کو اپنا سفیر بنا کر مدینہ بھیجا کہ حدیبیہ کے معاہدے کو پھر سے تازہ کر لے۔ ابوسفیان نے مدینہ آ کر پہلے نبوت کی بارگاہ میں عرض کی۔ وہاں سے کوئی جواب نہ ملا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔ پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ جو طے کر چکے ہیں اس کے بارے میں ان کو کچھ اور مشورہ نہیں دیا جا سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ تم مسجد میں جا کر اعلان کر دو کہ میں حدیبیہ کی صلح کو پھر بحال کرتا ہوں۔ اس نے یہی کیا۔

ابوسفیان نے جا کر لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ سب نے کہا: ''نہ یہ صلح ہے کہ ہم اطمینان سے بیٹھیں اور نہ یہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان کریں۔''

آنحضرت ﷺ نے مکہ کی تیاریاں شروع کر دیں اور احتیاط کی کہ مکہ والوں کو پتا نہ لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰ رمضان کو دس ہزار فوجیں مکہ کی طرف بڑھیں۔ مکے سے ایک منزل ادھر اتر کر رات کو پڑاؤ ڈالا۔ قریش کو خبر نہ تھی۔ ابوسفیان اور قریش کے دو سردار پتا لگانے کو نکلے۔ کچھ دُور نکلے تو دیکھا کہ باہر ایک فوج پڑی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو مکہ سے نکل کر پہلے ہی راستے میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ چکے تھے، مکہ والوں کی حالت پر رحم آیا اور یہ سوچ کر کہ اگر فوج کے مکہ میں داخل سے پہلے مکہ والے خود آ کر امن مانگ لیں تو ان کی مصیبت دُور ہو جائے گی۔ وہ آنحضرت ﷺ کے خیمے سے نکلے اور آپ ﷺ کی سواری پر بیٹھ کر مکہ کی راہ لی۔ ابھی کچھ ہی دُور چلے تھے کہ ابوسفیان وغیرہ مل گئے۔ ان کو بتلایا کہ اسلام کا لشکر مکہ کے پاس پہنچ چکا ہے اب قریش کی خیر نہیں۔ ابوسفیان نے مشورہ پوچھا۔ فرمایا: تم میرے ساتھ چلے آؤ۔ وہ ساتھ ہو لیے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو رسول ﷺ کی خدمت میں لے چلے۔ راہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا: ''کفر کا سردار اب ہمارے قبضے میں ہے۔'' اور یہ کہہ کر جھپٹے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو لے کر جلدی سے حضرت ﷺ کے خیمے میں گھس گئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔ یہ کون ابوسفیان تھا؟ وہی جس نے اسلام کے خلاف بدر کے بعد سے لے کر اب تک ساری لڑائیاں کھڑی کی تھیں، عرب کے قبیلوں کو ابھار ابھار کر بار بار مدینے پر چڑھا کر لایا تھا، جس نے محمد ﷺ کے قتل کی سازشیں کی تھیں۔ اب وہ مسلمانوں کے پنجے میں تھا اور اپنے ہر جرم کی سزا کا مستحق تھا لیکن اسلام کا رحمتِ مجسم رسول ﷺ ان سب سے درگزر کر کے اس کو اسلام کی بشارت سناتا ہے اور اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے لیے یہ فخر کا خلعت عطا فرماتا ہے کہ اعلان عام کر دیا جاتا ہے کہ:

''آج جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس سے کوئی باز پرس نہیں۔ یہ رحمت اور عام ہوتی ہے کہ جو اپنا گھر بند کر لے گا اس کو بھی امن ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ ابوسفیان کو پہاڑی کی چوٹی پر لے جا کر ذرا اسلام لشکر کا سیلاب دکھاؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد اسلام کی فوجیں جوش مارتی ہوئی آگے بڑھیں۔ سب سے پہلے قبیلہ غفار کا پرچم نظر آیا پھر جہینہ، ہذیم اور سلیم کے قبیلے ہتھیاروں میں ڈبے ہوئے تکبیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نعرے مارتے ہوئے نکل گئے۔ ابوسفیان ہر دفعہ ڈر جاتا تھا۔ سب کے بعد انصار کا قبیلہ اس سروسامان سے آیا کہ پہاڑی گونج اٹھی۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا۔ ابوسفیان نے حیرت سے پوچھا، یہ کون سا لشکر ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نام بتایا۔ آخر میں خود رسالت کا آفتاب نظر آیا جس کے چاروں طرف جاں نثاروں کا ہالہ تھا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا تھا۔

یہ پورا لشکر جب مکہ کے پاس پہنچا تو وہاں امن کی منادی ہوئی اور حرم کا گھر جو تین سو ساٹھ (۳۶۰) بتوں کا مسکن تھا اس گندگی سے پاک ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کے خدا کا گھر اب پھر خدا کا گھر بنا اور توحید کی اذان مسجد کے منارے سے بلند ہوئی۔ مکہ کے بڑے بڑے سردار جو حضور ﷺ کے دشمن، مسلمانوں کے قاتل اور اسلام کی راہ کے پتھر تھے، آج حرم کے صحن میں تھے۔ حضور ﷺ نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا کہ: اے مکہ کے سردارو! آج میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ سب نے کہا: آپ ﷺ جوانوں کے شریف بھائی اور بوڑھوں کے شریف بھتیجے ہیں۔ ارشاد ہوا:

''جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ تم سب آزاد ہو۔''

یہ آواز کیسی توقع کے خلاف تھی مگر یہ دل کی گہرائی سے اٹھی تھی اور دل کی گہرائیوں میں اتر گئی۔

ہندہ ابوسفیان کی بیوی جس نے احد کے میدان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے ٹکڑے کیے تھے، نقاب اوڑھ کر سامنے آتی ہے اور حضور ﷺ کے عام معافی کے پیغام سے خوش ہو جاتی ہے اور چلا اٹھتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! آج سے پہلے مجھے آپ کے خیمے سے زیادہ کسی خیمے سے نفرت نہ تھی مگر آج سے آپ کے خیمے سے زیادہ کوئی خیمہ مجھے پیارا نہیں معلوم ہوا۔

آج کفر کی ساری قوتیں ٹوٹ گئیں۔ دشمنوں کے سارے منصوبے ناکام ہو گئے اور اسلام کی فتح کا جھنڈا مکہ کی چار دیواریوں پر بلند ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاثیر میں ڈوبی ہوئی یہ تقریر فرمائی:

"ایک کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ اس کی خدائی میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور آخر اس نے کفر کے سارے جتھوں کو اکیلے توڑ دیا۔ ہاں! آج کفر کے سارے فخر اور غرور، خون کے سب پرانے کینے اور جاہلیت کے سارے بدلے اور سارے دعوے میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ صرف دو عہدے باقی رہیں گے۔ خانہ کعبہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت۔

اے قریش کے لوگو! خدا نے اب جاہلیت کے غرور اور باپ دادوں پر فخر کو مٹا دیا۔ اب آدم علیہ السلام کی ساری نسل برابر ہے۔ تم سب ایک آدمی کے بیٹے ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے۔ خدا فرماتا ہے: لوگو! میں نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور میں نے تم کو قبیلوں اور خاندانوں میں اس لیے بنایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں خدا کے نزدیک سب سے شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ آج سے اللہ نے شراب کی خرید و فروخت اور سود کے کاروبار کو حرام ٹھہرایا۔"

اس وقت کعبہ اور حرم کے حدود میں ہبل، لات، منات وغیرہ بڑے بڑے بت کھڑے تھے۔ آج ان کی جھوٹی خدائی کی مدت پوری ہوگئی۔ مسلمانوں کے ایک ہاتھ کے اشارے میں وہ اب پتھر کے ڈھیر تھے اور ہر جگہ توحید کا نعرہ بلند تھا۔

ہوازن اور ثقیف کا معرکہ

شوال ۸ ہجری:

مکہ جو حجاز کی راجدھانی اور عرب کی مذہبی جگہ تھی۔ جب اس کی چھت پر اسلام کا جھنڈا بلند ہوا تو سارے عرب نے اس کو دین اسلام کی سچائی کا نشان مان لیا اور ہر طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لوگ کفر کے پھندے سے نکل نکل کر اسلام کی امان میں آ رہے تھے مگر مکہ کے قریب ہوازن اور ثقیف دو ایسے طاقتور قبیلے تھے جو کسی دوسرے قبیلے کی ماتحتی کے ننگ کو گوارا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ہوازن کے قبیلے کے سرداروں نے اوروں کو بھی ابھارا اور حنین کے میدان میں اسلام کے خلاف ایک ملا جلا بہت بڑا جتھا اکٹھا کیا۔ مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج جس میں بڑا حصہ قریش کے نومسلموں کا تھا، بڑے سروسامان سے اس کے مقابلے کو نکلی۔ ہوازن کے لوگ تیر چلانے میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ان کی پہلی ہی باڑھ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔

گو مسلمانوں پر اب تیروں کا مینہ برس رہا تھا اور ان کی بارہ ہزار فوج منتشر ہو گئی تھی مگر حضور ﷺ اپنی جگہ پر تھے۔ آپ نے داہنی جانب دیکھا اور پکارا، اے انصار کے گروہ! آواز کے ساتھ جواب ملا کہ ہم حاضر ہیں۔ پھر آپ نے بائیں جانب پکارا، اب بھی وہی آواز آئی۔ آپ سواری سے اتر پڑے اور جوش کے لہجے میں فرمایا: میں ہوں خدا کا بندہ اور اس کا پیغمبر! میں بلاشبہ پیغمبر ہوں اور عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو آواز دی، اے انصار کے گروہ! اور اے وہ لوگو! جنہوں نے اسلام پر جان دینے کی بیعت کی ہے، آگے بڑھو۔ ان اثر میں ڈوبی ہوئی آوازوں کا کانوں میں پڑنا تھا کہ اسلام کے جانباز پلٹ پڑے اور اس جوش سے بڑھے کہ زرہیں اتار کر پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود پڑے۔ اب میدان کا رنگ بدل گیا۔ کافروں کی فوج کائی کی طرح پھٹ گئی اور ان کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔

کافروں کی فوج کا کچھ حصہ بھاگ کر طائف میں جمع ہوا۔ طائف میں ثقیف کا قبیلہ اپنے کو قریش کے برابر کا جانتا تھا۔ ان کا قلعہ بھی بڑا مضبوط تھا اور قلعے میں لڑائی کا سارا سامان بھی تھا۔ انہوں نے قلعہ بند کر کے لڑائی شروع کی۔ مسلمانوں نے قلعے پر بار بار حملے کیے لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا۔ مسلمانوں کو اس قلعے کو یوں چھوڑ کر ہٹنا گوارا نہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دن کی مہلت چاہی۔ اجازت ملی تو دوسرے دن بڑے زور سے حملہ کیا مگر کامیابی اب بھی دور تھی۔ مسلمانوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حق میں بددعا کیجیے۔ برکت والے لب ہلے تو یہ لفظ نکلے: ”خداوند! ثقیف کو ہدایت نصیب کر اور ان کو اسلام کے آستانے پر لا۔“ دعا کا یہ تیر نہ چوکا۔ دو سال بھی گزرنے نہیں پائے تھے کہ ثقیف کے لوگوں نے خود مدینے میں آ کر اسلام کا کلمہ پڑھا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم اور حضور ﷺ کی تقریر:

طائف کا محاصرہ چھوڑ کر آپ ﷺ نے جعرانہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ لڑائی کی لوٹ کا بہت سامان تھا۔ چھ ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ [1] چاندی۔ رحمت دیکھو کہ قیدیوں کو لے کر آپ یہاں انتظار کرتے رہے کہ ان کے عزیز آئیں اور ان کو چھڑا لے جائیں۔ لیکن کئی دن گزر گئے اور کوئی نہیں آیا تب لوٹ کے مال کے پانچ حصے کیے گئے۔ چار سپاہیوں میں بٹ گئے اور پانچواں حصہ غریبوں مسکینوں اور اسلام کے دوسرے ضروری کاموں کے لیے رسول ﷺ کے ہاتھ میں رہا۔

آپ ﷺ نے مکہ اور اطراف مکہ کے بہت سے نومسلم رئیسوں کو جو ابھی اسلام لائے تھے، ان کی تسلی اور اطمینان کی خاطر اس لڑائی کے لوٹ کے مال میں سے بہت سامان عنایت فرمایا۔ کچھ انصاری نوجوانوں کو جو حضور ﷺ کی اس خاص بخشش کے بھید سے واقف نہ تھے یہ غلط فہمی ہوئی کہ حضور ﷺ نے قریش کو انعام دیا اور ہم کو محروم رکھا، حالانکہ لڑائی کا اصلی زور ہم نے سنبھالا اور اب تک ہماری تلواروں سے قریش کے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ بعض نوجوان انصار بول اٹھے کہ ”مشکلوں کے وقت ہماری یاد ہوتی ہے اور انعام اوروں کو ملتا ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے یہ چرچے سنے تو انصار کو ایک خیمے میں الگ بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے ایسا کہا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے بڑوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا، البتہ بعض نوجوانوں کے منہ سے یہ فقرے نکلے تھے۔ یہ دریافت فرما لینے کے بعد آپ ﷺ نے ان کے سامنے وہ تقریر فرمائی جس کا ہر فقرہ اثر میں ڈوبا ہوا تھا۔ فرمایا:

”کیا یہ سچ نہیں کہ تم پہلے راہ سے ہٹے تھے؟ تو خدا نے میرے ذریعے سے تم کو

[1] عربوں کے ہاں ناپ تول کے لیے استعمال ہونے والا پیمانہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدھی راہ دکھائی۔ تم بکھرے تھے تو خدا نے میرے ذریعے تم کو ایک کر دیا۔ تم مفلس تھے تو خدا نے میرے ذریعے تم کو دولت مند بنایا۔"

آپ یہ فرماتے جاتے تھے اور ہر فقرے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کا احسان سب سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں، تم یہ جواب دے سکتے ہو:

"اے محمد ﷺ تجھ کو جب لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تجھ کو سچا مانا۔ تجھ کو جب لوگوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے تیرا ساتھ دیا۔ تو مفلس آیا تھا، تو ہم نے تیری ہر طرح کی مدد کی۔"

یہ کہہ کر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم یہ جواب دیتے جاؤ اور میں یہ کہتا جاؤں گا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن اے انصاریو! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ اور لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد ﷺ کو لے کر اپنے گھر آؤ۔"

یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ اٹھے کہ ہم کو صرف محمد ﷺ درکار ہے۔ اکثروں کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے داڑھیاں تر ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انصار کو سمجھایا کہ مکہ کے لوگ چونکہ نئے نئے اسلام لائے تھے اس لیے ان کو جو کچھ ملا وہ حق کے طور پر نہیں بلکہ اسلام کی نعمت سے ان کو آشنا کرنا مقصود تھا۔

اس درمیان قیدیوں کے چھڑانے کے لیے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں اوس قبیلے کے بھی کچھ لوگ تھے جن میں دایہ حلیمہ تھیں جن کا بچپن میں آپ ﷺ نے دودھ پیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عبدالمطلب کے خاندان کا جس قدر حصہ ہے وہ تمہارا ہے لیکن قیدیوں کی عام رہائی کی صورت یہ ہے کہ نماز کے بعد جب مجمع ہو تو تم سب کے سامنے اپنی درخواست پیش کرو۔ ظہر کی نماز کے بعد انھوں نے سب مسلمانوں کے سامنے اپنی درخواست پیش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے لیکن میں عام مسلمانوں سے تمہاری سفارش کرتا ہوں۔" یہ سننا تھا کہ سب مسلمان بول اٹھے، ہمارا حصہ بھی حاضر ہے۔ اس طرح چھ ہزار قیدی دفعۃً آزاد تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

نقارہ		خلعت عطا کرنا	
پھریرا		درگزر کرنا	
ناگاہ		راج دھانی	
ترائی		ننگ	
جھومتے تنتے		کائی کی طرح پھٹنا	
دفعۃً		بھگدڑ مچنا	

مناسب الفاظ سے خالی جگہ پر کیجیے۔

۱۔ روم کے بادشاہ کو............کہا جاتا تھا۔

۲۔ حدیبیہ کی صلح، اسلام کی فتح کا............تھا۔

۳۔ واقعہ خیبر میں............مجاہدین نے شرکت کی۔

۴۔ قموص کے قلعے پر............نامی یہودی مقرر تھا۔

۵۔ ....کے لوگ تیر چلانے میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ دیگر ریاستوں کے حکمرانوں کو دعوتی خطوط لکھنے میں کیا حکمت تھی؟ کیا عوام میں دعوت کا کام نہیں کیا جا سکتا تھا؟

۲۔ قیصر روم نے جو حجاز کے سوداگر کو بلا بھیجا تھا، اس سے وہ کیا چاہتا تھا؟

۳۔ نبی ﷺ کے حق میں دشمن کی شہادت کی مثال دیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ کیا ابو رافع کے قتل کو دہشت گردی قرار دیا جا سکتا ہے؟
۵۔ قموص کے قلعے کی فتح کا واقعہ تحریر کیجیے۔
۶۔ ہجرت مدینہ کے بعد پہلا عمرہ کس سن ہجری میں ہوا؟
۷۔ موتہ میں دشمن کی تعداد کتنی تھی اور اس کے مقابلے میں مسلمان کتنے تھے؟
۸۔ خزاعہ پر حملے کے نتیجے میں آپ ﷺ نے قریش کے سامنے کون سی تین شرائط رکھیں؟
۹۔ حدیبیہ کا معاہدہ کن اسباب کی بنا پر ختم ہوا؟
۱۰۔ فتح مکہ کس سن ہجری میں پیش آیا؟
۱۱۔ ''کیا تمھیں پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد ﷺ کو لے کر اپنے گھر آؤ۔'' اس جملے کا پس منظر تحریر کریں۔

مندرجہ ذیل پر جامع نوٹ تحریر کیجیے۔

محمد ﷺ پیغمبر امن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُومی خطرہ......تبوک کی لڑائی

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل اہم واقعات پڑھیں گے:

- تبوک کی لڑائی
- حج اکبر۔ مسلمانوں کے پہلے باقاعدہ حج کی تیاریاں
- اسلام کے بنیادی ارکان کا تعارف
- دین اسلام کی تکمیل

اس زمانے میں شام اور مصر کے ملک عیسائی رومیوں کے ہاتھوں میں تھے۔ جن کا پایہ تخت قسطنطنیہ تھا۔ شام کی حدیں حجاز سے ملی ہوئی تھیں۔ حجاز میں اسلام کی نئی قوت کا حال سن کر رومیوں میں کھلبلی تھی۔ حجاز اور شام کی سرحد پر تبوک نام کا ایک مقام تھا۔ اس کے آس پاس کچھ عرب سردار جو عیسائی ہو گئے تھے، رومیوں کی ماتحتی میں حکومت کر رہے تھے۔ ان سب سرداروں میں غسانی خاندان کے عرب سب میں طاقتور تھے اور وہی رومیوں کی طرف سے اس کام پر متعین ہوئے۔ دم بدم مدینہ میں یہ خبریں پھیلتی تھیں کہ غسانی مدینہ پر چڑھائی کی فکریں کر رہا ہے۔ شام کے نبطی سوداگروں نے آ کر بیان کیا کہ رومیوں نے شام میں بڑی بھاری فوج جمع کر لی ہے جو ہر طرح کے سامان سے تیار ہے۔

آنحضرت ﷺ نے یہ خبریں سن کر مسلمان غازیوں کو بھی تیاری کا حکم دیا۔ اتفاق یہ کہ یہ سخت گرمیوں کا زمانہ تھا۔ ملک میں قحط کے آثار بھی تھے۔ منافق جو دل سے مسلمان نہ تھے۔ ان کے لیے یہ بڑی آزمائش کا وقت آ گیا۔ وہ لڑائی سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی پردے میں روکتے تھے۔

مگر پُرجوش مسلمانوں کے لیے یہ ان کے ایمان کی تازگی کا نیا موقع ہاتھ آیا تھا کہ اب عرب کے چند قبیلوں کا سامنا نہیں تھا بلکہ دنیا کی ایک بڑی سلطنت کا مقابلہ ہے۔ دولت مند صحابیوں نے بھی بڑی بڑی رقمیں پیش کیں چونکہ سفر دُور کا تھا اور سواری کا انتظام تھوڑا تھا اس لیے بعض معذور مسلمان رو رو کر عرض کرتے کہ حضور ﷺ سفر کا سامان مہیا فرمادیں تو ساتھ چلنے کی سعادت ملے۔ یہ دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوج کے لیے تین سو اونٹ پیش کیے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو دُعا دی۔

آنحضرت ﷺ جب مدینہ سے باہر جاتے تو کسی نہ کسی کو شہر کا حاکم بنا کر جاتے۔ ازواج مطہرات یعنی آنحضرت ﷺ کی بیویاں اس دفعہ ساتھ نہیں جا رہی تھیں اس لیے کسی عزیز خاص کا یہاں چھوڑ جانا مناسب تھا۔ اس لیے اس دفعہ یہ منصب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سپرد ہوا۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا:

”کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟“

آپ ﷺ کا یہ ارشاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وہ فخر ہے جس کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔

غرض آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ سے نکلے جس میں دس ہزار سوار تھے۔ تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ رومیوں کے حملے کی خبر صحیح نہ تھی مگر اتنا صحیح تھا کہ اسلام کی نئی قوت کے مقابلے کے لیے غسانی رئیس دوڑ دھوپ کر رہے تھے آنحضرت ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا۔ اس قیام کا اثر یہ ہوا کہ تیس ہزار مسلمانوں کی یہ پاکیزہ جماعت جو ظاہر میں سپاہی اور حقیقت میں عاشقِ الٰہی تھی، آس پاس کے شہروں پر اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہی۔

جزیہ:

اسلام میں اگلے پیغمبروں کی امتوں کے ساتھ یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ وہ اگر تھوڑا سا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محصول دے کر مسلمانوں کی رعایا بن جائیں تو مسلمان ان کی ہر طرح کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائیں۔ اس محصول کا نام قرآن پاک میں "جزیہ" رکھا گیا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی غیر مسلم قوم مسلمانوں کی حکومت میں آتی ہے۔ ایلہ خلیج عقبہ کے پاس عربوں کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی۔ اس کے رئیس یوحنا نے خدمت نبوی ﷺ میں آ کر جزیہ دے کر مسلمانوں کی حفاظت میں رہنا منظور کیا۔ جرباء اور اذرح کے عیسائی عربوں نے بھی جزیہ دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی۔ دمشق سے پانچ منزل ادھر ہی دومۃ الجندل میں ایک عرب سردار اکیدر نامی تھا جو قیصر روم کے اثر میں تھا، مسلمانوں نے چار سو سواروں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ کر خدمت نبوی ﷺ میں لائے۔ اس نے اس شرط پر رہائی پائی کہ وہ مدینے آ کر صلح کی شرطیں پیش کرے۔ چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینے آیا اور امان پائی۔

تبوک کا سفر اس حیثیت سے کہ یہ عرب کے باہر کی دو سب سے بڑی طاقتوں میں سے ایک سے سر ٹکرانے کی سب سے پہلی کامیاب کوشش تھی، بہت اہم تھا، اس لیے آنحضرت ﷺ کی بخیر و عافیت واپسی پر مسلمانوں نے بڑی خوشی منائی۔ مدینے کے لوگ شوق کے عالم میں رسول اللہ ﷺ کو لینے کے لیے شہر سے باہر نکلے عورتیں بھی گھروں سے نکل آئیں اور لڑکیوں نے خیر مقدم کا یہ گیت گایا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

"چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا وداع کی گھاٹیوں سے"

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

"ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں"

عہد اسلام کا پہلا باقاعدہ حج اور براءت کا اعلان:

اسلام کی دعوت شروع ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے۔ بائیس برس کی لگاتار کوششوں سے اب عرب کا ذرہ ذرہ اسلام کے نور سے چمک رہا تھا۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی آوازیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہر گھاٹی سے اونچی ہو رہی تھیں۔ یمن کی سرحد سے لے کر شام کی سرحد تک اب اسلام کی حکومت تھی اور خدا کا گھر اب توحید کا مرکز بن چکا تھا۔ اب وقت آیا کہ اسلام کا وہ مذہبی دربار جو حج کے نام سے مشہور ہے، اللہ کے بتائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے دستور کے مطابق آراستہ ہو۔

تبوک سے واپسی پر آنحضرت ﷺ نے ۹ ہجری میں ذیقعدہ کے آخر یا ذی الحجہ کے شروع مہینے میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے مکہ کو روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس قافلے کے سردار، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے نقیب اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم منادی اور معلم بنائے گئے تھے اور قربانی کے لیے بیس اونٹ ساتھ تھے۔

قرآن نے اس حج کا نام حجِ اکبر رکھا ہے کیونکہ یہ کفر کی حکومت کے ختم ہو جانے اور اسلام کے عہد کے شروع ہونے کا سب سے پہلا اعلان تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کے اصلی طریقے بتائے اور سکھائے اور قربانی کے دن کھڑے ہو کر اسلام کا خطبہ پڑھا اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۂ براءۃ سے چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں جس میں کافروں سے ہر طرح کے تعلق کے توڑے جانے کا اعلان تھا اور منادی کر دی گئی کہ اب سے کوئی مشرک خانۂ کعبہ میں نہ آنے پائے گا اور نہ کوئی ننگا ہو کر حج کر سکے گا اور صلح کے وہ تمام معاہدے جو مشرکوں سے ہوئے تھے آج سے چار مہینے کے بعد سب ٹوٹ جائیں گے۔

کیا عجیب بات ہے کہ وہ قریش جو بیس برس تک تلوار کی نوک سے اسلام کا مقابلہ کرتے رہے، وہ مکہ کے فتح ہو جانے کے بعد کسی قسم کے جبر اور لالچ کے بغیر صرف اسلام کا گہرا رنگ اور مسلمانوں کو قریب سے دیکھ بھال کر آپ سے آپ مسلمان ہوتے چلے گئے اور جو اب تک محروم رہے تھے وہ اس اعلان کے بعد اسلام کے سائے میں آ گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب کے صوبوں میں اسلام کی عام منادی:

اب عرب کا ہر ذرہ آفتاب رسالت کے دامن سے لپٹا تھا۔ توحید کی اشاعت کی راہ سے مشکل کا ہر ہر پتھر ہٹ چکا تھا اور سارے حجاز میں اسلام کی حکومت تھی لیکن ابھی یمن، یمامہ، بحرین وغیرہ عرب کے کچھ ایسے صوبے تھے جہاں گو ایک ایک دو دو آدمی مسلمان ہو چکے تھے لیکن ان میں اسلام کی عام منادی نہیں ہوئی تھی۔ اب جب کہ قریش اور ان کے ساتھی قبیلوں کی مخالفت کی ہر کوشش ناکام ہو چکی، وقت آیا کہ دُور کے علاقوں میں بھی اسلام کی منادی کی جائے اور شاہ اور رعایا، امیر اور فقیر ہر ایک کو سچائی کی دعوت دی جائے۔

عرب کے سارے صوبوں میں بڑا یمن کا صوبہ تھا جو تقریباً پچاس ساٹھ برس سے ایرانیوں کے قبضے میں تھا۔ یمن کے ایک بڑے قبیلے دَوس کے رئیس طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ جا کر بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا اور ان کے اثر سے اس قبیلے کے کئی آدمی وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے۔ ۷ ہجری میں جب آپ ﷺ خیبر میں تھے دَوس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو کر مدینہ چلے آئے تھے۔ مشہور صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انہی میں تھے۔ اشعر نامی یمن کے ایک دوسرے قبیلے میں بھی لوگ آپ ہی آپ مسلمان ہو چکے تھے۔ مشہور صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اسی قبیلے کے تھے۔ یہ لوگ بھی مدینہ آ کر بس گئے تھے۔

یمن میں ہمدان کا قبیلہ بہت شہرت رکھتا تھا۔ اس قبیلے نے جب اسلام کا نام سنا تو اپنے رئیس عامر بن فہر کو اس نئے دین کے جانچنے کے لیے مدینہ بھیجا۔ اس نے وہاں پہنچ کر جو کچھ دیکھا اس کا اثر یہ ہوا کہ اسلام کی سچائی نے اس کے دل میں گھر کر لیا۔ وہ واپس آیا تو اپنے خاندان میں اسلام کا نور پھیلایا۔

یمن کے بعض قبیلوں میں اشاعت اسلام کا کام کرنے کے لیے پہلے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھیجے گئے۔ وہ چھ مہینے تک اپنا کام کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کو واپس بلا لیا اور ان کی جگہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے سب رئیسوں کو بلایا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا مبارک خط پڑھ کر سنایا۔ ساتھ ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے کا سارا قبیلہ مسلمان تھا۔ چنانچہ ہمدان، جذیمہ اور مذحج کے قبیلوں میں اسلام کی روشنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی کے فیض سے پھیلی۔ یمن کے دوسرے شہروں میں اسلام کی دعوت پھیلانے کو دوسرے ممتاز صحابی مقرر ہوئے۔ چنانچہ صنعاء میں جو شمن کا پایۂ تخت تھا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی کوشش کامیاب ہوئی۔ طے کا قبیلہ اسلام سے پہلے عیسائی تھی۔ اس وقت حاتم طائی کا بیٹا عدی اس قبیلے کا سردار تھا۔ خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کی خاکساری اور بے کسوں سے ہمدردی دیکھ کر مسلمان ہوگیا اور اس کی دعوت پر اس کے قبیلے نے بھی توحید کا کلمہ پڑھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عدن اور زبید میں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جند میں جا کر اسلام کا پیغام پہنچایا۔ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے حِمْیَر کے شہروں میں اسلام پھیلایا۔ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی یمن کے ایک شہزادے حارث بن عبد کلال رضی اللہ عنہ کو اسلام کے حلقے میں لائے۔ وبر بن یُحَنّس رضی اللہ عنہ نے یمن کے ان ایرانی نسل کے لوگوں کو جو یمن میں بس گئے تھے اسلام کی خوشخبری سنائی۔

یمن میں نجران کا علاقہ عیسائی آبادی تھا، وہاں کے لوگوں نے اسلام کا خط پا کر اپنے پادریوں کو دریافت حال کے لیے مدینہ بھیجا اور گو وہ مسلمان نہیں ہوئے لیکن جزیہ دے کر اسلام کی حکومت قبول کی۔ نجران میں جو مشرک عرب تھے ان کی ہدایت کے لیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تھوڑے دن وہاں ٹھہر کر ان کو اسلام کی باتیں سکھائیں۔

بحرین پر اس وقت ایرانیوں کی حکومت تھی اور اس کی وادیوں میں عرب کے قبیلے آباد تھے جن میں مشہور اور باثر خاندان عبدالقیس، بکر بن وائل اور تمیم تھے۔ ان میں سے عبدالقیس کے قبیلے سے منقذ بن حیان رضی اللہ عنہ تجارت کے لیے نکلے۔ راہ میں مدینہ پڑتا تھا، وہاں ٹھہرے۔ آنحضرت ﷺ کو ان کا آنا معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو گئے۔ یہاں رہ کر انہوں نے سورۂ فاتحہ اور اقرأ سیکھی۔ آپ ﷺ نے ان کو ایک فرمان لکھ کر دیا۔ جب وہ لوٹ کر گھر گئے، تو پہلے اپنے اس نئے مذہب کو چھپایا لیکن ان کی بیوی نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے باپ منذر سے شکایت کی۔ انہوں نے منقذ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ بات چیت کے بعد منذر بھی مسلمان ہو گئے۔ اب دونوں نے لوگوں کو جمع کر کے آنحضرت ﷺ کا نامۂ مبارک سنایا اور سب نے اسلام قبول کیا۔

بحرین میں ایک مقام جُواثیٰ تھا جس میں عبدالقیس کا قبیلہ تھا۔ یہاں بہت پہلے اسلام پہنچ چکا تھا۔ مدینہ کے بعد جمعہ کی نماز سب سے پہلے یہیں کے لوگوں نے ادا کی۔ ۸ ہجری میں بحرین کا عرب رئیس منذر بن ساویٰ نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور ان کے ساتھ وہاں کے سارے عرب اور ایرانی بھی مسلمان ہو گئے۔ بحرین میں ایک مقام ہجر تھا وہاں کے ایرانی حاکم سیبخت نے آنحضرت ﷺ کا خط پا کر اسلام کی دولت پائی۔

عمان میں اَزد قبیلہ آباد تھا۔ عبید اور جعفر یہاں کے رئیس تھے۔ ۸ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کو جو حافظ قرآن تھے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر ان کے پاس بھیجا۔ دونوں رئیسوں نے اسلام قبول کیا اور وہاں کے سارے لوگ ان کے کہنے سے مسلمان ہوئے۔

شام کی حدود میں کئی رئیس تھے۔ ان میں سے ایک فروہ رضی اللہ عنہ تھے جن کی ریاست معان میں تھی وہ رومیوں کے ماتحت تھے۔ وہ اسلام سے آشنا ہو کر مسلمان ہو گئے۔ رومیوں کو ان کا مسلمان ہونا معلوم ہوا تو ان کو پکڑ کر سولی دے دی۔ اس وقت عربی کا یہ شعر اس بے گناہ شہید کی زبان پر تھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:

> ''مسلمان سرداروں کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میرا تن من اور میری آبرو سب پروردگار کے نام پر نثار ہے۔''

غرض ان کی کوششوں سے اسی طرح اسلام عرب کے ایک ایک گوشے میں پھیل گیا اور وہ وقت آیا کہ عرب میں کوئی مشرک باقی نہ رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کی تکمیل اور اسلامی نظام کی تاسیس [1]

آنحضرت ﷺ خدا کا پیغام لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔ دنیا نے اس کی مخالفت کی اور عرب والوں نے اس کے ماننے سے انکار ہی نہیں بلکہ اس کے مٹانے کی ہر طرح کوششیں کیں۔ مسلمانوں کو طرح طرح سے ستایا۔ ان کے گھروں سے ان کو نکالا اور وہ بے سروسامانی سے اپنے گھر بار چھوڑ کر کبھی حبشہ کے ملک میں، کبھی دُور دُور کے شہروں میں نکل جانے پر مجبور ہوئے اور اسی طرح تیرہ برس تک حضور ﷺ نے اور حضور کے ساتھی مسلمانوں نے پورے صبر اور مضبوطی سے ان سختیوں کو جھیلا۔ آخر کفر کی قوتوں نے فوج ولشکر اور تیغ وخنجر سے مسلمانوں کو فنا کر دینے کی تیاری کی اور نو برس تک لگا تار ان کی یہ کوشش جاری رہی۔ مسلمانوں نے ان کی اس ظالمانہ طاقت کا بھی سامنا کیا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ میدان میں بھی کامیاب رہے اور آہستہ آہستہ مشکل کا ہر پتھر ان کی راہ سے ہٹ گیا۔ عرب کا ایک ایک گوشہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے آوازہ سے عرب کا پورا جزیرہ گونج اٹھا تو وقت آیا کہ دین اپنے پورے احکام کے ساتھ تکمیل کا درجہ پائے اور اس کا نظام عرب کے ملک میں قائم کر دیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے قرآن پاک کی وہ آیتیں اتریں جو دلوں میں نرمی، روحوں میں گرمی اور خیالوں میں تبدیلی پیدا کریں۔ جب یہ ہو چکا تو احکام کی آیتیں آئیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور پہلے ہی دن یہ حکم دیا جاتا کہ لوگو! شراب چھوڑ دو، تو کون اس کو مانتا۔ اسلام کی یہ ترتیب قدرتی تھی اور فطرت کے عین مطابق، آنحضرت ﷺ جب تک مدینہ میں رہے، توحید کی تعلیم، اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرت اور بے حد رحمت، بت پرستی

[1] تاسیس: کسی چیز کی بنیاد رکھنا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی برائی، بتوں کی بے چارگی، اللہ کے رسولوں کے قصے، رسولوں کے نہ ماننے سے قوموں پر عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے، خدا کے سامنے اپنے کاموں کے جواب دہ ہونے اور اچھوں کے لیے جنت اور بروں کے لیے دوزخ کے سماں دکھائے جاتے رہے۔ ساتھ ہی ساتھ اللہ کی سچی عبادت کے ڈھنگ، غریبوں کے ساتھ مہربانی، بیکسوں کے ساتھ شفقت اور اخلاق کی دوسری اچھی اچھی باتوں کے سبق ان کو سکھائے جاتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے ماننے والوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو اس کے ہر حکم پر گردن جھکانے کو تیار ہو گیا۔ اس وقت اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے اپنے سارے حکموں سے ان کو آگاہ کیا۔

نماز:

ان کو بتایا گیا کہ دن میں پانچ دفعہ ابراہیم علیہ السلام کی مسجد (کعبہ) کی طرف منہ کر کے خدا کے حضور میں کھڑے ہوں۔ گھٹنوں کے بل جھک کر (رکوع) اپنی بندگی کا اقرار کریں، پھر زمین پر سر رکھ کر (سجدہ) اپنی عاجزی کو نمایاں شکل میں ظاہر کریں۔ یہ نماز کہلائی۔ یہ نماز سارے مسلمان ایک وقت پر ایک جگہ اکٹھے ہو کر ایک امام کے پیچھے ایک ساتھ ادا کریں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ نماز جس طرح خدا اور بندے کے لگاؤ کی سب سے مضبوط کڑی ہے۔ اسی طرح یہ مسلمانوں کے قومی نظام کی حقیقی شکل بھی ہے یعنی سارے مسلمان ایک ہو کر ہر فرقِ مراتب کی قید کو توڑ کر، ایک صف میں کھڑے ہو کر ایک ایسی متحد جماعت کی صورت بن جائیں کہ ان کے تمام ظاہری فرق مٹ جائیں اور وہ مل کر ایک امام کے ایک ایک اشارے پر حرکت کریں۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

> "نماز میں سارے مقتدی پاؤں سے پاؤں ملا کر خوب مل کر کھڑے ہوں، تاکہ ان کے دل بھی اسی طرح مل جائیں اور یہ فرمایا کہ جو شخص امام کے اٹھنے بیٹھنے سے پہلے اٹھ بیٹھ جائے اس کو ڈرنا چاہیے کہ اس کی صورت بدل کر گدھا نہ بن جائے جو اپنی حماقت کے لیے مشہور ہے۔"

اسلام کے سارے احکام میں نماز کی حیثیت سب سے بڑھی ہوئی ہے اس لیے اس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کا ستون فرمایا ہے۔ عرب کی بے اطمینانی اب جیسے ہی دُور ہوئی، آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے نماز کی طرف توجہ فرمائی۔ اس کے ارکان کی تکمیل اور اوقات کی تعیین تو مکے ہی میں ہو چکی تھی مگر اب جیسے جیسے اطمینان بڑھتا گیا اس کی ظاہری اور باطنی کیفیتوں کی طرف بھی توجہ بڑھتی گئی۔ اب اس میں قرآن اور دعا کے سوا ہر قسم کی انسانی بول چال، اشارے، سلام وکلام وغیرہ کی ممانعت ہوگئی اور ایک ساتھ ایک جگہ مل کر نماز پڑھنا، جس کو جماعت کہتے ہیں، واجب ٹھہرایا گیا۔ نماز کی سمت خانۂ کعبہ مقرر ہوئی، تاکہ دنیا بھر کے مسلمان وحدت کے ایک رنگ میں نمایاں ہوں۔

ہفتے کی اجتماعی نماز جس کا نام جمعہ ہے گو مکہ ہی میں فرض ہو چکی تھی مگر مکہ کی بے اطمینانی میں جب چار مسلمان بھی مل کر ایک جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے تو آبادی کے سارے مسلمان مل کر نماز کس طرح پڑھ سکتے تھے۔ اس لیے جمعہ کی نماز مکہ میں ادا نہیں ہو سکتی تھی مگر مسلمانوں کو مدینہ میں جیسے ہی اطمینان ملا۔ پہلے ہی ہفتے میں دن کی روشنی میں دوپہر کے وقت زوال کے بعد ہی جمعہ کی نماز ادا کی اور امام نے جمعہ کی نماز کا خطبہ پڑھا۔ دوسرے ہفتے میں خود آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور اس وقت سے آپ ﷺ جمعہ کی امامت کرنے لگے اور نماز سے پہلے خدا کی تعریف (حمد) اور قرآن کی تلاوت کے ساتھ مسلمانوں کی تعلیم، تنبیہ اور نصیحت سے بھری ہوئی مختصر تقریر جس کو خطبہ کہتے فرمانے لگے۔

مدینے سے باہر دوسرے صوبوں کے شہروں اور آبادیوں میں مدینے ہی سے یا ان ہی مقامات سے اماموں کا تقرر ہوا۔ یہ امام ان مقام کے مسلمانوں کے معلم، مبلغ، مفتی اور پیشوا کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ ان کو اچھی باتیں سکھاتے، بری باتوں سے روکتے، ان کو ضروری مسئلے بتاتے اور بچوں کو اللہ ورسول ﷺ کا کلمہ سکھاتے، دین کی باتیں بتاتے اور قرآن کی تعلیم دیتے۔

اس غرض کے لیے ہر آبادی میں خدا کے نام سے نماز اور مسلمانوں کی دوسری اجتماعی ضرورتوں کے لیے مسجدیں بنائی گئیں۔ یہ مسجدیں ان کی نماز اور جماعت کا گھر، ان کی تعلیم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ، ان کے وعظ و پند کا مقام، ان کے قومی و دینی کاموں کی مشورہ گاہ اور ان کے قاضیوں اور حاکموں کی عدالت قرار پائیں۔

زکوٰۃ:

غریب مسلمانوں کی امداد کے لیے زکوٰۃ کا نظام مقرر ہوا یعنی یہ کہ مسلمان ہر سال اپنے اس سونے چاندی کے مال پر جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہو، سال بھر کے بعد اس کا چالیسواں حصہ خدا کی راہ میں دے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس سونے چاندی کے علاوہ جانور ہوں یا کھیت ہوں تو ان پر مختلف تعدادوں کے مطابق ایک حصہ خدا کے کاموں کے لیے فرض کیا گیا۔ یہ ساری رقمیں اور جانور اور پیداواریں، آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مسجد نبوی میں حضرت ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس یا کسی اور عامل کے پاس جمع ہوتیں اور ضرورت کے مطابق ضرورت مندوں میں بانٹ دی جاتیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اس کام کے لیے ایک الگ دفتر بنا دیا گیا، جس کا نام بیت المال رکھا گیا۔ یہ بیت المال مسلمانوں کے امام کی نگرانی میں رہتا اور ضرورت مند مسلمانوں کی ضرورتیں اس سے پوری کی جاتیں۔

۹ ہجری میں جب سارے عرب میں مسلمانوں کا شیرازہ بندھ گیا تو عرب کے ہر حصے میں زکوٰۃ کی تحصیل وصول کے لیے لوگ مقرر ہوئے جن کو عامل کہتے ہیں۔ یہ لوگ ہر جگہ جا کر مسلمانوں سے زکوٰۃ کا مال وصول کرتے اور لا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں یا بیت المال میں جمع کرتے اور اپنا حساب پیش کرتے۔

روزہ:

مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے قرآن کی صورت میں زندگی کا جو ہدایت نامہ ملا اس کی خوشی اور مسرت کی تقریب میں اس کی سالانہ یادگار اسی مہینے میں جس میں قرآن پاک پہلی دفعہ آنحضرت ﷺ کو ملا یعنی رمضان کے مہینے میں ہر سال منانا ضروری ٹھہرایا گیا، تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکریہ ادا کریں اور مہینہ بھر اسی کیفیت میں گزاریں جس کیفیت میں اس مہینے کو اسلام کے پیغمبر اور قرآن کے پہلے مخاطب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے گزارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی صبح سے شام تک مہینے بھر ہم کھانے پینے اور دوسرے نفسانی کاموں سے پرہیز کریں جس کا نام روزہ ہے اور ہو سکے تو راتوں کو کھڑے ہو کر دو دو رکعتوں میں کلام پاک سنیں جن کو تراویح کہتے ہیں اور دوسری عبادتوں میں یہ مہینہ بسر کریں۔ مہینے کے ختم ہونے پر شوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن منائیں۔ اچھے اچھے کپڑے پہنیں، خوشبو لگائیں اور سب مل کر عید گاہ جا کر شکرانے کی دو رکعتیں ادا کریں اور اس دن نماز سے پہلے غریبوں کے کھانے کے لیے غلے کی کچھ مقدار ان کی نذر کریں [1] تا کہ وہ بھی یہ دن خوشی خوشی منائیں۔

رمضان درحقیقت اس قرآن پاک کے اترنے کی خوشی کا جشن ہے جو مسلمانوں کی ہر خیر و برکت کا اصلی سبب ہے اور اس میں روزہ اس لیے فرض ہوا ہے کہ مسلمان وہ پاکی کی زندگی بسر کرنا سیکھیں جس کو قرآن نے تقویٰ کہا ہے اور جو قرآن کے اترنے کی اصلی غرض ہے۔

حج:

اسلام کا چوتھا رکن حج ہے۔ اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی اصلی شکل ہے اس لیے جس طرح رمضان کا روزہ قرآن پاک کے اترنے کی یادگار ہے اسی طرح حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی یادگار ہے۔ خانہ کعبہ وہ مقدس مسجد ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خدا کے نام پر سب سے پہلے بنایا تھا، تا کہ وہ دنیا میں خدا پرستوں کا مرکز ہو جہاں دنیا کے ہر حصے سے ایک خدا کے ماننے والے سال میں ایک دفعہ اکٹھے ہو کر ابراہیمی طریقے سے خدا کی عبادت کریں۔

خانہ کعبہ وہ مسجد ہے جدھر منہ کر کے ہر مسلمان دن میں پانچ بار اپنی نماز ادا کرتا ہے۔ اب یہ ضروری ٹھہرا کہ مسلمانوں میں سے جن کو طاقت ہو اور ان کے پاس راستے کا خرچ ہو وہ عمر میں ایک دفعہ اس مسجد میں حاضر ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس مسجد کے چاروں طرف پھیرے کریں جو طواف کہلاتا ہے اور صفا اور مروہ نامی دو پہاڑیوں کے بیچ میں ایسے ہی دوڑ دوڑ کر اللہ ہی سے دعائیں مانگیں جیسے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی طرح قربانی کا جشن

---

[1] اسے صدقۂ فطر کہا جاتا ہے۔ اس غلے کی مقدار کے برابر قیمت دینا بھی جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منائیں اور دنیا کے سارے مسلمان ایک جگہ مل کر دین اور دنیا کی بھلائی کی باتیں کریں اور اپنی ساری دنیا میں پھیلی ہوئی اسلام برادری کی بھلائی کی تجویزیں سوچیں۔

کلمۂ توحید کے بعد اسلام کے یہ چار رکن ہیں۔ یہ چار رکن اب تکمیل کو پہنچ گئے اور دین کے وہ احکام جو اخلاق کی پاکی اور معاملات میں عدل اور انصاف کا لحاظ رکھنے کے لیے ضروری تھے، وہ مسلمانوں کو سکھا دیئے گئے اور عرب کے ملک میں مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو دین اسلام کا نمونہ اور اسلامی پیام کا قاصد بن کر دنیا کے دوسرے حصوں میں ہدایت کا پیام اور عمل پہنچا سکے اور اس طرح ساری دنیا اسلام کی تعلیم سے منور ہو سکے۔

اب رسول ﷺ کی تعلیم سے انسانیت نے مساوات کا سبق سیکھ لیا۔ قریش اور غیر قریشی، عرب اور عجم، کالے، گورے، امیر اور غریب سب ایک خدا کے بندے ہو کر اسلام کے ہر حق میں اور آخرت کے ہر مرتبے میں برابر ٹھہر گئے۔ انسانوں کی پیدا کی ہوئی ساری نفرتیں مٹ گئیں۔ سب ایک آدم علیہ السلام کے بیٹے ٹھہرے اور آدمی مٹی کا پتلا تھے۔

خدا کے سوا ہر باطل کا خوف، آسمان و زمین کی ہر قوت کا ڈر، ہر باطل وسوسہ کا، ہر اس دیو، فرشتے، بھوت، چاند، سورج، ستارے، دریا، جنگل، پہاڑ، غرض کہ ہر مخلوق، ہر طاق اور ہر مادی اور روحانی مظہر کی خدائی ہیبت جو کمزور انسانوں پر چھائی تھی، محمد رسول اللہ ﷺ کی حق کی آواز نے اس سارے طلسم کو توڑ کر رکھ دیا۔

عرب کے وہ سارے غلط رسم و رواج، وہ سارے جھوٹے قاعدے اور بے شرمی و بداخلاقی کے پرانے دستور محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے مٹ گئے اور وہ تعلیمات مسلمانوں کی زندگی کے اصول ٹھہرے جو قرآن لایا اور محمد رسول اللہ ﷺ نے سکھائے۔ اب ایک نئی قوم، نئی امت، نیا تمدن، نیا قانون اور نئی حکومت زمین کے پردے پر قائم ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

تاسیس		وعظ و پند	
بے سروسامانی		نفسانی کام	
جھیلنا		طلسم	
فرق مراتب		تمدن	
تقرر		وقتاً فوقتاً	
پایہ تخت		کھلبلی	
دم بدم			

مناسب الفاظ کے ساتھ خالی جگہ پر کیجیے۔

۱۔ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو.................. کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

۲۔ غزوۂ تبوک میں.................. مجاہدین شریک تھے۔

۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق.................. کے علاقے سے تھا۔

۴۔ زکوٰۃ میں مال میں سال کے بعد.................. حصہ اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے۔

۵۔ .... اسلام کا چوتھا رکن ہے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ جزیہ کسے کہا جاتا ہے؟

۲۔ تبوک کی طرف سفر کس لحاظ سے اہمیت کا حامل تھا؟

۳۔ حجِ اکبر کسے کہا جاتا ہے؟ اور اس کی وجہ تسمیہ بھی بیان کیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ تین یمنی صحابیوں کے نام تحریر کیجیے۔

۵۔ قرآن مجید کی آیات کے نزول کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا بیان فرمایا؟

۶۔ صدقہ فطر کسے کہا جاتا ہے؟

۷۔ اسلام کے بنیادی ارکان کا مختصر تعارف کروایئے۔

۸۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرتے ہیں، کیونکر؟

۹۔ علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقعہ پر شہر میں ہی کیوں چھوڑا گیا؟

۱۰۔ مسلمانوں نے تبوک کی طرف کیوں سفر کیا؟

مندرجہ ذیل پر بالتفصیل روشنی ڈالیے۔

یمن میں مسلمانوں کی دعوتی سرگرمیاں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پیغمبر ﷺ کا آخری حج

اس سبق میں ہم پڑھیں گے:

- حجۃ الوداع کی تفصیلات
- انسانی حقوق کا پہلا بنیادی چارٹر کس نے پیش کیا۔
- نبی ﷺ کی وفات

❀❀❀❀

حجۃ الوداع ۱۰ ہجری:

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو جس مقصد کی خاطر زمین کے پردے پر بھیجا تھا جب وہ انجام پا چکا تو اطلاع آئی کہ تمہارا کام پورا ہو چکا اب تم خدا کے پاس واپسی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ سورۂ نصر ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ۝﴾ اسی واقعے کی خبر ہے۔

ذیقعدہ ۱۰ ہجری میں ہر طرف منادی ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کے ارادے سے مکہ معظمہ تشریف لے جائیں گے۔ یہ خبر دفعتاً پورے عرب میں پھیل گئی اور سارا عرب ساتھ چلنے کے لیے امڈ آیا۔ ذیقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ ﷺ نے غسل فرمایا اور چادر اور تہبند باندھی اور ظہر کی نماز کے بعد مدینے سے باہر نکلے۔ مدینے سے چھ میل پر ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گزاری اور دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قصواء [1] نامی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے یہ الفاظ فرمائے جو آج تک ہر حاجی کا ترانہ ہے:

[1] نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا نام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ))

''اے خدا! ہم تیرے لیے حاضر ہیں۔ اے خدا! ہم تیرے لیے حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم تیرے سامنے حاضر ہیں۔ تعریف اور نعمت سب تیری ہے اور بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں جہاں تک نظر کام کرتی تھی آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ لبیک فرماتے تھے تو اس کے ساتھ کم و بیش ایک لاکھ آدمیوں کی زبان سے یہی نعرہ بلند ہوتا تھا اور دفعتاً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی جوابی آواز سے گونج اٹھتی تھیں۔ اس طرح منزل بہ منزل آپ ﷺ آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اتوار کے روز ذوالحجہ کی ۵ تاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔

کعبہ نظر آیا تو فرمایا: اے خدا! اس گھر کو عزت اور شرف دے۔ کعبہ کا طواف کیا، مقامِ ابراہیم علیہ السلام میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کی اور صفا کی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا:

''خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے۔ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کوئی خدا نہیں، مگر وہی اکیلا خدا، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے سارے جتھوں کو شکست دی۔''

عمرے سے فارغ ہو کر آپ نے دوسرے صحابیوں کو احرام کھول دینے کی ہدایت فرمائی۔ اسی وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمنی حاجیوں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ جمعرات کے روز آٹھویں ذی الحجہ کو آپ نے سارے مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا۔ دوسرے دن نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ عرفات آ کر ٹھہرے، دوپہر ڈھل گئی تو قصواء پر سوار ہو کر میدان میں آئے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹنی پر بیٹھے حج کا خطبہ دیا۔

آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ وجلال کے ساتھ نمودار ہوا اور جاہلیت کے سارے بے ہودہ مراسم مٹا دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ہاں! جاہلیت کے سارے دستور اور رسم و رواج میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔“

عرب کی زمین ہمیشہ انتقام کے خون سے رنگین رہتی تھی۔ آج عرب کی نہ ختم ہونے والی آپس کی لڑائیوں کے سلسلے کو توڑا جاتا ہے اور اس کے لیے نبوت کا منادی سب سے پہلے اپنے خاندان کا نمونہ پیش کرتا ہے:

”جاہلیت کے سارے خون کے بدلے ختم کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا ون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے انتقامی خون کے بدلہ لینے کا حق چھوڑتا ہوں۔ (یعنی دشمن کو معاف کرتا ہوں)۔“

تمام عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال بچھا تھا جس سے عرب کے غریب مزدور اور کاشت کار، یہودی مہاجنوں اور عرب سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پھنسے تھے اور ہمیشہ کے لیے وہ ان کے غلام ہو جاتے تھے۔ آج اس جال کا تار تار الگ کیا جاتا ہے اور اس کے لیے بھی سب سے پہلے اپنے خاندان کا نمونہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ارشاد ہے:

”جاہلیت کے سود مٹا دیئے گئے اور سب سے پہلا سود جس کو میں مٹاتا ہوں وہ اپنے خاندان کا یعنی عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔“

آج تک عورتیں ایک طرح سے شوہروں کی منقولہ جائیداد تھیں جو جوؤں میں ہاری اور جیتی جا سکتی تھیں۔ آج پہلا دن ہے کہ یہ مظلوم گروہ انصاف کی داد پاتا ہے۔ فرمایا:

”عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو، تمہارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تم پر ہے۔“

عورتوں کے بعد انسانوں کا سب سے مظلوم طبقہ غلاموں کا تھا۔ آج اس کے انصاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانے کا دن آیا ہے۔ فرمایا:

''تمہارے غلام تمہارے غلام، ان کے حق میں انصاف کرو۔ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، اور جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔''

عرب میں امن وامان نہ تھا، اس لیے جان و مال کی کوئی قیمت نہ تھی۔ آج امن وسلامتی کا بادشاہ ساری دنیا کو صلح کا پیغام دیتا ہے:

''آپس میں تمہاری جان اور تمہارا مال ایک دوسرے کے لیے قیامت تک اتنا ہی عزت کے قابل ہے جتنا آج کا دن اس پاک مہینے میں اور اس پاک شہر میں۔''

امن وامان کی اس منادی میں سب سے پہلے چیز اس دینی برادری کا وجود ہے جس نے قبیلوں اور خاندانوں کے رشتوں سے بڑھ کر عرب کے سارے قبیلوں بلکہ دنیا کے سارے انسانوں میں اسلام برادری کا رشتہ جوڑ دیا۔ ارشاد ہوا:

''ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔''

دنیا کی بے اطمینانی کی سب سے بڑی چیز جس نے ہزاروں سال تک قوموں کو باہم لڑایا ہے وہ قومی فخر وغرور ہے۔ آج اس فخر وغرور کا سر کچلا جاتا ہے۔ اعلان ہوتا ہے:

''ہاں! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی بڑائی نہیں۔ تم سب ایک آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی کا بنا تھا۔''

اس کے بعد چند اصولی قانون کا اعلان فرمایا گیا:

- خدا نے ہر حق دار کو (وراثت کی رو سے) اس کا حق دے دیا۔ اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔
- لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا۔ زنا کار کے لیے پتھر ہیں اور ان کا حساب خدا کے ذمے ہے۔
- ہاں عورتوں کو اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دینا جائز نہیں۔
- قرض دار کو قرض ادا کیا جائے۔ عاریۃً لیا ہوا مال واپس کیا جائے۔ ہنگامی عطیے واپس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے جائیں۔ جو ضامن بنے وہ تاوان کا ذمے دار ہو۔

آج امت کے ہاتھوں میں اس کی ہدایت کے لیے وہ دائمی چراغ مرحمت ہوتا ہے جس کی روشنی میں جب تک کوئی چلتا رہے گا ہر گمراہی سے بچتا رہے گا اور فرمایا:

"میں تم میں ایک چیز چھوڑ جاتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو پھر کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ خدا کی کتاب ہے (یہ فرما کر آپ نے مجمع کی طرف خطاب کیا) تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟"

ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی۔ "ہم کہیں گے کہ آپ ﷺ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔" یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا: "اے خدا تو گواہ رہ۔"

عین اس وقت جب آپ ﷺ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے، خدا کی بارگاہ سے یہ بشارت آئی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة: ٣)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کے دین کو چن لیا۔"

خطبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور حضرت ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی۔ کیسا عجیب منظر تھا کہ آج سے ۲۲ برس پہلے جب محمد رسول اللہ ﷺ نے خدا کی پرستش کی دعوت دی تو محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے چند ساتھیوں کے سوا کوئی گردن خدا کے آگے خم نہ تھی اور آج ۲۲ برس کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ گردنیں خدا کے حضور میں جھکی تھیں اور اللہ اکبر کا نعرہ ذرے ذرے سے بلند تھا۔

نماز سے فارغ ہو کر ناقہ پر سوار مسلمانوں کے ساتھ موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلے کی طرف منہ کیے ہوئے دعا و زاری میں مصروف رہے۔ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب ڈوبنے لگا تو چلنے کی تیاری کی۔ دفعتاً ایک لاکھ آدمیوں کے سمندر میں تلاطم برپا ہو گیا۔ آپ آگے بڑھتے جاتے تھے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے، زبان سے فرماتے جاتے تھے: ''لوگو! امن اور سکون کے ساتھ۔ لوگو! امن اور سکون کے ساتھ۔'' مغرب کا وقت تنگ ہو رہا تھا کہ سارا قافلہ مزدلفہ کے مقام پر پہنچا۔ یہاں پہلے مغرب، پھر فوراً عشاء کی نماز ادا ہوئی۔ ❶

صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر قافلہ آگے بڑھا۔ جاں نثار دائیں بائیں تھے۔ اہل ضرورت اپنی اپنی ضرورت کے مسئلے پوچھ رہے تھے اور آپ ﷺ ان کے جواب دیتے جاتے تھے۔ جمرہ پہنچ کر کنکریاں پھینکیں اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا:

''مذہب میں خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے آگے نہ بڑھنا، تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہوئیں۔''

اسی درمیان میں یہ فقرہ بھی فرمایا، جس سے وادع ورخصت کا اشارہ ملتا ہے:

''حج کے مسئلے سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ پھر حج کر سکوں گا۔''

یہاں سے نکل کر اب منیٰ میں تشریف لائے۔ داہنے بائیں، آگے پیچھے مسلمانوں کا ہجوم تھا۔ مہاجرین قبلہ کے داہنے، انصار بائیں اور بیچ میں عام مسلمانوں کی صفیں تھیں۔ آنحضرت ﷺ ناقہ پر سوار تھے۔ آپ نے آنکھیں اٹھا کر اس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو نبوت کے ۲۳ سال کے کارنامے نگاہوں کے سامنے تھے۔ زمین سے آسمان تک قبول اور اعتراف کا نور پھیلا تھا۔ اب ایک نئی شریعت، ایک نئے نظام اور ایک نئے عہد کا آغاز تھا۔ اسی عالم میں محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے یہ فقرے ادا ہوئے:

''ہاں! اللہ نے آسمان اور زمین کو جب پیدا کیا تھا آج زمانہ پھر پھرا کر اسی فطرت پر آ گیا۔ تمہاری جانیں اور تمہاری ملکیتیں آپس میں ایک دوسرے کے لیے ویسی ہی عزت کے قابل ہیں جیسے آج کا دن، اس عزت کے مہینے میں اور اس عزت والی آبادی میں، ہاں دیکھنا! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک

❶ حج کے دوران نو ذی الحجہ کو نمازِ ظہر اور عصر ایک ساتھ اور مغرب اور عشا ایک ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے کاموں کی بابت پوچھے گا، اگر تم پر ایک کالا نکٹا غلام بھی سردار بنا دیا جائے جو تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کا کہا ماننا۔ اپنے پروردگار کی پرستش کرنا، پانچوں وقتوں کی نمازیں پڑھنا، رمضان کے مہینے کا روزہ رکھنا اور میرے حکموں کو ماننا۔ تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے۔ ہاں! اب شیطان اس سے ناامید ہو گیا کہ تمہارے اس شہر میں اس کی پرستش پھر کبھی ہو گی۔ ہاں! چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کے کہنے میں آ جاؤ گے اور وہ اسی سے خوش ہو گا۔"

یہ کہہ کر آپ ﷺ نے مجمع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "کیا میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا؟" ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں: "ہاں! بے شک" فرمایا: "خداوند گواہ رہنا۔" یہ کہہ کر ارشاد فرمایا:

"جو یہاں موجود ہے وہ اس پیغام کو اس تک پہنچا دے جو یہاں نہیں۔"

یہ گویا تبلیغ کا وہ فریضہ تھا جو ہر مسلمان کی زندگی کا جزو ہے۔

ان سب کے بعد آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو الوداع کہا۔

حج کے دوسرے کاموں سے فرصت کر کے ۱۴ ذی الحجہ کو فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ کر سارا قافلہ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہو گیا اور آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں مدینہ کی راہ لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات

ربیع الاوّل ۱۱ ہجری مطابق مئی ۶۳۲ء:

حضور ﷺ کی پاک روح کو دنیا میں اسی وقت تک رہنے کی ضرورت تھی کہ نبوت کا کام پورا اور توحید کی روشنی سے دنیا کا اندھیرا دور ہو جائے اور جب یہ کام پورا ہو چکا تو پھر خدا کے پاس واپسی کا حکم آ پہنچا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عام مسلمانوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرما کر خدا کے آخری احکام سے مطلع فرمایا۔ حج کے سفر سے واپس ہونے کے دو ماہ بعد آپ نے ان مسلمانوں سے بھی رخصت ہونا چاہا جو شہادت کا پیالہ پی کر ہمیشہ کی زندگی پا چکے تھے۔ چنانچہ احد جا کر آپ نے احد کے شہیدوں کے لیے دعا فرمائی اور ان کو ٹھیک اس طرح رخصت کیا جیسے مرنے والا اپنے زندہ عزیزوں کو رخصت کرتا ہے۔ اس کے بعد ایک مختصر تقریر کی، جس میں فرمایا:

> ''میں تم سے پہلے حوض کوثر پر جا رہا ہوں۔ اس حوض کی وسعت اتنی ہی جتنی ایلہ سے جحفہ تک، مجھ کو دنیا کے سارے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے، البتہ اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا میں پھنس کر آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہاؤ۔ تو پھر تم بھی اسی طرح برباد ہو جاؤ جیسے پہلی قومیں برباد ہو گئیں۔''

احد کے شہیدوں کے بعد عام مسلمانوں کے قبرستان کی باری آئی۔ صفر ۱۱ ہجری کی کسی درمیانی تاریخ میں آدھی رات کو آپ مسلمانوں کے عام قبرستان میں جس کا نام جنت البقیع ہے تشریف لے گئے دعائے خیر فرمائی۔ واپس آئے تو مزاج ناساز ہوا۔ یہ بدھ کا دن اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری [1] کا دن تھا۔ پانچ دن تک اس بیماری کی حالت میں

[1] قیام فرمانے کا دن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے (کوٹھڑی) میں تشریف لے جاتے۔ پیر کے دن بیمار زیادہ بڑھی تو بیویوں سے اجازت لی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرمائیں۔ کمزوری اتنی تھی کہ بے سہارا چل نہیں سکتے تھے۔ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں بازو تھام کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لائے۔

جب تک آنے جانے کی طاقت رہی مسجد میں نماز پڑھانے کو تشریف لاتے رہے۔ سب سے آخری نماز آپ ﷺ نے مغرب کی پڑھائی، عشا کا وقت آیا۔ دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی؟ لوگوں نے عرض کی حضور ﷺ کا انتظار ہے۔ لگن میں پانی بھروا کر غسل فرمایا لیکن جب اٹھنا چاہا تو غش آ گیا۔ افاقہ ہوا تو پھر پوچھا نماز ہو چکی؟ پھر کہا گیا کہ حضور ﷺ کا انتظار ہے۔ آپ نے پھر غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا تو بے ہوش ہو گئے۔ افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا۔ تیسری مرتبہ جسم مبارک پر پانی ڈالا گیا۔ پھر جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو پھر غشی طاری ہو گئی۔ اب جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ کئی دن تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

وفات کے چار روز پہلے طبیعت میں کچھ سکون ہوا، ظہر کے وقت پانی کی سات مشکوں سے غسل فرما کر حضرت عباس اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے سہارے سے آپ مسجد میں تشریف لائے۔ جماعت کھڑی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ آہٹ پا کر انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے روک دیا اور ان کے پہلو میں آ کر بیٹھ گئے۔ نماز کے بعد ایک مختصر خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ خدا نے اپنے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرے یا خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کو قبول کرے لیکن اس نے خدا ہی کے پاس کی چیزیں قبول کیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے کیونکہ وہ سمجھ چکے تھے کہ یہ بندہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ انصار رضی اللہ عنہم کی وفاداری کا خیال فرما کر ان کی نسبت فرمایا:

> ''عام مسلمان بڑھتے جائیں گے۔ لیکن انصار اسی طرح کم ہو کر رہ جائیں گے جیسے کھانے میں نمک، مسلمانو! وہ اپنا کام کر چکے اب تمہیں اپنا کام کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ میرے جسم میں بمنزلہ معدے کے ہیں۔ میرے بعد جو اسلام کے کاموں کو اپنے ہاتھ میں لے، میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرے۔''

شرک کا بڑا ذریعہ یہ تھا کہ لوگ پیغمبروں کی نسبت شرعی حد سے بھی بڑھ کر عقیدت کا اظہار کرنے لگتے تھے۔ ان کو شریعت کا حاکم مطلق سمجھتے تھے۔ یہ نکتہ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پیش نظر تھا۔ فرمایا:

''حرام وحلال کی نسبت میری طرف نہ کی جائے، میں نے وہی چیز حلال کی جو خدا نے حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کی جو خدا نے کی ہے۔''

اسلام کی تعلیم کے بموجب عمل کے بغیر حسب ونسب کوئی چیز نہیں یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں بھی نہیں، فرمایا:

''اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا! اور اے پیغمبر خدا کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا! خدا کے یہاں کے لیے کچھ کرلو، میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا۔''

خطبہ سے فارغ ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے آئے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے پیغمبروں اور بزرگوں کے مزاروں اور یادگاروں کی تعظیم میں جو مبالغہ کیا تھا وہ بت پرستی کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ حضور انور ﷺ کی نظر کے سامنے اس وقت مسلمانوں کی صورتِ حال تھی کہ وہ میرے بعد میری قبر اور یادگاروں کے ساتھ کہیں یہی نہ کریں۔ اتفاق سے حضور ﷺ کی بعض بیبیوں نے جنہوں نے حبشہ کے سفر میں عیسائی گرجوں کو دیکھا تھا ان کے مجسموں اور بتوں کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اس کے مقبرے کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں اور اس کا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں۔ ایسا کرنے والے قیامت کے دن بہت برے ٹھہریں گے۔''

عین بے چینی کی حالت میں جب کبھی چادر منہ پر ڈال لیتے اور کبھی گرمی سے گھبرا کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٹ دیتے۔ آہستہ سے یہ فرمایا:

''یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت کا گھر بنالیا ہے۔''

اسی حالت میں یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں۔ دریافت فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد ﷺ خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا؟ جاؤ ان کو خدا کی راہ میں خیرات کر دو۔

مرض میں زیادتی اور کمی ہوتی رہتی تھی۔ جس دن وفات ہوئی یعنی پیر کے دن بظاہر طبیعت ہلکی تھی۔ حجرۂ مبارک مسجد میں ملا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے صبح کے وقت پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے۔ دیکھ کر مسکرا دیئے کہ خدا کی زمین میں آخر وہ گروہ پیدا ہو گیا جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کا نمونہ بن کر خدا کی یاد میں لگا ہے۔ لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ آپ باہر آنا چاہیے ہیں۔ خوشی سے لوگ بے قابو ہو چلے تھے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو امام تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں لیکن آپ نے اشارے سے روکا اور حجرے کے اندر ہو کر پردہ چھوڑ دیا، کمزوری اتنی تھی کہ پردہ بھی اچھی طرح نہ چھوڑ سکے۔ یہ سب سے آخری موقع تھا جس میں عام مسلمانوں نے حضور ﷺ کو آپ کی زندگی میں دیکھا۔

دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا آپ پر بار بار غشی طاری ہو رہی تھی۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بولیں ''ہائے میرے باپ کی بے چینی!'' آپ ﷺ نے سنا تو فرمایا:

''تمہارا باپ آج کے بعد پھر بے چین نہ ہوگا۔''

سہ پہر تھی، سینے میں سانس کی گڑگڑاہٹ محسوس ہوتی تھی۔ اتنے میں مبارک ہونٹ ہلے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا:

''نماز اور غلاموں سے نیک برتاؤ۔''

اتنے میں ہاتھ اٹھا کر انگلی سے سے اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰی))

''اب اور کوئی نہیں وہی سب سے بڑھ کر ساتھی (خدا) چاہیے۔''

یہی کہتے کہتے ہاتھ لٹک آئے، آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں اور روحِ پاک عالم قدس میں پہنچ گئی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

مدینہ کی گلیوں میں جاں نثاروں کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ ان کی آنکھوں میں دنیا اندھیری ہوگئی۔ مسجد نبوی میں کہرام مچ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال لی کہ جو یہ کہے گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس کا سر اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس حالت کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ آج کا دھندلکا کل کتنی بڑی گمراہی کا سبب ہوسکتا ہے۔ انہوں نے سیدھے منبر نبوی کی طرف رخ کیا اور یہ تقریر فرمایا:

''لوگو! اگر کوئی محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو محمد ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور اگر کوئی محمد ﷺ کے رب کو پوجتا تھا تو وہ زندہ ہے اس کو موت نہیں۔''

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ١٤٤)

''اور محمد ﷺ تو خدا کے رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے نبی گزر چکے۔ کیا وہ اگر مر جائیں یا خدا کی راہ میں مارے جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے پاؤں اسلام سے لوٹ جاؤ گے؟ اور جو کوئی لوٹ جائے گا تو وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ اس نعمت کی قدر جاننے والوں کو جزائے خیر دے گا۔''

اس آیت کا سننا تھا کہ سارے مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت پاک آج ہی اتری ہے۔ ہر مسلمان کی زبان پر یہی آیت تھی اور اسی کا چرچا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور انور ﷺ کی وفات ہجرت کے گیارہویں سال ربیع الاوّل کے مہینے میں دو شنبہ یعنی پیر کے دن سرپہر کے وقت ہوئی۔ مشہور روایت یہ ہے کہ یہ بارہ ربیع الاوّل کی تاریخ تھی مگر خاص لوگوں کی تحقیق یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی ❶ پہلی تھی۔

آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین کا کام منگل (سہ شنبہ) کو شروع ہوا اور آپ ﷺ کے خاص عزیزوں نے اس کام کو انجام دیا۔ حضرت فضل بن عباس، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اور حضور ﷺ کے آزاد کیے ہوئے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو نہلایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جس حجرے میں آپ نے وفات پائی تھی وہیں آپ کو دفن کیا گیا اور اس لیے یہ حجرہ آج کے دن تک روضۂ نبوی ﷺ کے نام سے موسوم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مشکل الفاظ کے معانی تحریر کیجیے۔

تاوان		نکلنا	
آفتاب		ناساز	
تلاطم برپا ہونا		حاکم مطلق	
بابت		بموجب	
کہرام مچنا		سہ شنبہ	

مناسب الفاظ کے ساتھ خالی جگہ پر کیجیے۔

۱۔ حج کی تفصیلات والی حدیث کے راوی .... ہیں۔

۲۔ چنانچہ احد جا کر آپ ﷺ نے .... کے شہیدوں کے لیے دعا فرمائی۔

۳۔ انصار اس طرح کم ہو کر رہ جائیں گے جیسے ....۔

۴۔ نماز اور .... سے نیک برتاؤ"

۵۔ آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین کا کام .... کو شروع ہوا۔

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ سورہ نصر میں آپ ﷺ کی وفات کی خبر ہے۔ وضاحت کیجیے۔

۲۔ حجۃ الوداع کے موقع پر کون سے اصولی قوانین وضع کیے گئے؟

۳۔ پہلی قومیں کیونکر برباد ہوئیں؟

۴۔ شیطان زمین کے کس خطے سے مایوس ہو چکا ہے؟

۵۔ احد کے شہیدوں کے لیے آپ ﷺ نے کس موقع پر دعا کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ رحلت کے وقت آپ ﷺ نے شخصیت پرستی کی مذمت کیوں بیان فرمائی؟
۷۔ رحلت سے متصل پہلے آپ ﷺ نے کیا وصیت فرمائی؟
۸۔ آپ ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیا کیفیت تھی؟
۹۔ آپ ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟
۱۰۔ آپ ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں کیوں دفن کیا گیا؟

مندرجہ ذیل پر جامع نوٹ تحریر کیجیے۔

خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا پہلا بنیادی چارٹر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازواج واولاد رضی اللہ عنہم

اس سبق میں آپ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، آپ ﷺ کی اولاد اور اعلیٰ اخلاق کے بارے میں پڑھیں گے۔

❁❁❁❁

ازواج[1]:

آنحضرت ﷺ کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور زمعہ کی لڑکی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس کے بعد دوسری بیویاں نکاح میں آئیں جن کے نام یہ ہیں:

حضرت زینب ام المساکین، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت[2] جحش، حضرت جویریہ، حضرت حبیبہ بن ابوسفیان، حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب، حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن، ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا ام المساکین کے علاوہ اور سب بیویاں آپ ﷺ کی وفات کے وقت زندہ تھیں اور آپ کے بعد اپنے دینی اور علمی فیض و برکت سے دنیا کو مالا مال کرتی رہیں۔ آپ ﷺ کی ایک بیوی اور تھیں جو کنیز تھیں اور مصر سے آئی تھیں اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کہلاتی تھیں۔ یہ سب ساری امت کی مائیں تھیں اس لیے امہات المومنین کہی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے ساتھ ہو۔

اولاد:

آپ ﷺ کی ساری اولادیں صرف پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئیں۔ اخیر بیوی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے جو بچپن ہی

---

[1] نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو ازواج مطہرات کہا جاتا ہے۔

[2] بنت کا معنی بیٹی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وفات پا گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تین صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت طاہر اور حضرت طیب رضی اللہ عنہم ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی بچپن ہی میں وفات پائی۔ باقی اور چار صاحبزادیاں ہوئیں اور سب نے اسلام کا زمانہ پایا۔ سب سے بڑی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جن کا نکاح ابوالعاص سے ہوا تھا، انہوں نے ۸ ہجری میں امامہ رضی اللہ عنہا نامی ایک بچی چھوڑ کر وفات پائی۔ منجھلی کا نام حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھا جو اسلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور مدینہ آ کر ۲ ہجری میں انتقال کیا۔ تیسری صاحبزادی کا نام ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور ۹ ہجری میں وفات پائی۔ چھوٹی صاحبزادی جو حضرت کو سب سے زیادہ پیاری تھیں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں جن سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور ان سے دو صاحبزادے حضرت حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

اخلاق و عادات:

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ انہوں نے کہا: ”کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ جو کچھ قرآن میں ہے، وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے۔“ غرض آپ کی ساری زندگی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی اور یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے۔ خود قرآن نے اس کی شہادت دی اور کہا:

﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (القلم: ٤)

”یعنی بے شک اے محمد (ﷺ)! آپ حسن اخلاق کے بڑے رُتبہ پر ہیں۔“

حضور ﷺ نہایت خاکسار، ملنسار، مہربان اور رحم دل تھے۔ چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے، نہایت سخی، فیاض اور داد و دہش والے تھے۔ امکان بھر سب کی درخواست پوری کرتے، تمام عمر کسی کے سوال پر نہیں، نہیں کہا، خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی کی شادی ہوئی۔ ان کے پاس ولیمہ کا کچھ سامان نہ تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ حالانکہ آٹے کے سوا شام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے گھر میں کچھ نہ تھا۔ فیاضی اور دنیا کے مال سے بے تعلقی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں نقد کی قسم سے کوئی چیز بھی ہوتی تو جب تک وہ سب خیرات نہ کر دی جاتی آپ اکثر گھر میں آرام نہ فرماتے۔ ایک بار فدک کے رئیس نے چار اونٹوں پر غلہ بھیجا۔ اس کو بیچ کر قرض ادا کیا گیا۔ پھر بھی کچھ بچ رہا۔ آپ نے کہا کہ جب تک کچھ بھی باقی رہے گا میں گھر میں نہیں جا سکتا۔ رات مسجد میں بسر کی دوسرے دن جب معلوم ہوا کہ وہ غلہ تقسیم ہو چکا ہے، گھر تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ کے یہاں مسلمان، مشرک اور کافر سب ہی مہمان ہوتے، آپ سب کی خاطر کرتے اور خود ہی سب کی خدمت کرتے، کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ ان کو کھلا پلا دیا جاتا اور پورا گھر فاقہ کرتا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے یہاں ایک کافر مہمان ہوا۔ آپ نے ایک بکری کا دودھ اس کو پلایا، وہ سب دودھ پی گیا۔ آپ نے دوسری بکری منگوائی، یہ اس کا بھی دودھ پی گیا، غرض سات بکریوں تک نوبت آئی۔ جب تک اس کا پیٹ نہ بھر گیا آپ دودھ پلاتے رہے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر مہمانوں کی دیکھ بھال فرماتے کہ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ گھر میں رہتے تو گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے، اپنے پھٹے کپڑے آپ سی لیتے، اپنے پھٹے جوتے کو خود گانٹھ لیتے، بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دھوتے، مجمع میں بیٹھتے تو سب کے برابر ہو کر بیٹھتے، مسجد نبوی کے بنانے اور خندق کھودنے میں سب لوگوں کے ساتھ مل کر آپ نے بھی کام کیے۔

آپ ﷺ یتیموں سے محبت رکھتے اور ان کے ساتھ بھلائی کی تاکید کرتے۔ فرمایا: مسلمانوں کا سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم بچے کے ساتھ بھلائی کی جا رہی ہے اور سب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم بچے کے ساتھ برائی کی جا رہی ہے۔ آپ ﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حالت یہ تھی کہ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر نیل کے داغ پڑ گئے تھے۔ انہوں نے ایک دن آپ سے ایک خادمہ کے لیے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا، فاطمہ رضی اللہ عنہا! بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! صفہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غریبوں کا اب تک کوئی انتظام نہیں ہوا ہے تو تمہاری درخواست کیسے قبول کروں؟

غریبوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ ایسا ہوتا تھا کہ ان کو اپنی غریبی محسوس نہ ہوتی ان کی مدد فرماتے اور ان کی دل جوئی کرتے، اکثر دعا مانگتے تھے کہ ''خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر۔'' ایک بار ایک پورا قبیلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ اتنے غریب تھے کہ ان میں سے کسی کے بدن پر کوئی ٹھیک کپڑا نہ تھا۔ ننگے بدن، ننگے پاؤں۔ ان کو دیکھ کر آپ پر بہت اثر ہوا۔ پریشانی میں اندر گئے، باہر تشریف لائے اس کے بعد سب مسلمانوں کو جمع کر کے ان لوگوں کی امداد کے لیے فرمایا۔

آپ ﷺ مظلوموں کی فریاد سنتے اور انصاف کے ساتھ ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، بیکسوں کا سہارا بنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔ حکم تھا کہ جو مسلمان مر جائے اور اپنے ذمے قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو میں اس کو ادا کر دوں گا اور وہ جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔

آپ ﷺ بیماروں کو تسلی دیتے، ان کو دیکھنے جاتے، دوست، دشمن اور مومن و کافر کی اس میں کوئی قید نہ تھی، گناہگاروں کو معاف کر دیتے، دشمنوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والوں تک سے بدلہ نہیں لیا۔ ایک بار ایک شخص نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو گرفتار کر کے سامنے لائے۔ وہ آپ کو دیکھ کر ڈر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ڈر نہیں اگر تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔

ہبار بن الاسود جو ایک طرح سے حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا قاتل تھا، فتح مکہ کے موقع پر اس نے چاہا کہ ایران بھاگ جائے لیکن وہ سیدھا حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں بھاگ کر ایران جانا چاہتا تھا لیکن آپ کا رحم و کرم یاد آیا۔ اب میں حاضر ہوں اور میرے جن جرموں کی خبر آپ کو ملی ہے وہ درست ہیں۔ حضور ﷺ نے اس کو معاف کر دیا۔

ہمسایوں کی خبر گیری فرماتے، ان کے ہاں تحفے بھیجتے، ان کا حق پورا کرنے کی تاکید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے رہتے۔ ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ مومن نہ ہوگا، خدا کی قسم وہ مومن نہ ہوگا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کون، یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بچا ہوا نہ ہو۔ آپ ﷺ اپنے پڑوسیوں کے گھر جا کر ان کے کام آتے۔ پڑوسیوں کے سوا اور جو بھی آپ سے کسی کام کے لیے کہتا اس کو پورا فرماتے۔ مدینہ کی لونڈیاں آپ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں یا رسول اللہ ﷺ! میرا یہ کام ہے، آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا کام کر دیتے۔ بیوہ ہو یا مسکین یا کوئی اور ضرورت مند سب ہی کی ضرورتوں کو آپ پورا فرماتے اور دوسروں کے کام کرنے میں عار محسوس نہ فرماتے۔

بچوں سے بڑی محبت فرماتے تھے، ان کو چومتے اور پیار کرتے تھے، فصل کا نیا میوہ سب سے کم عمر بچہ جو اس وقت موجود ہوتا اس کو دیتے، راستے میں بچے مل جاتے تو خود ان کو سلام فرماتے، اسلام سے پہلے عورتیں ہمیشہ ذلیل رہی ہیں، لیکن ہمارے حضور ﷺ نے ان پر بہت احسان فرمایا، ان کے حقوق مقرر فرمائے، اور اپنے برتاؤ سے ظاہر فرما دیا کہ یہ طبقہ حقیر نہیں ہے بلکہ عزت اور ہمدردی کے لائق ہے، آپ ﷺ کے پاس ہر وقت مردوں کا مجمع رہتا تھا، عورتوں کو آپ کی باتیں سننے کا موقع نہ ملتا تھا اس لیے خود عورتوں کی درخواست پر آپ نے ان کے لیے ایک خاص دن مقرر فرما دیا تھا، عورتیں دلیری اور بے تکلفی سے آپ سے مسائل پوچھتیں لیکن آپ برا نہ مانتے، ان کی خاطر داری کا خیال رکھتے تھے۔

آپ ﷺ ساری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے، اس لیے کسی کے ساتھ بھی زیادتی اور ناانصافی کو پسند نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ لوگ جو بے پروائی برتتے تھے وہ بھی آپ کو گوارا نہ تھی اور ان بے زبانوں پر جو ظلم ہوتا آیا تھا اس کو روک دیا۔

ایک بار ایک صاحب نے ایک پرندے کا انڈا اٹھا لیا۔ چڑیا بے قرار ہو کر پر مار رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس نے اس کا انڈا لیا ہے اور اس کو دکھ پہنچایا ہے؟ ان صاحب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے یہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہیں رکھ دو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی نظر میں امیر وغریب سب برابر تھے۔ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جن کو آپ بہت چاہتے تھے، ان سے سفارش کرائی۔ حضور ﷺ نے سب سے فرمایا کہ تم سے پہلے کی قومیں اس لیے برباد ہوگئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور معمولی آدمی جرم کرتا تو وہ سزا پاتا، خدا کی قسم! اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد ❶ کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ❷ ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں ❸ سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

❶ برائیاں ❷ قرآنِ پاک ❸ سالہا سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے مگر آپ ﷺ نے کبھی نہ ڈانٹا، نہ مارا، نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔ آپ نے تمام عمر میں کبھی کسی کو نہیں مارا اور یہ کیا عجیب بات ہے کہ ایک فوج کا جرنیل جس نے مسلسل نو برس لڑائیوں میں گزارے اور جس نے کبھی لڑائی کے میدان سے منہ نہیں موڑا، اس نے اپنے دشمن پر کبھی تلوار نہیں اٹھائی اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے کسی پر وار کیا۔ احد کے میدان میں جب ہر طرف سے آپ پر پتھروں، تیروں اور تلواروں کی بارش ہو رہی تھی، آپ اپنی جگہ پر کھڑے تھے اور جاں نثار دائیں بائیں کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔

اسی طرح حنین کی لڑائی میں اکثر مسلمان غازیوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے، حضور ﷺ پہاڑ کی طرح اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، لڑائی کے اکثر معرکوں میں آپ وہاں ہوتے تھے جہاں بڑے بڑے بہادر کھڑا ہونا اپنی شجاعت کا آخری کارنامہ سمجھتے تھے مگر ایسے خوفناک مقامات میں رہ کر بھی دشمن پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ احد کے دن جب مشرکوں کے حملے میں سر مبارک زخمی اور دندان مبارک شہید ہوئے، یہ فرماتے تھے: ”خداوند! انہیں معاف کر کہ یہ نہیں جانتے۔“

سالہا سال کی ناکامی کی تکلیفوں کے بعد کبھی مایوسی نے آپ کے دل میں راہ نہ پائی اور آخر وہ دن آیا جب آپ اکیلے سارے عرب پر چھا گئے، مکہ کی تکلیفوں سے گھبرا کر ایک صحابی نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم لوگوں کے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے؟ یہ سن کر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ان کو آروں سے چیرا گیا، ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی گئیں۔ جس سے گوشت و پوست سب کٹ کٹ جاتا لیکن یہ تکلیفیں بھی ان کو حق سے پھیر نہ سکیں۔ خدا کی قسم! دین اسلام اپنے کمال کے مرتبہ پر پہنچ کر رہے گا یہاں تک کہ صنعاء (یمن) حضرموت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا کہ اس کو خدا کے سوا کسی اور کا ڈر نہ ہوگا۔

آپ ﷺ کا وہ عزم اور استقلال یاد ہوگا جب آپ نے اپنے چچا کو یہ جواب دیا تھا کہ چچا جان! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں تب بھی حق کے اعلان سے باز نہ رہوں گا۔

ایک بار دوپہر کو ایک لڑائی میں آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اکیلے آرام فرما رہے تھے، ایک عربی آیا اور تلوار کھینچ کر بولا: ''بتا اے محمد ﷺ! اب تجھ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟'' اطمینان اور تسلی سے بھری ہوئی آواز میں جواب دیا: "اللّٰہ" وہ یہ جواب سن کر کانپ گیا اور تلوار نیام میں کر لی۔

لڑائیوں کے مال غنیمت اور خیبر وغیرہ کی زمینوں کی پیداوار کا حال سن کر کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ اب اسلام کی غربت کا زمانہ ختم ہو گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ بڑے آرام اور تزک و احتشام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں میں جو کچھ آتا وہ دوسرے ضرورت مندوں اور محتاجوں کی نذر ہو جاتا تھا اور خود آپ کے اہل بیت کی زندگیاں اسی تنگی اور غربت سے بسر ہوتی تھیں، خود فرمایا کرتے تھے کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے کے لیے ستر چھپانے کو ایک کپڑا اور پیٹ بھرنے کو روکھی سوکھی روٹی اور پانی کافی ہے اور اسی پر آپ کا عمل تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ کا کپڑا کبھی تہہ کر کے رکھا نہیں جاتا یعنی ایک ہی جوڑا کپڑا ہوتا تھا دوسرا نہیں جو تہہ کر کے رکھا جاتا۔

حضرت ﷺ کے گھروں میں اکثر فاقہ رہتا تھا اور کئی کئی دنوں تک رات کو کھانا نہیں ملتا تھا۔ دو دو مہینوں تک لگاتار گھروں میں چولہا جلنے کی نوبت نہیں آتی تھی، چند کھجوروں پر گزارا ہوتا تھا، کبھی کوئی پڑوسی بکری کا دودھ بھیج دیتا تو وہی پی لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے (مدینہ کے زمانۂ قیام میں) کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے، ایک بھوکا آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا۔ جواب آیا کہ گھروں میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے گھر میں آدمی بھیجا۔ وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ غرض آٹھ نو گھروں میں سے پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں نکلی۔

ایک دن آپ ﷺ بھوک میں ٹھیک دوپہر کو گھر سے نکلے، راستے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ملے۔ یہ دونوں بھی بھوکے تھے۔ آپ ﷺ ان کو لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آئے۔ ان کو خبر ہوئی تو دوڑے آئے اور باغ سے جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور سامنے رکھ دیا۔ اس کے بعد ایک بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا اور سامنے لا کر رکھا۔ حضرت ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں بھجواؤ اس کو کئی دن سے کھانا نصیب نہیں ہوا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جب وفات پائی تو حالت یہ تھی کہ آپ کی زِرہ تین سیر جو پر ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ جن کپڑوں میں وفات ہوئی ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کو بڑی محبت تھی مگر یہ محبت سونے چاندی کے زیوروں اور اینٹ چونے کے مکانوں میں کبھی ظاہر نہیں ہوئی۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے کام کرتیں، مشک بھر کر پانی لاتیں، آٹا گوندھتیں اور اگر کبھی باپ سے کسی غلام یا لونڈی کی فرمائش کرتیں تو فرماتے کہ بیٹی یہ تسبیح پڑھ لیا کرو۔ ایک دفعہ جب بہت سی لونڈیاں اور غلام آئے تو آپ کی خدمت میں جا کر عرض کی۔ فرمایا: جانِ پدر! بدر کے یتیم اور صفہ کے مسافر تم سے زیادہ مستحق ہیں۔

افلاس سے تھا سیّدہ رضی اللہ عنہا پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینے پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَٹ جاتا تھا لباسِ مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا ﷺ کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض
واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور ﷺ نے
کل کس لیے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں
حیدر رضی اللہ عنہ نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبانِ بے وطن
جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز
ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں
میں ان کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم ہے ان کا حق
جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیّدہ پاک رضی اللہ عنہا رہ گئیں
جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی ہے اہل بیت مطہر رضی اللہ عنہم نے زندگی
یہ ماجرائے دخترِ خیر الانام تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کبھی کسی کا احسان لینا گوارا نہ فرماتے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت سواری کے لیے اونٹ پیش کیا تو آپ نے اس کی قیمت ادا فرمادی، جن لوگوں سے تحفے قبول فرماتے تھے، ان کو اس کا بدلہ ضرور دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے ہدیہ میں ایک اونٹنی پیش کی۔ آپ نے اس کا بدلہ دیا تو اس کو برا معلوم ہوا۔ آپ نے منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ تم لوگ مجھے ہدیہ دیتے ہو اور میں امکان بھر اس کا بدلہ دیتا ہوں تو ناراض ہوتے ہو۔

آپ لین دین کے معاملات میں بہت صاف تھے۔ فرمایا کرتے کہ سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی سے آپ ﷺ نے اونٹ قرض لیا۔ جب واپس کیا تو اس سے بہتر اونٹ واپس کیا۔ ایک بار کسی سے ایک پیالہ عاریتاً لیا، اتفاق سے وہ گم ہوگیا تو آپ نے اس کا تاوان ادا فرمایا۔

جو وعدہ فرماتے اس کو پورا کرتے۔ کبھی بدعہدی نہیں فرمائی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ سے جو مسلمان ہوکر مدینہ جائے گا، وہ مکہ والوں کے مطالبے پر واپس کر دیا جائے گا چنانچہ ایک صاحب ابوجندل رضی اللہ عنہ مکہ سے بھاگ کر آئے اور فریاد کی۔ سب مسلمان یہ دیکھ کر تڑپ گئے لیکن آپ ﷺ نے صاف فرما دیا کہ: اے ابوجندل! صبر کرو، میں بدعہدی نہیں کروں گا، اللہ تمہارے لیے کوئی راستہ نکالے گا۔

سچائی آپ ﷺ کی ایک ایسی صفت تھی کہ دشمن بھی اس کو مانتے تھے۔ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ محمد! میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا، البتہ تم جو کہتے ہو اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔

آپ ﷺ شرمیلے بہت تھے۔ کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی، بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔ بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ سے زبان سے کچھ نہ کہتے لیکن چہرۂ مبارک سے معلوم ہو جاتا۔ آپ کی طبیعت میں بہت استقلال تھا۔ جس چیز کا پکا ارادہ ہو جاتا پھر اس کو پورا ہی فرماتے، غزوۂ احد میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ سب نے حملے کی رائے دی لیکن جب آپ زِرہ پہن کر تشریف لائے تو رُک جانے کا مشورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیغمبر زرہ پہن کر اتار نہیں سکتا۔''

آپ ﷺ کی بہادری بے مثال تھی۔ ایک بار مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آ گئے۔ لوگ مقابلہ کے لیے تیار ہوئے لیکن سب سے پہلے حضور ﷺ نکل پڑے اور گھوڑے پر زین کے بغیر گشت لگا آئے اور واپس آ کر لوگوں کو تسکین دی کہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔

مزاج مبارک میں سادگی بہت تھی۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے، کسی چیز میں تکلف پسند نہ تھا، جو سامنے آ جاتا وہ کھا لیتے، پہننے کے لیے موٹا جھوٹا جو مل جاتا اس کو پہن لیتے، زمین پر، چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ خدا کی نعمتوں سے جائز طور پر فائدہ اٹھانے کی اجازت آپ نے ضرور دی لیکن تن پروری اور عیش نہ اپنے لیے پسند فرمایا نہ عام مسلمانوں کے لیے۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ گھر میں چھت گیر لگی ہوئی ہے، اسی وقت پھاڑ ڈالی اور فرمایا کہ خدا نے ہم کو دولت اس لیے نہیں دی ہے کہ اینٹ پتھر کو کپڑے پہنائے جائیں۔ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو فرمایا کہ تم کو برا نہ معلوم ہوگا جب لوگ کہیں گے پیغمبر کی لڑکی کے گلے آگ کا ہار ہے؟

دنیا سے بے رغبتی کے باوجود آپ ﷺ کو خشک مزاجی اور روکھا پن پسند نہ تھا۔ کبھی کبھی دلچسپی کی باتیں فرماتے۔ ایک بار ایک بڑھیا آپ کے پاس آئی، اور جنت کے لیے دعا کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا کہ بوڑھیاں جنت میں نہ جائیں گی، اس کو بہت رنج ہوا، روتی ہوئی واپس چلی۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھیاں جنت میں نہ جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔ بعض لوگ رات دن نماز روزے میں مشغول رہنا چاہتے تھے اس کی وجہ سے بیوی بچوں نیز اپنے جسم کے حق کو پورا نہ ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے حضور ﷺ اس کو روکتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق خبر ہوئی کہ انہوں نے ہمیشہ دن میں روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے کا عہد کیا ہے۔ آپ نے ان کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، بیوی کا حق ہے۔

آپ ﷺ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کسی کے گھر جاتے تو دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے اور اس سے اجازت مانگتے۔ سامنے اس لیے نہ کھڑے ہوتے کہ نظر گھر کے اندر نہ پڑے۔

صفائی کا خاص خیال رہتا۔ ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھولیا کرے۔ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے تھے۔ ایک ایک فقرہ الگ ہوتا، کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے۔ جو بات ناپسندیدہ ہوتی اس کو ٹال دیتے۔ زیادہ تر چپ رہتے، بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے، ہنسی آتی تو مسکرا دیتے۔

آپ ﷺ ہر لحظہ اور ہر لمحہ خدا کی یاد میں لگے رہتے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے غرض ہر وقت اسی کی خوشی کی تلاش رہتی اور ہر حالت میں دل اور زبان سے اللہ کی یاد جاری رہتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محفلوں میں یا بیویوں کے حجروں میں ہوتے اور یکایک اذان کی آواز آتی، آپ اٹھ کھڑے ہوتے۔ رات کا بڑا حصہ خدا کی یاد میں بسر ہوتا، کبھی پوری پوری رات نماز میں کھڑے رہتے اور بڑی بڑی سورتیں پڑھتے، آپ اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے پیغمبر تھے، پھر بھی فرمایا کرتے کہ مجھ کو کچھ نہیں معلوم کہ میرے اوپر کیا گزرے گی؟ ایک مرتبہ بڑے پر اثر الفاظ میں فرمایا:

> ''اے قریشیو! آپ اپنی خبر لو! میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا، اے عبد مناف! میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا، اے عباس بن عبدالمطلب! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا، اے صفیہ! رسول خدا کی پھوپھی! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا، اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔''

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، روتے روتے اس قدر ہچکیاں بندھ گئی تھیں کہ معلوم ہو رہا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ہانڈی ابل رہی ہے۔ ایک بار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ ایک جنازے میں شریک تھے، قبر کھودی جا رہی تھی، آپ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور یہ منظر دیکھ کر رونے لگے یہاں تک کہ زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا:

''بھائیو! اس دن کے لیے سامان کر رکھو۔''

اوپر کے صفحات میں حضور ﷺ کے مبارک حالات اور آپ کے اچھے اخلاق اور عادات کو پڑھ چکے، اب اس کی کوشش ہونا چاہیے کہ حضور ﷺ کی زندگی کی ہم پیروی اور آپ ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں کہ خدا کی خوشی حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے اور دین وہ دنیا کی بادشاہت کی صرف یہی ایک کنجی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل مشکل الفاظ کے معانی تلاش کیجیے۔

منجھلی		بیکسوں	
خاکسار		خبر گیری کرنا	
داد و دہش		خاطر داری	
فیاضی		تزک و احتشام	
ہنوز		افلاس	
قرنوں		مفاسد	
نسخۂ کیمیا		تن پروری	
لحظہ		چھت گیر	

مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجیے۔

۱۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے اسماء مبارک تحریر کیجیے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کے دامادوں کے نام تحریر کیجیے۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ کی اولاد کے نام لکھیے۔

۴۔ آپ ﷺ کی بہادری کا کوئی واقعہ تحریر کیجیے۔

۵۔ آپ ﷺ کی سادگی کا کوئی واقعہ تحریر کیجیے۔

۶۔ عہد کو پورا کرنے کے حوالے سے سیرت سے کوئی واقعہ تحریر کیجیے۔

۷۔ سیرت نبوی سے مزاح پر کوئی واقعہ تحریر کیجیے۔

۸۔ آپ ﷺ کی مدح میں چند اشعار تحریر کیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ آپ ﷺ کی سخاوت پر کوئی ایک واقعہ تحریر کیجیے۔

۱۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟

مندرجہ ذیل جملوں میں سے غلط اور درست کی نشاندہی کیجیے۔

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ام المساکین کہا جاتا ہے۔

۲۔ اگر چوری کرنے والی محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو ہاتھ نہ کاٹا جاتا۔

۳۔ فصل کا نیا میوہ آپ ﷺ سب سے کم عمر بچے کو دیتے۔

۴۔ آپ ﷺ صرف عرب کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

۵۔ فقیروں کا ملجا، غلاموں کا مولیٰ۔

مندرجہ ذیل پر جامع نوٹ تحریر کیجیے۔

نبی ﷺ رحمت عالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

....

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دار الکتب السلفیۃ
+92 42 373 61 505, +92 372 44 404
+92 333 43 34 804, +92 324 43 36 123
بادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
dk.salafiyyah@gmail.com